هدیۃ العثمان
فی حلِّ جمالُ القرآن
بالسؤال والجواب

از افادات
فضیلۃ الشیخ اُستاذُ القُرّاء
جناب مولانا قاری محمد رمضان صاحب مدظلہ
استاذ شعبہ تجوید وقراءات جامعہ منظور الاسلامیہ صدر چھاؤنی لاہور

اُستاذُ القُرّاء جناب
قاری عثمان محمود صاحب مدظلہ
فاضل جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پسند فرمودہ

استاذ القراء مولانا قاری فضل الحق حقانی صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ طیبہ مرکزیہ دار التجوید والقراءات نیو کوئٹہ بلوچستان پاکستان

استاذ القراء مولانا قاری سید رسول صاحب مدظلہ
مدرس شعبہ تجوید وقراءات جامعہ منظور الاسلامیہ صدر چھاؤنی لاہور

قراءۃ اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھدیۃ العثمان

فی حل

جمال القرآن

بالسؤال والجواب

از افادات

فضیلۃ الشیخ اُستاذُ القراء
جناب مولانا قاری محمد رمضان صاحب مدظلہ
استاذ شعبہ تجوید وقراءات جامعہ منظور الاسلامیہ صدر چھاؤنی لاہور

مُرتّب

اُستاذُ القراء جناب
قاری عثمان محمود صاحب مدظلہ
فاضل جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پسند فرمودہ

استاذ القراء مولانا قاری فضل الحق حقانی صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ طیبہ مرکزیہ دارالتجوید والقراءات
نیو کوئٹہ بلوچستان پاکستان

استاذ القراء مولانا قاری سید رسول صاحب مدظلہ
مدرس شعبہ تجوید وقراءات جامعہ منظور الاسلامیہ
صدر چھاؤنی لاہور

قراءۃ اکیڈمی
۲۸۔ الفضل مارکیٹ، ۱۷۔ اُردو بازار، لاہور۔

10۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
0423-7228272 , 0423-7228196

نام کتاب ...... ہدیۃ العثمان فی حل جمال القرآن بالسوال والجواب

مرتب ...... نفعنا اللہ جناب قاری عثمان محمود صاحب
فاضل جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

اشاعت اول ...... اپریل 2022ء (رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ)

تعداد 600

کمپوزنگ ...... قاری عثمان محمود صاحب

سرورق ...... القرآن گرافکس
(محمد سجاد 0302-4010030)

قراءۃ اکیڈمی
۲۸۔الفضل مارکیٹ، ۱۷۔اُردو بازار، لاہور

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَّفَنَا بِتَنْزِيْلِ الْقُرْاٰنِ وَ اَمَرَنَا بِتِلَاوَتِهٖ مَعَ التَّرْتِيْلِ وَالتَّجْوِيْدِ وَ كَرَّمَنَا بِسَيِّدِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَّلَ عَلَيْهِ الْفُرْقَانَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ اَظْهَرُوْا اُمُوْرَهُمْ عَلٰى اَهْلِ الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ

حکیم الامت حضرت مولانا الحافظ القاری شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مُؤَلَّفَۃ کتاب ”جمال القرآن“ کو برصغیر پاک وہند میں جو مقبولیت عامہ حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، یہی وجہ ہے کہ مدارسِ تجوید وقراءات میں یہ کتاب داخلِ نصاب ہے اور شیوخِ فن نے اس کی تشریح اور توضیح کیلئے مختلف حواشی اور شروح تحریر فرمائی ہیں، جن میں سے حاشیہ ”ایضاح البیان“ مُؤَلَّفَۃ شیخ التجوید والقراءات قاری محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”حواشی جدیدہ“ مُؤَلَّفَۃ شیخ التجوید والقراءات قاری اظہار احمد تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”کمال الفرقان شرح جمال القرآن“ مُؤَلَّفَۃ استاذ القراء قاری محمد طاہر رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ”انوار الفرقان شرح جمال القرآن“ (جس کو میرے استاذ محترم مولانا قاری محمد رمضان صاحب مدظلہ العالی نے حق تعالیٰ کی عنایت سے اور اپنے شیخ، شیخ التجوید والقراءات حضرت مولانا قاری ومقری سید حسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے افادات سے مرتب فرمایا ہے) یہ سب علمِ تجوید کی معلومات کا خزانہ ہیں، اللہ تعالیٰ تمام اکابر ومشائخ فن کی جملہ خدمات کو قبول ومنظور فرمائے، آمین۔

احقر نے انہیں مذکورہ مشائخ کی تصنیفات سے بالخصوص ”انوار الفرقان شرح جمال القرآن“ سے استفادہ کرکے ”جمال القرآن“ کے مضامین کو اپنے عزیز طلبہ کی خدمت میں

آسان انداز میں پیش کرنے کیلئے سوال وجواب میں کاپی لکھوائی تھی، جس میں سوالات کے جوابات میں حق الامکان "جمال القرآن" ہی کی عبارات نقل کی گئیں ہیں یا پھر "انوار الفرقان شرح جمال القرآن" کی عبارات نقل کی گئیں ہیں کیونکہ احقر اپنی کم علمی کی وجہ سے اپنے شیخ محترم کے جواب سے بہتر جواب نہیں دے سکتا۔

نیز اس کاپی میں سوال وجواب کا انوکھا انداز اسلئے اختیار کیا گیا ہے کہ اس سے عزیز طلبہ کا ذہن متوجہ رہتا ہے دوسرے یہ کہ اس سے عزیز طلبہ کو مسائل یاد کرنے، سنانے اور امتحان دینے میں آسانی ہوتی ہے۔

اب میں اپنے بڑے بھائی مولانا قاری سعید احمد صاحب ﷾ اور میرے بہترین اور مخلص ساتھی جناب قاری غلام الدین صاحب ﷾ اور دیگر احباب کے مشورے سے تمام طلباء تجوید وقراءت کے فائدے کیلئے شائع کر رہا ہوں۔

میرے قریبی ساتھی اور دوست محترم جناب مولانا قاری انیس الرحمٰن صاحب ﷾ امام عالمگیری بادشاہی مسجد لاہور نے اس کا نام "هَدِيَّةُ الْعُثْمَانِ فِيْ حَلِّ جَمَالِ الْقُرْاٰنِ بِالسُّؤَالِ وَالْجَوَابِ" تجویز کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرمائے اور میرے لئے اور میرے والدین اور اساتذہ کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے، آمین۔

يَاسَامِعَ الدُّعَاءِ تَقَبَّلْ دُعَاءَنَا　　سَأَلْتُكَ الْعَفْوَ يَاذَا الْمَنِّ وَالْكَرَمِ

آخر میں مشائخِ فن تجوید وقراءات سے بصد آداب گزارش ہے کہ اس کاپی میں جو کمی بیشی محسوس فرمائیں ازراہ شفقت ومہربانی مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ

احقر العباد (قاری) عثمان محمود
فاضل قراءات عشرہ، جامعہ مدنیہ
کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

18 ستمبر 2003ء

تقریظ از

فضیلۃ الشیخ استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد رمضان صاحب مدظلہ
شیخ التجوید والقراءات، جامعہ منظور الاسلامیہ صدر چھاؤنی، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. اَمَّا بَعْدُ!

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ کی مُؤَلَّفَۃ کتاب "جمال القرآن" کو برصغیر پاک وہند میں جو مقبولیتِ عامہ حاصل ہوئی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب "جمال القرآن" مدارسِ تجوید وقراءات میں ہمیشہ شاملِ نصاب رہی ہے اور مشائخ فن تجوید وقراءات نے اس کے مختلف حواشی اور شروحات تحریر فرمائیں ہیں، اللہ تعالیٰ تمام اکابر ومشائخ فن کی جملہ خدمات کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

زیر نظر کتاب "هَدِيَّةُ الْعُثْمَانِ فِيْ حَلِّ جَمَالِ الْقُرْاٰنِ بِالسُّؤَالِ وَالْجَوَابِ" بھی اسی سِلْسِلَۃُ الذَّھَبْ کی ایک کڑی ہے، جس کو عزیزم قاری عثمان محمود صاحب زَادَاللّٰہُ مَحَاسِنَہٗ فاضل قراءات عشرہ جامعہ مدنیہ، کریم پارک، راوی روڈ، لاہور نے "جمال القرآن" کے جملہ قواعدِ تجوید کو سوال وجواب کی صورت میں مرتب کیا ہے اور اس میں انہوں نے سوالات کے جوابات میں حتی الامکان "جمال القرآن" ہی کی عبارات نقل کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ طلباء کا شرح کے ساتھ ساتھ اصل کتاب کی عبارت سے بھی تعلق مضبوط رہے، یہ بہت عمدہ کاوش ہے، کیونکہ اکثر طلباء کو مسائل تو خوب یاد ہوتے ہیں، مگر اصل کتاب کی عبارت سے تعلق نہیں ہوتا۔

اس کتاب کو میں نے بالاستیعاب پڑھا ہے، اس کتاب کے تمام قواعدِ تجوید مشائخ فن تجوید وقراءات کی کتابوں کے عین مطابق ہیں، نیز یہ کتاب "جمال القرآن" کے تمام قواعد کی بہترین شرح ہے اور یہ شرح طلباء تجوید اور تجوید کے مبتدی اساتذہ کرام کیلئے بہت

زیادہ مفید ہے، نیز اس کتاب سے اساتذہ کرام کیلئے شاگردوں کو تجوید کے قواعد ذہن نشین کروانا بہت آسان ہوگا۔ إِنْ شَآءَ اللهُ۔

عزیزم قاری عثمان محمود صاحب زادکاللہ علماً و سَنَةً نے اپنے بارہ سالہ تعلیمی وتدریسی تجربہ کے بعد طلباء کی سہولت کیلئے یہ کتاب سوال وجواب کی صورت میں مرتب کی ہے، اسلئے یہ کتاب اُن کے تجربہ کا شاہکار اور نچوڑ ہے، اور یہ کتاب اس لحاظ سے بھی بہت عمدہ ہے کہ سوال وجواب کی شکل میں قواعدِ تجوید کو یاد کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

میری مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت فرما کر اس کے نفع اور فائدہ کو عام اور تام فرمائے (آمین) اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلبہ اور تجوید کے اساتذہ کرام کیلئے نافع اور مفید بنائے آمین۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا قاری عبدالمالک نَوَّرَ اللهُ مَرْقَدَهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ، استاذ القراء حضرت قاری سید حسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ، استاذ القراء حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ استاذ القراء حضرت قاری عبدالوہاب مکی رحمۃ اللہ علیہ، استاذ القراء حضرت قاری کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ، استاذ القراء حضرت قاری محمد اسماعیل الکندوی رحمۃ اللہ علیہ، استاذ القراء حضرت قاری فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ فن تجوید وقراءات کیلئے بطور صدقہ جاریہ قبول ومنظور فرمائے آمین۔

اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مرتب، اُن کے والدین ماجدین اور اُن کے اساتذہ کرام کیلئے ذریعہ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

عزیزم "قاری عثمان محمود حفظہ اللہ" نے طلبہ کی آسانی کیلئے "تیسیر التجوید، فوائد مکیہ اور "اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزَرِیَّة" کو بھی سوال وجواب کی شکل میں مرتب کیا ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی جلد از جلد منظر عام پر لانے کے وسائل مرحمت فرمائے آمین۔

(قاری) محمد رمضان، استاذ شعبہ تجوید وقراءات، جامعہ منظور الاسلامیہ صدر چھاؤنی، لاہور

تقریظ از

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد نصر اللہ خان صاحب مدظلہ

صدر مدرس شعبہ تجوید وقراءت جامعہ عالمگیریہ، بادشاہی مسجد، لاہور، وپرنسپل، گورنمنٹ جامعہ عربیہ رحیمیہ، نیلا گنبد، نیو انارکلی، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعَ مُحِبِّيْهِ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ: زیر نظر کتاب "هَدِيَّةُ الْعُثْمَانِ فِيْ عِلْمِ تَجْوِيْدِ الْقُرْاٰنِ بِالسُّؤَالِ وَالْجَوَابِ" کو میں نے چند مقامات سے بغور پڑھا ہے، الحمد للہ کتاب ہذا کے جملہ قواعد تجوید اکابر واسلاف کی تصنیفات وتالیفات کے عین مطابق ہیں، ماشاء اللہ "عزیزم قاری عثمان محمود سلمہ فاضل جامعہ مدنیہ، کریم پارک، راوی روڈ، لاہور" نے بڑی محنت سے بہت آسان اور عمدہ طریقہ پر مرتب کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں، اور کتاب ہذا کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت مرحمت فرمائے آمین۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مستقبل میں یہ کتاب علم تجوید کی کتابوں میں بہترین کتاب شمار ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تجوید کے ابتدائی اساتذہ کرام اور طلباء یکساں طور پر مستفید ہوتے رہیں گے، اور اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى آنے والے وقت میں یہ کتاب فن تجوید کے حاصل کرنے والوں کیلئے ایک بہترین اور قیمتی تحفہ ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مسلمانوں کو قرآن مجید سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک زمانہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک کے تمام اساتذہ کرام کیلئے بطور صدقہ جاریہ قبول ومنظور فرمائیں۔

اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

قاری محمد نصر اللہ خان

2007/04/20

تقریظ از

استاذ القراء حضرت مولانا قاری فضل الحق حقانی صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ طیبہ مرکز یدار التجوید والقراءات نیو کوئٹہ بلوچستان پاکستان

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ! علم تجوید قراءات تمام علوم میں سے بہترین علم ہے، اور جو لوگ اس علم سے وابستہ ہیں وہ بھی افضل ترین لوگ ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی حفاظت کا ذمہ خود ہی لیا ہے اور ارشاد فرمایا "ہم نے ہی اس ذکر (یعنی قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

اللہ تعالی نے علم تجوید کو قرآن مجید کے الفاظ اور کلمات کو تحریف سے بچانے کیلئے مقرر فرمایا ہے اور اس علم اور فن کی حفاظت اور نشو ونما، تشویق و ترغیب نشر و اشاعت کیلئے مخصوص طبقے کو منتخب فرمایا ہے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں سے ایک خوش نصیب برادر محترم حضرت مولانا قاری عثمان محمود صاحب مدظلہ ہیں، جن کو اللہ تعالی نے علم تجوید ہی کیلئے مختص فرمایا ہے۔ زیر نظر کتاب "هَدِيَّةُ النُّعْمَانِ فِي حَلِّ جَمَالِ الْقُرْآنِ بِالسُّؤَالِ وَالْجَوَاب" قاری صاحب موصوف ہی کی کاوش ہے، اللہ تعالی انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں، اور اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت مرحمت فرمائیں آمین۔ زیر نظر کتاب ارباب مدارس اور علم تجوید و قراءات کے تشنگان کیلئے بحر ذخار ہے۔ امید ہے کہ کتاب مذکور سے علم تجوید کے طلباء اور مبتدی اساتذہ یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حضرت قاری صاحب کو مزید اس طرح کی کتابوں کی ترتیب و تدوین کیلئے تشویق و ترغیب دلائیں گے۔

والسلام

کتبہ: احقر فضل الحق حقانی
خادم تجوید و قراءات
کوئٹہ بلوچستان پاکستان
(14-03-2022)

تقریظ از

استاذ القراء حضرت مولانا قاری سید رسول صاحب مدظلہ

مدرس شعبہ تجوید و قراءات جامعہ منظور الاسلامیہ صدر چھاؤنی لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص کی برکت ہے کہ اُن کے رسالہ "جمال القرآن" کی متعدد شروح و خلاصے طلباء کی آسانی کیلئے لکھے گئے ہیں، سب اپنی اپنی جگہ نہایت مفید اور علم تجوید کی معلومات کا خزانہ ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ایک جدید انداز جس سے تجوید کے تمام مسائل واضح ہو کر طلباء کے ذہن نشین ہو جاتے ہیں وہ ہے سوال و جواب کا انداز، جس کو محترم جناب قاری عثمان محمود صاحب فاضل جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور نے اختیار کیا ہے۔ زیر نظر کتاب "هَدِيَّةُ الْعُثْمَانِ فِيْ حَلِّ جَمَالِ الْقُرْاٰنِ بِالسُّؤَالِ وَالْجَوَابِ" کو کئی جگہ سے بغور دیکھا ہے، ماشاء اللہ بہترین انداز میں "جمال القرآن" کی اصل عبارت کے ساتھ ساتھ بہترین شرح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کتاب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قاری صاحب نے طلبہ کی پوری خیر خواہی کو مدنظر رکھا ہے۔ اور بہترین کاوش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ محترم قاری صاحب کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے، اور اس کاوش کو نافع بنائے۔ آمین

والسلام

(قاری) سید رسول

اُستاذ شعبہ تجوید و قراءات جامعہ منظور الاسلامیہ

مرکزی عیدگاہ صدر لاہور چھاؤنی

19-03-2022

تقریظ از

حضرت مولانا میاں عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سابق خطیب جامع مسجد تکواروالی، نیوانارکلی، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الحمد للہ! ہمارے اکابر نے دین کے تمام شعبوں میں اس قدر کام کیا ہے، جو کہ تمام طبقات کیلئے قابل تقلید نمونہ ہے، وہ تدریس کا میدان ہو یا تقریر کا میدان، تصنیف و تالیف کا شعبہ ہو یا تبلیغ، غرض کہ ہر فن میں خوب سے خوب تر کام کیا ہے۔ بعض اکابر کسی ایک فن کے ماہر اور امام سمجھے جاتے تھے اور بعض حضرات تمام فنون پر دسترس رکھتے تھے، ایسی ہی ایک ہمہ گیر شخصیت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، جنھوں نے دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ فن تجوید وقراءت میں بھی بے مثال کام کیا ہے، کیونکہ فن تجوید وقراءت ہر خاص و عام کیلئے ضروری ہے، قرآن حکیم کا درست پڑھنا سب کیلئے ضروری ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے "جمال القرآن" جیسی کتاب لکھی جو کہ تجوید کی کتب میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے، ایک عام قاری (تلاوت کرنے والا) جو تمام کتب تجوید نہیں پڑھ سکتا وہ "جمال القرآن" سے استفادہ کر کے قرآن حکیم کو مخارج اور صفات کے مطابق پڑھنے کی استعداد پیدا کر سکتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے اس فن کو مزید آسان طریقے سے حل کرنے کیلئے کئی کتب تحریر فرمائیں، حال ہی میں ہمارے عزیز "قاری عثمان محمود صاحب حفظہ اللہ" (جو کہ اچھے مجود ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی شریف النفس، صالح، باکردار نوجوان ہیں) نے "جمال القرآن" کی تلخیص بالتسہیل کرتے ہوئے "هَدِيَّةُ الْعُثْمَانِ فِيْ حَلِّ جَمَالِ الْقُرْاٰنِ بِالسُّؤَالِ وَالْجَوَابِ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جو کہ موصوف کی اچھی محنت و کوشش ہے، اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول و منظور فرمائے، مزید اخلاص کے ساتھ اس فن میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

خادم القرآن، میاں عبدالرحمن، جامع مسجد تکوار والی، نئی انارکلی، لاہور

انتساب

میں اپنی اس کتاب کا پیارے نبی امام الانبیاء خاتم الانبیاء رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ تاجدار ختم نبوت سرکار دوعالم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور تمام اہل بیت عظام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَعَنۡہُنَّ اور تمام صحابہ کرام رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ اور تمام مشائخ فن تجوید وقراءات اور اپنے والدین ماجدین اور اپنے اساتذہ کرام زید مجدہم کی طرف انتساب کرتا ہوں۔

❁❁❁❁

حالاتِ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ

سوال: جمال القرآن" کے مصنف کا نام کیا ہے؟

جواب: جمال القرآن" کے مصنف کا نام حکیم الامت حضرت مولانا الحافظ القاری المقری شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام کیا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر (یوپی) ہند میں ایک رئیس گھرانہ میں ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو چہار شنبہ (یعنی بدھ) کے دن پیدا ہوئے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی سلسلہ نسب کیا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ والد صاحب کی طرف سے فَارُوقِیُّ النَّسْل (یعنی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے) اور وَالِدَۃ صَاحِبَہ کی طرف سے عَلَوِیْ (یعنی سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے) ہیں۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو تھانوی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ چونکہ قصبہ تھانہ بھون کے رہنے والے تھے اس نسبت سے اُن کو تھانوی کہا جاتا ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کس سے حفظ کیا؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے استاذ الحفاظ جناب حافظ حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد کیا کیا؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حفظ سے فارغ ہوئے تو تھانہ بھون میں مختلف اساتذہ سے اور زیادہ تر متوسطات تک فارسی اور ابتدائی عربی کتب حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

سوال: حضرت مولانا فتح محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

جواب: حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم باعمل متقی و پرہیزگار ہونے کے علاوہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیوبند کے خاص شاگردوں میں سے تھے اور دار العلوم دیوبند میں فارغین علماء کی جو سب سے پہلی جماعت تھی اُن میں حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت کا کیا اثر ہوا؟

جواب: حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۲، ۱۳ سال تھی کہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت کا گہرا اثر آپ نے قبول کیا، باجماعت نمازِ پنجگانہ کا خاص اہتمام فرمانے کے علاوہ پچھلی رات تہجد کو اُٹھتے اور نوافل ووظائف پڑھتے تھے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ نظامی کی تعلیم کس مدرسہ میں مکمل کی؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ نظامی کی تعلیم دار العلوم دیوبند میں مکمل کی۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند میں کب داخل ہوئے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند میں ۱۲۹۵ھ میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۱ھ میں فارغ ہوئے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تجوید وقراءات کی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تجوید وقراءات کی تعلیم کے حصول کے لئے مَدْرَسَۃ صَوْلَتِیَّۃ (مکہ مکرمہ) کے صدر مدرس شیخ عرب وعجم حضرت قاری عبداللہ صاحب مہاجرِ مکہ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا، مشق وریاض سے ایسی عمدہ استعداد پائی تھی کہ لب ولہجہ وادائیگی میں اُستاذ کے مثیل ومشابہ ہوگئے تھے جب حضرت قاری صاحب مَدْرَسَۃ صَوْلَتِیَّۃ کی بالائی منزل میں حضرت کو مشق کراتے تھے تو نیچے منزل

میں سننے والے یہ تمیز نہ کر سکتے تھے کہ اس وقت اُستاد پڑھ رہا ہے یا شاگرد۔
سوال: شَیْخُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمْ حضرت قاری عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ کون تھے؟
جواب: شَیْخُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمْ حضرت قاری عبداللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ بشیر خان رحمۃ اللہ علیہ اُستاذ القراء فی الْعَرَبِ وَالْعَجَمْ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الٰہ بادی رحمۃ اللہ علیہ (مصنفِ فوائد مکیہ) کے بڑے بھائی تھے اور مَدْرَسَۃ صَوْلَتِیَۃ مَکَّۃ مُعَظَّمَۃ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں شیخ القراء تھے، پاکستان اور ہندوستان کے اکثر قراء کرام کی سند آپ ہی سے ہو کر پیارے نبی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور اساتذہ کے نام کیا ہیں؟
جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں: ① حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ② شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، ③ حضرت مولانا منفعت علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، ④ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، ⑤ ابوحنیفہ روزگار حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فراغت کے بعد کہاں تشریف لے گئے تھے؟
جواب: فراغت کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال تک (مَدْرَسَۃ فیضِ عام) کان پور میں صدر مدرس رہے اور اسی زمانہ میں حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے اور خاصے طویل عرصہ تک حضرت حاجی امداداللہ صاحب تھانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت وسلوک کے مراحل طے کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مَدْرَسَۃ فیضِ عام کان پور میں کتنے عرصہ تک صدر مدرس رہے؟
جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ تقریباً چودہ سال تک (مَدْرَسَۃ فیضِ عام) کانپور میں صدر مدرس رہے (اور ۱۳۱۵ھ میں ملازمت ترک کر کے) ایک خاص داعیہ قلبی کے تحت محض تَوَکُّلًا عَلَی اللہِ وطن تھانہ بھون تشریف لائے اور اپنے شیخ روحانی حضرت حاجی امداداللہ صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہِ اِمْدَادِیَۃ میں جانشین ہوگئے۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اِفتاء (یعنی مفتی کا کورس) کس سے کیا تھا؟

جواب: (مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بعد ابوحنیفہ روزگار (یعنی اپنے زمانے کے ابوحنیفہ) حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فنِ اِفتاء میں مہارت بہم پہنچائی۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد ہزار سے اوپر ہے اور تجوید میں "جمال القرآن اور رسالہ "تجوید القرآن نظم" اور رسالہ "حق القرآن نظم" مشہور و معروف ہیں اور قراءات میں تَنْشِیْطُ الطَّبْعِ فِیْ اِجْرَاءِ السَّبْعِ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء کون کونسے ہیں؟

جواب: آپ کے خلفاء میں استاذنا حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مظاہر علوم سہارن پور، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، اُستاذُ العلماء حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بانی دارالعلوم کراچی) اور مشہور مصنف حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کب ہوئی؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔

سوال: خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخِ رحلت پر کیا فرمایا تھا؟

جواب: خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخِ رحلت پر فرمایا:

؎ یہ رحلت ہے آج اشرف الاولیاء کی

❁❁❁❁❁❁❁

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

مُقَدِّمَۃ

سوال: مُقَدِّمَۃ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اصل کتاب شروع کرنے سے پہلے بطور تمہید جو ابتدائی چیزیں بیان کی جاتی ہیں (مثلاً علم کا نام، علم کی تعریف، موضوع، غرض وغایت، فائدہ وثمرہ، فضیلت، حکم، ارکان، مُدَوِّن ومرتب) اُن کو فارسی میں دیباچہ اور عربی میں مُقَدِّمَۃ کہتے ہیں۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے مُقَدِّمَۃ میں کتنی چیزیں بیان فرمائی ہیں؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے مُقَدِّمَۃ میں پانچ چیزیں بیان فرمائی ہیں۔

سوال: وہ پانچ چیزیں کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: ① خطبۂ مسنونہ ② "جمال القرآن" کا تعارف ③ جمال القرآن" کی وجہ تالیف ④ جمال القرآن" کا مَاخَذ ⑤ مشورۂ مفیدہ۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے خطبۂ مسنونہ کہاں سے کہاں تک بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "بِسْمِ اللّٰهِ" سے لیکر "بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ" تک خطبۂ مسنونہ بیان فرمایا ہے۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" کا تعارف کہاں سے کہاں تک بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "یہ چند اوراق ہیں" سے لیکر "ملقب بہ لمعات کیا جائے گا" تک "جمال القرآن" کا تعارف بیان فرمایا ہے۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" کی وجہِ تالیف کہاں سے کہاں تک بیان فرمائی ہے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "محبی مکرمی" سے لیکر "فرمائش پر" تک "جمال القرآن" کی وجہِ تالیف بیان فرمائی ہے۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" کس کی فرمائش پر لکھا تھا؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" "مولوی حکیم محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسہ قدوسیہ گنگوہ کی فرمائش پر" لکھا تھا۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" کا ماخذ کہاں سے کہاں تک بیان فرمایا ہے؟
جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "کُتُبِ مُعْتَبَرَہْ" سے لیکر "ورنہ احقر کا مضمون ہے" تک "جمال القرآن" کا ماخذ بیان فرمایا ہے۔
سوال: کُتُبِ مُعْتَبَرَہْ سے کون کونسی کتابیں مراد ہیں؟
جواب: کُتُبِ مُعْتَبَرَہْ سے درج ذیل پانچ کتابیں مراد ہیں: ① هَدِيَّةُ الْوَحِيْد ② حَقِيقَةُ التَّجْوِيْد ③ جُهْدُ الْمُقِل ④ دُرَّةُ الْفَرِيْد ⑤ تَعْلِيْمُ الْوَقْف۔
سوال: مصنف رحمہ اللہ نے تجوید کے اساتذہ کو کونسا مشورہ مفیدہ عنایت فرمایا ہے؟
جواب: مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا "اول اِس رسالہ (یعنی جمال القرآن) کو خوب سمجھا کر پڑھائیں اور ہر شے کی تعریف ومخارج وصفات وغیرہ خوب یاد کرائیں اِس کے بعد رسالہ "تجوید القرآن" نظم حفظ کرا دیا جائے اور اگر فرصت کم ہوتو رسالہ "حق القرآن" یاد کرا دیا جائے۔
سوال: مصنف رحمہ اللہ نے اِس کتاب کا نام "جمال القرآن" کیوں رکھا ہے؟
جواب: مصنف رحمہ اللہ نے اِس کتاب کا نام بہت عمدہ اور موضوع کے عین مطابق رکھا ہے کیونکہ "جمال القرآن" کے معنیٰ ہیں قرآن کا حسن اور تجوید بھی تلاوت قرآن کا حسن اور زینت ہے چنانچہ علامہ جَزَرِی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

وَهُوَ اَيْضًا حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ　　وَ زِيْنَةُ الْاَدَاءِ وَالْقِرَاءَةِ

(ترجمہ) اور وہ عمل بالتجوید تلاوت کا زیور بھی ہے اور اداء وقراءت کی زینت بھی ہے۔
سوال: مصنف رحمہ اللہ نے اِس کتاب کے عنوانات کو بابوں اور فصلوں میں تقسیم کرنے کی بجائے لمعات میں کیوں تقسیم کیا ہے؟
جواب: مصنف رحمہ اللہ کا اِس کتاب کے عنوانات کو لمعات میں تقسیم کرنا بہت عمدہ تعبیر ہے اور اِس میں کتاب کے نام کے ساتھ مناسبت بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ لمعات جمع ہے لَمْعَةٌ کی اور لَمْعَةٌ کے معنیٰ چمک اور روشنی کے آتے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے لَمَعَ الْبَرْقُ "بجلی چمکی" پس چمک اور حُسن میں ایک لطیف اور عمدہ مناسبت پائی جاتی ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں کتنے لمعات مقرر کیے ہیں؟
جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں چودہ لمعات مقرر کیے ہیں۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خاص چودہ لمعات کیوں مقرر کیے ہیں؟
جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ہر لمعہ سے حاصل ہونے والی علم تجوید کی روشنی کو چاند کی روشنی سے تشبیہ دی ہے، پس جیسے چاند کی روشنی چودھویں رات کو مکمل ہوجاتی ہے، اسی طرح علم تجوید کے ضروری مسائل کی روشنی بھی چودھویں لمعہ پر مکمل ہوجاتی ہے۔
سوال: هَدِيَّةُ الْوَحِيْدِ کے مصنف کا نام کیا ہے؟
جواب: هَدِيَّةُ الْوَحِيْدِ کے مصنف کا نام "قاری مولوی عبد الوحید صاحب مدرسِ اوّل درجۂ قراءت مَدْرَسَۃ عالیہ (دار العلوم) دیوبند" ہے نیز آپ کا تاریخی نام "سعادت علی خان" ہے۔ ۷ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۵ھ میں انتقال فرمایا۔
سوال: جمال القرآن" کے وہ کون کونسے مضامین ہیں جن کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یادداشت سے لکھا ہے؟
جواب: وہ یہ ہیں: ① تیسرے لمعہ کی یہ عبارت "اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ پہلی صورت میں بھی سورۂ براءۃ پر بِسْمِ اللّٰہ پڑھے" ② پانچویں لمعہ کے آخری پانچ فوائد ③ دسویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۵ میں اخفاءِ حقیقی کی تعریف مع مثالیں ④ گیارھویں لمعہ کا قاعدہ نمبر ۱ و ۲ ⑤ گیارھویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۵ کی تنبیہ نمبر ۲۔
سوال: جمال القرآن" کے وہ کون کونسے مضامین ہیں جن کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "هَدِيَّةُ الْوَحِيْدِ" سے نقل کر کے لکھا ہے؟
جواب: مثلاً پہلا لمعہ، تیسرا لمعہ اور مخارج وغیرہ۔
سوال: رسالہ "تجوید القرآن" اور "حق القرآن" کے مصنف کون ہیں؟
جواب: ان دونوں رسالوں کے مصنف بھی حکیم الامت حضرت مولانا الحافظ القاری شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں، یاد رہے کہ یہ دونوں رسالے نظم میں ہیں۔

سوال: مُقَدِّمَۃ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: اصل کتاب شروع کرنے سے پہلے بطورِ تمہید جو ابتدائی چیزیں بیان کی جاتی ہیں (مثلاً علم کا نام، علم کی تعریف، موضوع، غرض وغایت، فائدہ وثمرہ، فضیلت، حکم، ارکان، مُدَوِّن ومرتب) اُن کو فارسی میں دیباچہ اور عربی میں مُقَدِّمَۃ کہتے ہیں۔

❁ مُقَدِّمَۃ میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ چیزیں بیان فرمائی ہیں اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: ① خطبۂ مسنونہ ② جمال القرآن" کا تعارف ③ جمال القرآن" کی وجہ تالیف ④ جمال القرآن" کا مأخذ ⑤ مشورۂ مفیدہ۔

❁❁❁❁❁❁

پہلا لمعہ

تجوید کی تعریف میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "پہلے لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "پہلے لمعہ" میں تجوید کی تعریف اور اُس کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔

سوال: تجوید کے لُغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: تجوید کے لُغوی معنٰی ہیں تَحْسِیْنُ الشَّیْءِ۔ اَلْاِتْیَانُ بِالْجَیِّدِ یعنی کسی چیز کو خوبصورت بنانے اور کسی کام کے عمدہ کرنے اور سنوارنے کے ہیں اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے تجوید کہتے ہیں ہر حرف کو اُس کے مخرج سے نکالنا اور اُس کی صفات کو ادا کرنا۔

سوال: ریاضت کے اعتبار سے تجوید کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ریاضت کے اعتبار سے تجوید کی تعریف یہ ہے هُوَ اَدَاءُ الْحُرُوْفِ مِنْ مَّخَارِجِهَا الْمُعَیَّنَۃِ لَهَا مَعَ جَمِیْعِ صِفَاتِهَا اللَّازِمَۃِ وَالْعَارِضَۃِ بِسُهُوْلَۃٍ وَّبِغَیْرِ تَکَلُّفٍ یعنی حُروف کو اُن کے مخارج مقررہ سے تمام صفات لازمہ وعارضہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بغیر کسی بناوٹ کے آسانی کے ساتھ ادا کرنا۔ (نہایۃ القول المفید)

سوال: علم تجوید کی تعریف کیا ہے؟

جواب: علم تجوید کی تعریف یہ ہے هُوَ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَ صِفَاتِهَا یعنی علم تجوید وہ علم ہے جس میں حُروف کے مخارج اور اُن کی صفات سے بحث کی جاتی ہے۔ (جُهْدُ الْمُقِلّ)

سوال: تعریف کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی چیز کی تعریف وہ ہوتی ہے کہ جس کے جاننے سے وہ چیز معلوم ہو جائے، جیسے سال کی ابتداء میں دو مختلف علاقوں کے طالب علم مدرسہ میں داخل ہوئے دونوں ایک دوسرے سے اجنبی تھے لیکن جب دونوں نے اپنا ایک دوسرے کو تعارف کرایا مثلاً ایک نے کہا میرا نام ''عثمان'' ہے اور میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں اور دوسرے نے کہا میرا نام ''عمر'' ہے اور میں مدینہ منورہ کا رہنے والا ہوں تو اس طرح تعارف کروانے سے ایک دوسرے کی پہچان ہو گئی ایسے ہی تعریف کرنے سے بھی ایک چیز کی پہچان ہو جاتی ہے۔

سوال: تعریف کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس لئے کہ قاعدہ یہی ہے کہ کسی علم و فن کے شروع کرنے سے پہلے اُس کی تعریف معلوم کر لی جائے، تا کہ طالب علم اُس علم اور فن کو خوب شوق اور محنت سے حاصل کرے۔

سوال: علم تجوید کا موضوع کیا ہے؟

جواب: علم تجوید کا موضوع حُروف تہجی اور حُروف قرآنیہ ہیں، صحیح ادا کے اعتبار سے، کیونکہ تجوید میں اُن کے مخارج اور صفات سے ہی بحث کی جاتی ہے۔

سوال: موضوع کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس شے کے حالاتِ ذاتیہ کسی علم و فن میں بیان کئے جائیں اُس شے کو اُس فن کا موضوع کہتے ہیں۔ (تعلیقاتِ مالکیہ)

سوال: موضوع کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

جواب: موضوع کا جاننا اِس لئے ضروری ہے کہ وہ علم (جس پر بحث کی جائے) دوسرے

علوم سے ممتاز ہو جائے، کیونکہ علوم ایک دوسرے سے موضوع ہی کی وجہ سے ممتاز اور جدا ہوتے ہیں۔

سوال: علم تجوید کی غرض وغایت کیا ہے؟

جواب: علم تجوید کی غرض وغایت صَوْنُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَاَءِ فِیْ اَدَاءِ الْقُرْاٰنِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ کَمَا اُنْزِلَ وَتَحْسِیْنُ الْقِرَاءَۃِ یعنی زبان کو قرآن مجید کی غلط ادائیگی سے بچانا اور نازل شدہ طریقہ کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور تلاوت کو عمدہ بنانا۔

سوال: غرض وغایت کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی کام سے جو نتیجہ مقصود ہوتا ہے اُس کو غرض وغایت کہتے ہیں (تعلیقات مالکیہ) مثلاً تجوید پڑھنے سے قرآن مجید کی تصحیح ہوگی لہٰذا یہ تجوید کی غایت کہلائے گی۔

سوال: غرض وغایت کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

جواب: غرض وغایت کا جاننا اسلئے ضروری ہے تا کہ اُس علم کی معرفت بے فائدہ اور کوشش ضائع نہ ہو۔

سوال: علم تجوید کا فائدہ وَثَمَرَۃٌ کیا ہے؟

جواب: علم تجوید کا فائدہ وَثَمَرَۃٌ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور دونوں جہاں کی سعادت حاصل کرنا۔

سوال: علم تجوید کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: یہ علم تمام علوم سے اشرف وافضل ہے، کیونکہ اِس کا تعلق کلام اللہ سے ہے جو کہ اشرف الکلام ہے۔

سوال: علم تجوید کا حکم کیا ہے؟

جواب: علم تجوید کا مَا یَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوۃُ (یعنی قرآن مجید کا اِس قدر صحیح پڑھنا کہ شرعاً نماز درست ہو جائے) سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت عاقل بالغ پر فرض ہے اور فن تجوید کمال حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

سوال: علمِ تجوید کے ارکان کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب: علمِ تجوید کے ارکان چار ہیں اور وہ یہ ہیں: ① مخارج ② صفاتِ لازمہ ③ صفاتِ عارضہ ④ زبان سے ریاضت ومحنت کرنا۔

سوال: علمِ تجوید کا اِستِمداد اور سہارا (یعنی ثبوت) کیا ہے؟

جواب: علمِ تجوید کا سہارا (یعنی ثبوت) اُن صحیح روایات پر مبنی ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اُن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ قراءات رحمہم اللہ سے ہمارے اساتذہ کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

سوال: علمِ تجوید کے مُدَوِّن ومرتب کون ہیں؟

جواب: تجوید وقراءات کا علم اگرچہ پیارے نبی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اور اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں بھی درس وتدریس کی شکل میں موجود تھا، لیکن بعد میں عجمی (یعنی غیر عربی) مسلمانوں کو علمِ تجوید وقراءات کی تعلیم دینے کیلئے اِن حضرات نے اِس علم کو کتابی شکل میں تصنیف فرمایا:۔ ① حضرت ابوعبد الرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدی المتوفی ۱۷۰ھ ② حضرت عَمْرو بن عثمان بن قُنبُرْ اَلْمُلَقَّبْ بِهٖ سِیْبَوَیْهْ المتوفی ۱۸۸ھ ③ حضرت یحیٰی بن زیاد فَرَّاءْ المتوفی ۲۰۷ھ ④ حضرت محمد بن مُسْتَنِیْر عُرِفَ قُطْرُبْ المتوفی ۲۰۹ھ ⑤ حضرت مُبَرَّدْ المتوفی ۲۸۶ھ۔

سوال: علمِ تجوید کی تدوین وترتیب کا باقاعدہ آغاز کس سنہ ہجری میں ہوا؟

جواب: علمِ تجوید کی تدوین وترتیب کا باقاعدہ آغاز تقریباً ایک سو پچاس سنہ ہجری میں ہوا۔

سوال: تجوید کی اہمیت قرآن سے واضح کریں؟

جواب: ① اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا یعنی قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید سے ادا کرنے اور وقف وابتداء کے محل وطریقہ کے پہچاننے کا۔ ② اسی طرح

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اُس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا کہ اُس کے پڑھنے کا حق ہے۔ ❁ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں، تلاوت کا حق یہ ہے کہ زبان، عقل اور دل تینوں تلاوت میں شریک ہوں، پس زبان کا حق یہ ہے کہ حروف کی کامل صحتِ ادائیگی ہو، عقل کا حق یہ ہے کہ معانی ومفاہیم پر غور ہو، اور دل کا حق یہ ہے کہ احکاماتِ الٰہی پر اطاعت اور عمل پیرا ہونے پر یقین ہو۔

سوال: تجوید کی اہمیت احادیث سے ثابت کریں؟

جواب: ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَءَ الْقُرْاٰنُ كَمَآ اُنْزِلَ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اس بات کو کہ قرآن مجید پڑھا جائے جیسا کہ وہ نازل کیا گیا ہے۔ (رَوَاهُ ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ) ② حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت منقول ہے اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق فرماتے ہیں فَقَرَءَ هَا مُتَرَسِّلًا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم (قرآن کو) ٹھہر ٹھہر کر درستگی اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (مسلم) ❁ نوٹ: تَرَسُّلْ کا مطلب لغت میں خوش آوازی سے پڑھنا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا لکھا ہوا ہے۔

سوال: تجوید کی اہمیت اقوالِ صحابہ سے ثابت کریں؟

جواب: ① حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رُبَّ قَارِیٍٔ لِّلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ یعنی بہت سے لوگ قرآن پاک کی تلاوت اس حال میں کرتے ہیں کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے، جیسے بے عمل لوگ، نیز تحریف کرنے والے، اور غلط پڑھنے والے۔ (احیاء العلوم) ② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جَوِّدُوا الْقُرْاٰنَ وَزَیِّنُوْهُ بِاَحْسَنِ الْاَصْوَاتِ وَاَعْرِبُوْهُ فَاِنَّهٗ عَرَبِیٌّ وَّاللّٰهُ یُحِبُّ اَنْ یُّعْرَبَ بِهٖ یعنی قرآن مجید کو تجوید سے پڑھو اور عمدہ آوازوں سے اُس کو زینت دو، اور اُس کی عربیت کو اجاگر کرو، کیونکہ وہ عربی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اِس کو کہ اُس کی عربیت کو برقرار رکھا جائے۔ (النشر جلد نمبر ۱)

سوال: تجوید کی اہمیت اقوالِ علماء سے ثابت کریں؟

جواب: علامہ شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف اَلْجَزَرِیِّ الشَّافِعِیُّ اپنے مشہور رسالہ "اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزَرِيَّةُ" میں فرماتے ہیں:۔

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

(ترجمہ) اور درست تلاوت کرنا مطابق قواعدِ تجوید کے ضروری اور لازم ہے، جو شخص تجوید سے نہ پڑھے قرآن وہ گناہ گار ہے۔ (ترجمہ از حضرت قاری سید حسن شاہ بخاری)

پھر اس کے بعد علامہ موصوف نے تجوید کے ضروری ہونے کی دلیل بھی خود ہی بیان فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

(ترجمہ) اِس لئے کہ بے شک وہ قرآن مجید، ساتھ اُس تجوید کے اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہے اور اسی طرح تجوید ہی کے ساتھ اُس اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے وہ قرآن مجید۔

(ترجمہ از حضرت قاری سید حسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: تجوید کی اہمیت اجماعِ اُمت سے ثابت کریں؟

جواب: علامہ شیخ محمد مکی نصر رحمۃ اللہ علیہ نِهَايَةُ الْقَوْلِ الْمُفِيْدِ میں فرماتے ہیں: فَقَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ الْمَعْصُوْمَةُ مِنَ الْخَطَاِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّجْوِيْدِ مِنْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى زَمَانِنَا وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِيْهِ عَنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَهٰذَا مِنْ اَقْوَى الْحُجَجِ یعنی آپ علیہ السلام کے مبارک زمانہ سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک علماءِ اُمت نے تجوید کے وجوب پر اتفاق کیا ہے اور اِس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ اجماع دلائل میں سے قوی ترین دلیل ہے۔

سوال: متن کی عبارت "اور اِس علم کی حقیقت اسی قدر ہے" کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ① مخارج اور صفات کا علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں کیلئے ضروری ہے، اِس لئے کہ مخارج اور صفات درست نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات تلاوتِ قرآن میں ایسی بڑی غلطی ہو جاتی ہے کہ جس سے کفریہ شرکیہ معنی پیدا ہو کر نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

۞ لب و لہجہ اور خوش آوازی حقیقتِ تجوید میں داخل نہیں، البتہ امر زائد مُسْتَحْسَنْ ہے، اگر لحن جلی لازم نہ آئے، ورنہ حرام اور ممنوع ہے، اور اگر لحن خفی لازم آئے تو مکروہ ہے، اور اگر لب ولہجہ اور خوش آوازی اور حقیقت تجوید دونوں جمع ہو جائیں تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ ہے۔ ۞ وقف کا باب حقیقتِ تجوید سے خارج ہے، البتہ فن تجوید سے اس کا گہرا تعلق ہے۔

❁❁❁❁❁❁

دوسرا لمعہ

لحن کے بیان میں

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "دوسرے لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "دوسرے لمعہ" میں لحن اور اُس کی قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے لحن کے بیان کو اصل مقصد (یعنی مخارج اور صفات) سے مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: ۞ اِس طرف اشارہ کرنا کہ آئندہ بیان ہونے والے مسائل کو یاد کرنے سے مقصود انہیں غلطیوں سے بچنا ہے جو اِس لمعہ میں بیان ہوں گی۔ ۞ ایک عام اور مشہور اُصول اور ضابطہ ہے کہ تُعْرَفُ الْاَشْيَآءُ بِاَضْدَادِهَا (یعنی چیزیں اپنی ضدوں کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں) مثلاً روشنی کی حقیقت تاریکی سے، شیرینی کی حقیقت تلخی سے اور سیاہی کی حقیقت سفیدی سے بخوبی نمایاں ہوجاتی ہے اور واقع میں تجوید کی حقیقت ہی لحن سے بچنا ہے۔

سوال: لغت میں "لحن" کے معنی کیا ہیں؟

جواب: لغت میں "لحن" کے معنی بہت سے آتے ہیں مثلاً خطا و غلطی، اشارہ، کنایہ، سریلی آواز، ذہانت، لب ولہجہ اور کلام کا مفہوم اور یہاں "لحن" کے معنی غلطی کے ہیں۔

سوال: لحن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا، یا غلط پڑھنا، یا بے قاعدہ پڑھنا "لحن" کہلاتا ہے۔

سوال: "لحن" کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: "لحن" کی دو قسمیں ہیں۔

سوال: وہ دو قسمیں کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ دو قسمیں یہ ہیں ① لحنِ جلی ② لحنِ خفی۔

سوال: "لحنِ جلی" کے لغوی معنٰی کیا ہیں؟

جواب: "لحنِ جلی" کے لغوی معنٰی ہیں "واضح غلطی، بھاری غلطی، بڑی غلطی" اور بڑی غلطی اُس کو کہتے ہیں جس کا عام لوگ بھی احساس اور ادراک کرلیں جیسے اِیَّاکَ کی بجائے اِیَّاکِ پڑھ دیا تو سب لوگوں کو اِس غلطی کا علم ہو جائے گا۔

سوال: "لحنِ جلی" کی چھوٹی تعریف کیا ہے؟

جواب: "لحنِ جلی" کی چھوٹی تعریف یہ ہے:۔ تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا۔

سوال: "لحنِ جلی" کی بڑی تعریف کیا ہے؟

جواب: "لحنِ جلی" کی بڑی تعریف یہ ہے:۔ تبدیلِ حرف بہ حرف، حرکات کو بڑھا کر پڑھنا، حروفِ مدہ کو گرا کر پڑھنا، حرکات و سکنات میں غلطی کرنا۔

سوال: "لحنِ جلی" کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: "لحنِ جلی" کی چار قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں ① تبدیلِ حرف بہ حرف ② حرکات کو بڑھا کر پڑھنا ③ حروفِ مدہ کو گرا کر پڑھنا ④ حرکات و سکنات میں غلطی کرنا۔

سوال: تبدیلِ حرف بہ حرف کی مثالیں بیان کریں؟

جواب: تبدیلِ حرف بہ حرف:۔ یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا جائے جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْهَمْدُ پڑھ دیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنٰی ہیں "تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں" اور اَلْهَمْدُ لِلّٰهِ کے معنٰی ہیں "فوت ہونا اللہ ہی کیلئے ثابت ہے۔ (مَعَاذَ اللّٰهِ) ❁ یا ثاء کی جگہ سین پڑھ دیا: جیسے اِثْمٌ کی جگہ اِسْمٌ پڑھ دیا، اِثْمٌ کے معنٰی ہیں "گناہ" اور اِسْمٌ کے معنٰی ہیں "نام"۔ ❁ یا حاء کی جگہ ھاء پڑھ دیا: جیسے وَانْحَرْ کی جگہ وَانْهَرْ

پڑھ دیا، وَانْحَرْ کے معنٰی ہیں "آپ قربانی کیجئے" اور وَانْهَرْ کے معنٰی ہیں "آپ ڈانٹئے"۔ ❁ یا ذال کی جگہ زاء پڑھ دی: جیسے اَنْذَرَ کی جگہ اَنْزَرَ پڑھ دیا، اَنْذَرَ کے معنٰی ہیں "اُس نے ڈرایا" اور اَنْزَرَ کے معنٰی ہیں "اُس نے کم کیا۔ (یہ سب مثالیں تبدیلِ مخرج کی ہیں) ❁ یا صاد کی جگہ سین پڑھ دیا: جیسے صَيْفِ کی جگہ سَيْفِ یا عَصٰی کی جگہ عَسٰی پڑھ دیا، صَيْفِ کے معنٰی ہیں "گرمی" اور سَيْفِ کے معنٰی ہیں "تلوار" اور عَصٰی کے معنٰی ہیں "اُس نے نافرمانی کی" اور عَسٰی کے معنٰی ہیں "ممکن اور امید ہے"۔ (یہ مثالیں تبدیلِ صفاتِ لازمہ کی ہیں) ❁ یا ضاد کی جگہ دال یا ظاء پڑھ دی: جیسے فَتَرْضٰی کی جگہ فَتَرْدٰی یا فَتَرْظٰی پڑھ دیا، فَتَرْضٰی کے معنٰی ہیں "پس آپ راضی ہو جائیں گے" اور فَتَرْدٰی کے معنٰی ہیں "پس آپ ہلاک ہو جائیں گے" (مَعَاذَ اللّٰہِ) اور فَتَرْظٰی کے لغت میں کوئی معنٰی ہی نہیں۔ ❁ یا ظاء کی جگہ زاء پڑھ دی: جیسے مَحْظُوْرًا کی جگہ مَحْزُوْرًا پڑھ دیا، مَحْظُوْرًا کے معنٰی ہیں "روکا ہوا" اور مَحْزُوْرًا کے معنٰی ہیں "اندازہ کیا ہوا۔ ❁ یا عین کی جگہ ہمزہ پڑھ دیا: جیسے عَلِيْمٌ کی جگہ اَلِيْمٌ پڑھ دیا، عَلِيْمٌ کے معنٰی ہیں "جاننے والا" اور اَلِيْمٌ کے معنٰی ہیں "دردناک۔ (یہ مثالیں بھی تبدیلِ مخرج کی ہیں)

سوال: حرکات کو بڑھا کر پڑھنے کی مثالیں بیان کریں؟

جواب: حرکات کو بڑھا کر پڑھنے کی مثالیں یہ ہیں: جیسے اَلْحَمْدُ کے بجائے اَلْحَمْدُوْ اور لِلّٰہِ کی بجائے لِلّٰھِیْ اور اِیَّاكَ کی بجائے اِیَّاکَا پڑھ دیا۔ ❁ اور لَتُسْئَلُنَّ کی بجائے لَاتُسْئَلُنَّ پڑھ دیا، لَتُسْئَلُنَّ کے معنٰی ہیں "البتہ ضرور ضرور سوال کیے جاؤ گے تم قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں" اور لَاتُسْئَلُنَّ کے معنٰی ہیں "ہرگز نہیں سوال کیے جاؤ گے تم قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں۔

سوال: حروفِ مدہ کو گرا کر پڑھنے کی مثالیں بیان کریں؟

جواب: حروفِ مدہ کو گرا کر پڑھنے کی مثالیں یہ ہیں: جیسے لَمْ یُوْلَدْ کی بجائے لَمْ یُلَدْ پڑھ دیا، اور لَاۤ اَعْبُدُ کی بجائے لَاَعْبُدُ پڑھ دیا، لَاۤ اَعْبُدُ کے معنٰی ہیں "میں نہیں

عبادت کروں گا بتوں کی" اور لَاَعْبُدُ کے معنیٰ ہیں "البتہ میں عبادت کروں گا بتوں کی"۔ ❁ اور لَاتَعْلَمُوْنَ کی بجائے لَتَعْلَمُوْنَ پڑھ دیا، لَاتَعْلَمُوْنَ کے معنیٰ ہیں "تم نہیں جانتے" اور لَتَعْلَمُوْنَ کے معنیٰ ہیں "البتہ تم جانتے ہو۔"

سوال: حرکات وسکنات میں غلطی کرنے کی مثالیں بیان کریں؟

جواب: زبر کی جگہ زیر پڑھنے کی مثالیں: جیسے اِیَّاکَ کی بجائے اِیَّاکِ پڑھ دیا، اور اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کی بجائے اِنَّکِ لَمِنَ الْمُرْسِلِیْنَ پڑھ دیا، اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کے معنیٰ ہیں "بے شک آپ ﷺ رسولوں میں سے ہیں" اور اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسِلِیْنَ کے معنیٰ ہیں "بے شک آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ (مَعَاذَاللّٰہ) ❁ اور اَنْعَمْتَ کی بجائے اَنْعَمْتِ پڑھ دیا، اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کے معنیٰ ہیں "اے اللہ آپ نے اُن پر انعام کیا" اور اَنْعَمْتِ عَلَیْهِمْ کے معنیٰ ہیں "تو ایک عورت نے اُن پر انعام کیا"۔

❁ زبر کی جگہ پیش پڑھنے کی مثالیں: جیسے اَنْعَمْتَ کی بجائے اَنْعَمْتُ پڑھ دیا، اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کے معنیٰ ہیں "اے اللہ آپ نے اُن پر انعام کیا" اور اَنْعَمْتُ عَلَیْهِمْ کے معنیٰ ہیں "میں نے اُن پر انعام کیا۔" ❁ اور وَاِذِابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ کی بجائے وَاِذِابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمُ رَبَّهٗ پڑھ دیا، وَاِذِابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ کے معنیٰ ہیں "اور جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اُس کے رب نے" اور وَاِذِابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمُ رَبَّهٗ کے معنیٰ ہیں "اور جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو۔ (مَعَاذَاللّٰہ) ❁ اور صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا کی بجائے صَدَقَ اللّٰهَ رَسُوْلُهُ الرُّءْیَا پڑھ دیا، صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا کے معنیٰ ہیں "اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا" اور صَدَقَ اللّٰهَ رَسُوْلُهُ الرُّءْیَا کے معنیٰ ہیں "اُس کے رسول نے اللہ کو سچا خواب دکھلایا۔ (مَعَاذَاللّٰہ)

❁ زیر کی جگہ زبر پڑھنے کی مثالیں: جیسے اِهْدِنَا کی بجائے اَهْدَنَا پڑھ دیا، اور

مُبَشِّرِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ کی بجائے مُبَشَّرِيْنَ پڑھ دیا، مُبَشِّرِيْنَ کے معنی ہیں "بشارت دینے والے" اور مُبَشَّرِيْنَ کے معنی ہیں "بشارت دیئے ہوئے۔"

● اور وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ کی بجائے وَاللّٰهُ يُضٰعَفُ لِمَنْ يَّشَآءُ پڑھ دیا، وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ کے معنی ہیں "اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہتا ہے" اور وَاللّٰهُ يُضٰعَفُ لِمَنْ يَّشَآءُ کے معنی ہیں "اور اللہ بڑھاو یاجاتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے۔" ● اور رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ کی بجائے رُسُلًا مُّبَشَّرِيْنَ وَمُنْذَرِيْنَ پڑھ دیا، رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ کے معنی ہیں "بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنانے والے" اور رُسُلًا مُّبَشَّرِيْنَ وَمُنْذَرِيْنَ کے معنی ہیں "بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنائے جانے والے۔"

● <u>پیش کی جگہ زبر پڑھنے کی مثالیں:</u> جیسے وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ کی بجائے وَقَتَلَ دَاوٗدَ جَالُوْتُ پڑھ دیا، وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ کے معنی ہیں "اور قتل کیا داؤد علیہ السلام نے جالوت بادشاہ کو" اور وَقَتَلَ دَاوٗدَ جَالُوْتُ کے معنی ہیں "اور قتل کیا جالوت بادشاہ نے داؤد علیہ السلام کو۔" ● اور اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا کی بجائے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤَا پڑھ دیا، اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا کے معنی ہیں "کہ بے شک ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اُس کے بندوں میں سے علماء" اور اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤَا کے معنی ہیں "کہ بے شک ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے علماء سے۔ (مَعَاذَاللّٰهِ)

● اور وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى کی بجائے وَعَصٰٓى اٰدَمَ رَبُّهٗ فَغَوٰى پڑھ دیا، وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى کے معنی ہیں "اور حکم ٹالا آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کا پھر راہ سے بہکے" اور وَعَصٰٓى اٰدَمَ رَبُّهٗ فَغَوٰى ○ کے معنی ہیں "اور اُن کے پروردگار نے آدم علیہ السلام ہی کی نافرمانی کی پھر وہ راہ سے بہکے۔" ● اور فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ کی بجائے فَعَصٰى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ پڑھ دیا، فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ کے معنی ہیں "پھر نافرمانی کی فرعون نے اُس کے رسول (یعنی

موسیٰ علیہ السلام) کی" اور فَعَصٰی فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ کے معنی ہیں "پھر نافرمانی کی رسول (یعنی موسیٰ علیہ السلام) نے فرعون کی۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ)

● **پیش کی جگہ زیر پڑھنے کی مثالیں:** جیسے اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ" کی بجائے اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلِہٖ" پڑھ دیا، اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ" کے معنی ہیں "بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بری، الذمہ ہیں مشرکین سے" اور اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلِہٖ" کے معنی ہیں" بے شک اللہ تعالیٰ بری، الذمہ ہیں مشرکین سے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

● **ساکن کو متحرک پڑھنے کی مثالیں:** جیسے اَنْعَمْتَ کی بجائے اَنَعَمْتَ پڑھ دیا، اور خَلَقْنَا کی بجائے خَلَقَنَا پڑھ دیا، خَلَقْنَا کے معنی ہیں "ہم نے پیدا کیا" اور خَلَقَنَا کے معنی ہیں "اُس نے ہم کو پیدا کیا" اور نَزَّلْنَا کی بجائے نَزَّلَنَا پڑھ دیا، نَزَّلْنَا کے معنی ہیں "ہم نے نازل کیا" اور نَزَّلَنَا کے معنی ہیں "اُس نے ہم کو نازل کیا۔

● **متحرک کو ساکن پڑھنے کی مثالیں:** جیسے اِیَّاکَ کی بجائے اِیَّاکْ پڑھ دیا، اور اَنْشَاَهَا کی بجائے اَنْشَاْهَا پڑھ دیا، اور صَدَقْنَا کی بجائے صَدَقَنَا پڑھ دیا، صَدَقَنَا کے معنی ہیں "اُس نے ہم سے سچ بتایا" اور صَدَقْنَا کے معنی ہیں "ہم نے سچ بتایا۔

سوال: متن کی عبارت "اور ایسی غلطیوں میں اچھے خاصے لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں" سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: اِس سے مراد وہ علماء ہیں جنھوں نے علمِ تجوید (یعنی فنِ تجوید) حاصل نہیں کیا۔

سوال: متن کی عبارت "اور اسی طرح سے کچھ پڑھ دیا" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب ہے مشدد کو مخفف پڑھنا (جیسے وَقَدْ نَزَّلَ کی بجائے وَقَدْ نَزَلَ پڑھ دیا، اور مُسْتَقِرٌّ کی بجائے مُسْتَقِرٌ پڑھ دیا) اور مخفف کو مشدد پڑھنا (جیسے مُزْدَجَرٌ کی بجائے مُزَّدَجَرٌ پڑھ دیا)۔

سوال: ”لحنِ جلی“ کا حکم کیا ہے؟

جواب: یہ حرام ہے (حَقِیْقَةُ التَّجْوِیْد) اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز بھی جاتی رہتی ہے۔

سوال: کیا ہر ”لحنِ جلی“ سے نماز جاتی رہتی ہے؟

جواب: نہیں! بلکہ جس ”لحنِ جلی“ سے کفریہ شرکیہ معنی پیدا ہو جائیں اُس سے نماز جاتی رہتی ہے۔

سوال: ”لحنِ خفی“ کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: ”لحنِ خفی“ کے لغوی معنی ہیں چھپی ہوئی غلطی، ہلکی غلطی، چھوٹی غلطی اور چھوٹی غلطی اُس کو کہتے ہیں کہ جس کو صرف علم تجوید کے پڑھنے اور پڑھانے والے ہی معلوم کر سکیں۔

سوال: ”لحنِ خفی“ کی چھوٹی تعریف کیا ہے؟

جواب: ”لحنِ خفی“ کی چھوٹی تعریف یہ ہے:۔ ”بے قاعدہ پڑھنا۔

سوال: ”لحنِ خفی“ کی بڑی تعریف کیا ہے؟

جواب: وہ یہ ہے:۔ ”حرفوں کے حسین ہونے کے جو قاعدے مقرر ہیں اُن کے خلاف پڑھنا جیسے راء پر جب زبر یا پیش ہوتا ہے اُس کو پُر یعنی منہ بھر کر پڑھا جاتا ہے جیسے اَلصِّرَاطَ کی راء (جیسا کہ آٹھویں لمعہ میں آئے گا) مگر اس نے باریک پڑھ دیا اس کو لحنِ خفی کہتے ہیں۔

سوال: ”لحنِ خفی“ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ”لحنِ خفی“ کی دو قسمیں ہیں۔

سوال: وہ دو قسمیں کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ دو قسمیں یہ ہیں ① وہ ”لحنِ خفی“ جس کو عام قراء بھی معلوم کر لیں جیسے نون و میم کے اظہار کی جگہ اخفاء اور اخفاء کی جگہ اظہار کر دینا اور زبر اور پیش والی راء کو باریک پڑھ دینا اور اسی طرح زبر اور پیش کے بعد والے لفظِ اَللّٰہُ کے لام کو باریک پڑھ دینا۔ ② وہ ”لحنِ خفی“ جس کا احساس اور ادراک صرف ماہرینِ فن ہی کر سکیں جیسے نون کے بعد الف مدہ، واؤ مدہ اور یاء مدہ کی آواز کو ناک میں لے جانا، یا ہر راء میں

پوشیدہ طور پر حقیقی تکرار پیدا کرنا اور موٹے حروف کے بعد الف کو باریک پڑھنا جیسے
قَآئِل میں الف کو باریک پڑھنا۔

سوال: لحن خفی" کا حکم کیا ہے؟

جواب: یہ غلطی پہلی غلطی (یعنی لحن جلی) سے ہلکی ہے یعنی مکروہ ہے۔

سوال: "لحن خفی" "لحن جلی" سے ہلکی کیوں ہے؟

جواب: اس لئے کہ اس قسم کی غلطی سے نہ تو نماز ٹوٹتی ہے اور نہ ہی معنیٰ بدلتا ہے صرف حرفوں کا حسن نہیں رہتا۔

سوال: لحن خفی" سے بچنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس لئے کہ اس سے حرفوں کی خوبصورتی اور اُن کا وہ حسن جو عُرفاً ضروری ہے، فوت ہو جاتا ہے اور تجوید نامکمل رہتی ہے۔ واللہ اعلم

سوال: دوسرے لمعہ" کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ مصنف رحمہ اللہ نے دوسرے لمعہ میں "لحن" کو بیان فرمایا ہے اور تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا یا بے قاعدہ پڑھنا "لحن" کہلاتا ہے۔ ❁ اس کی دو قسمیں ہیں ① لحن جلی ② لحن خفی۔ ❁ لحن جلی" کی چار صورتیں ہیں ① تبدیلِ حرف بہ حرف ② حرکات کو بڑھا کر پڑھنا ③ حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا ④ حرکات وسکنات میں غلطی کرنا۔ ❁ اور لحن خفی" کی دو قسمیں ہیں ① وہ لحن خفی جس کا احساس اور ادراک صرف ماہرین فن ہی کر سکیں۔ ② وہ لحن خفی جس کو عام قراء بھی معلوم کر لیں۔ ❁ لحن جلی" کا حکم حرام ہے اور لحن خفی" کا حکم مکروہ ہے۔

❁❁❁❁❁❁

تیسرا لمعہ

آداب تلاوت میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "تیسرے لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "تیسرے لمعہ" میں اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَۃْ کے احکام بیان فرمائے ہیں۔

سوال: اِسْتِعَاذَہْ کے معنی کیا ہیں؟

جواب: لُغَتْ میں اِسْتِعَاذَہْ کے معنی ہیں "پناہ مانگنا" اور اصطلاح میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ یا اسی قسم کے کوئی اور الفاظ پڑھنے کو اِسْتِعَاذَہْ کہتے ہیں جس سے اِسْتِعَاذَہْ کا حکم پورا ہو جاتا ہو۔

سوال: بَسْمَلَۃْ کے معنی کیا ہیں؟

جواب: بَسْمَلَۃْ فَعْلَلَۃٌ کے وزن پر فعل ہے اس کے معنی ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ پڑھنا، عربی کا ایک قاعدہ ہے کہ جب کسی جملہ کو مختصر کرنا ہو تو اسے فعل کے وزن پر لے آتے ہیں اور اس فعل سے پورے جملے کے معنی مراد ہوتے ہیں جیسے هَلْهَلَ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا، حَمْدَلَ سے مراد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا اور حَوْقَلَ سے مراد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا وغیرہ۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَۃْ کے احکام کو تجوید کے باقی مسائل سے مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: چونکہ قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اِسْتِعَاذَہْ کیا جاتا ہے اور سورت براءت کے سوا ہر سورت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ بھی پڑھی جاتی ہے اس لئے ان دونوں کے احکام کو تجوید کے باقی احکام سے مقدم کیا ہے کیونکہ وہ مسائل تلاوت ہی میں جاری کئے جاتے ہیں پس جب اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کا وجود ہو جائے گا تو انہی میں حروف کی تصحیح و مشق جاری کی جائے گی اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کے احکام کو تجوید کے باقی مسائل سے مقدم کیا ہے۔

سوال: اِسْتِعَاذَہ کے بارے میں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟
جواب: اِسْتِعَاذَہ کے بارے میں پانچ چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔
سوال: وہ پانچ چیزیں کون کونسی ہیں؟
جواب: وہ پانچ چیزیں یہ ہیں ① محلِ اِسْتِعَاذَہ ② الفاظِ اِسْتِعَاذَہ ③ حکمِ اِسْتِعَاذَہ ④ کیفیتِ اِسْتِعَاذَہ ⑤ فائدہِ اِسْتِعَاذَہ۔
سوال: محلِ اِسْتِعَاذَہ کیا ہے؟ (یعنی اِسْتِعَاذَہ کہاں اور کب کرنا چاہئے؟)
جواب: اِسْتِعَاذَہ کا محل ابتداءِ تلاوت ہے سورت کے شروع سے ہو یا سورت کے درمیان سے جیسا کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پڑھنا ضروری ہے۔
سوال: یہ کیسے معلوم ہوا کہ اِسْتِعَاذَہ کا محل ابتداءِ تلاوت ہے؟
جواب: آیت قرآنی فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (ترجمہ) جب بھی تم قرآن پاک کی تلاوت شروع کرنے لگو تو شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو، اس آیت مبارکہ میں فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ "اِسْتِعَاذَہ کا محل" ہے۔
سوال: قرآن مجید کے علاوہ کسی اور کتاب کے شروع کرنے سے پہلے اِسْتِعَاذَہ کرنا چاہئے یا نہ؟
جواب: قرآن مجید کے علاوہ کسی اور کتاب کے شروع کرنے سے پہلے اِسْتِعَاذَہ کرنا مکروہ ہے اس لئے ایسی صورت میں اِسْتِعَاذَہ نہ کرنا چاہئے۔
سوال: الفاظِ اِسْتِعَاذَہ کیا ہیں؟ (یعنی کن کن الفاظ سے اِسْتِعَاذَہ کرنا جائز ہے؟)
جواب: اِسْتِعَاذَہ کے الفاظ احادیث میں بہت آئے ہیں مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْقَوِیِّ مِنَ الشَّیْطٰنِ الْغَوِیِّ ○ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْقَادِرِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الْغَادِرِ ○ وغیرہ، ان میں سے اولیٰ اور بہتر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ

مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ ہی ہیں۔

سوال: مذکورہ "الفاظ اِسْتِعَاذَۃ" میں سے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہی زیادہ بہتر کیوں ہیں؟

جواب: اس لئے کہ اس کو اِسْتِعَاذَہ رسول ﷺ کہا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پڑھی، حضور ﷺ نے فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پڑھو، مجھے جبرئیل امین علیہ السلام نے قلم (یعنی لوح محفوظ) سے (نقل کرکے) ایسا ہی پڑھایا ہے (تفسیر مظہری جلد ششم صفحہ ۴۳۵) ❁ اسی طرح نافع رحمہ اللہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پڑھی اور فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام کے سامنے اسی طرح پڑھا ہے، گو یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں لیکن الفاظ اِسْتِعَاذَۃ کی تخصیص کی تائید کے درجہ میں مفید ہیں (سراج القاری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۷) ❁ اور مراسیل ابوداؤد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول (بغیر صحابی کے) آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ اِستعاذہ کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (تفسیر مظہری جلد ششم صفحہ ۴۳۵) ❁ اور علامہ دانی رحمہ اللہ اَلتَّیْسِیْر میں فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمُسْتَعْمَلَ عِنْدَ الْقُرَّاءِ الْحُذَّاقِ مِنْ اَهْلِ الْاَدَاءِ فِیْ لَفْظِهَا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ دُوْنَ غَیْرِہٖ (ترجمہ) جاننا چاہئے کہ اِسْتِعَاذَۃ کے بارے میں جو الفاظ اہل اداء میں سے ماہر قراء کے نزدیک (مختار و) مستعمل ہیں وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ ہی ہیں۔

سوال: اِسْتِعَاذَۃ کے الفاظ میں کمی اور زیادتی کیوں جائز ہے؟

جواب: اس لئے کہ آیت قرآنی فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ میں صرف اِستعاذہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اِسْتِعَاذَۃ کے الفاظ کا تعین نہیں ہے۔

سوال: اِسْتِعَاذَۃ کا حکم کیا ہے؟ (یعنی اِسْتِعَاذَۃ کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟)
جواب: بعض علماء مجودین کے نزدیک اِسْتِعَاذَۃ واجب ہے اور جمہور (یعنی اکثر) علماء مجودین کے نزدیک اِسْتِعَاذَۃ مستحب ہے۔
سوال: اِسْتِعَاذَۃ کے واجب ہونے کی دلیل کیا ہے اور مستحب ہونے کی کیا؟
جواب: اِسْتِعَاذَۃ کے واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ فَاسْتَعِذْ امر کا صیغہ ہے اور مشہور قاعدہ ہے اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ (یعنی امر کا صیغہ وجوب کیلئے آتا ہے) اس لئے اِسْتِعَاذَۃ واجب ہے۔ اور اِسْتِعَاذَۃ کے مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح امر کا صیغہ وجوب کیلئے آتا ہے اسی طرح اِسْتِحْبَابْ کیلئے بھی آتا ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ موجود ہو اور قرینہ یہ ہے کہ اِسْتِعَاذَۃ تلاوت کے تابع ہے اور خود تلاوت مستحب ہے اس لئے اِسْتِعَاذَۃ بھی مستحب ہے۔
سوال: کیفیتِ اِسْتِعَاذَۃ کیا ہے؟ (یعنی بلند آواز سے اِسْتِعَاذَۃ کرنا چاہیے یا آہستہ آواز سے؟)
جواب: حالت نماز میں اِسْتِعَاذَۃ بالاتفاق آہستہ آواز سے ہے نماز کے علاوہ اختیار ہے چاہے بلند آواز سے اِسْتِعَاذَۃ کرے یا آہستہ آواز سے لیکن بہتر یہ ہے کہ اِسْتِعَاذَۃ تلاوت کے تابع ہو یعنی اگر تلاوت بلند آواز سے کرنی ہو تو اِسْتِعَاذَۃ بھی بلند آواز سے کرے اور اگر تلاوت آہستہ آواز سے کرنی ہو تو اِسْتِعَاذَۃ بھی آہستہ آواز سے کرے۔
سوال: اِسْتِعَاذَۃ بِالسِّرِّ (یعنی آہستہ آواز سے) اور بِالْجَهْرِ (یعنی بلند آواز سے) کا اختیار کیوں ہے؟
جواب: اس لئے کہ آیت قرآنی فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ میں اِسْتِعَاذَۃ کرنے کا حکم دیا گیا ہے بِالسِّرِّ یا بِالْجَهْرِ کی قید نہیں لگائی گئی۔
سوال: فائدہ اِسْتِعَاذَۃ کیا ہے؟
جواب: اِسْتِعَاذَۃ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ تلاوت بہت بڑی عبادت ہے اور عبادت کے دوران شیطان دلوں میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اس کے

وسوسوں سے بچنے کیلئے اِسْتِعَاذَة کیا جاتا ہے۔

سوال: بَسْمَلَة کے بارے میں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟

جواب: بَسْمَلَة کے بارے میں بھی پانچ چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

سوال: وہ پانچ چیزیں کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ پانچ چیزیں یہ ہیں ① محلِ بَسْمَلَة ② الفاظِ بَسْمَلَة ③ حکمِ بَسْمَلَة ④ کیفیتِ بَسْمَلَة ⑤ فائدہِ بَسْمَلَة۔

سوال: محلِ بَسْمَلَة کیا ہے؟ (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ کہاں اور کب پڑھنی چاہئے؟)

جواب: بِسْمِ اللّٰہِ کا محل ابتداءِ سورت ہے جیسا کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" اگر سورت سے شروع کرے تو بِسْمِ اللّٰہِ ضروری ہے اِسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت بیچ میں شروع ہوگئی تب بھی بِسْمِ اللّٰہِ ضروری ہے۔

سوال: اگر پڑھتے پڑھتے بیچ میں سورت براءۃ (یعنی توبہ) شروع ہوگئی تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

جواب: اگر پڑھتے پڑھتے بیچ میں سورت براءۃ (یعنی توبہ) شروع ہو جائے تو اُس وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے البتہ اِس کے بغیر یہ تین وجہیں جائز اور صحیح ہیں:
① فصل وقف:۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ نئے سانس سے بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ...... اور یہی وجہ اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ سورت کا اختتام وقف کا تقاضا کرتا ہے۔ ② وصل:۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ......۔ ③ سکتہ:۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ...... لیکن اگر تلاوت کی ابتداء سورت براءۃ کے شروع سے ہو تو اِس صورت میں بعض علماء نے حصولِ برکت کی غرض سے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کو جائز کہا ہے۔

سوال: متن کی عبارت "اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ پہلی صورت میں بھی سورت براءت پر بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہاں بعض عالموں سے مراد اکثر علماء مجودین ہیں مطلب یہ ہے کہ اکثر علماء مجودین

نے کہا ہے کہ پہلی سورت (یعنی ابتداء تلاوت از ابتداء براءۃ) میں بھی سورت براءت پر بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے۔

سوال: سورت براءت پر بِسْمِ اللّٰہِ کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

جواب: ① سورت براءت پر بِسْمِ اللّٰہِ لکھی ہوئی نہیں۔ ② سورت براءت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ نازل نہیں ہوئی۔ ③ یہ احتمال ہے کہ سورت انفال سورت براءت کا جز اور حصہ ہو۔

سوال: اگر کسی سورت کے بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

جواب: اگر کسی سورت کے بیچ (درمیان) میں سے پڑھنا شروع کیا تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لینا بہتر ہے ضروری نہیں لیکن اَعُوْذُ اِس حالت میں بھی ضروری ہے۔ (نیز سورت براءت کے بیچ (درمیان) کا بھی یہی حکم ہے)

سوال: اگر کسی سورت کے بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لینا بہتر کیوں ہے ضروری کیوں نہیں؟

جواب: بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لینا بہتر اس لئے ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَاْ فِیْهِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَهُوَ اَقْطَعُ (یعنی ہر وہ عظیم الشان کام جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ پڑھ کر شروع نہ کیا جائے اُس کی برکت جاتی رہتی ہے) اور ظاہر ہے کہ تلاوت قرآن مجید ہی تمام کاموں سے زیادہ عظیم الشان کام ہے اور ضروری اس لئے نہیں کہ اس کا محل نہیں پایا گیا جو کہ ابتداء سورت ہے۔

سوال: اَعُوْذُ اِس حالت (یعنی ابتداء تلاوت درمیانِ سورت) میں کیوں ضروری ہے؟

جواب: اِس لئے کہ اِس کا محل اور موقع پایا جا رہا ہے جو کہ ابتداء تلاوت ہے۔

سوال: الفاظ بَسْمَلَةٌ کیا ہیں؟

جواب: الفاظ بَسْمَلَةٌ مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰہِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے) ہیں اور وہ یہ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○۔

سوال: حکمِ بَسْمَلَۃ کیا ہے؟ (یعنی بِسْمِ اللہ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟)

جواب: سورت براءت کے سوا ہر سورت کے شروع میں بِسْمِ اللہِ پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ ہر سورت کے شروع میں بِسْمِ اللہ لکھی ہوئی ہے اور نازل ہوئی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَۃِ حَتّٰی یُنْزَلَ عَلَیْہِ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (رواہ ابوداؤد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سورت کا فرق بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ کے نازل ہونے کے ساتھ پہچانتے تھے۔

سوال: کیفیت بَسْمَلَۃ کیا ہے؟ (یعنی بِسْمِ اللہ آہستہ آواز سے پڑھنی چاہئے یا بلند آواز سے؟)

جواب: فرض اور واجب نمازوں میں بِسْمِ اللہِ بالاتفاق آہستہ آواز سے ہے اور نفل اور تراویح میں سِرًّا اور جَھْرًا دونوں طرح پڑھنا درست ہے بہرحال بِسْمِ اللہ نماز میں آہستہ آواز سے ہی افضل ہے اور نماز کے باہر تلاوت کے تابع افضل ہے۔

سوال: فائدہ بَسْمَلَۃ کیا ہے؟

جواب: ① بِسْمِ اللہِ حصولِ برکت کیلئے پڑھی جاتی ہے۔ ② بِسْمِ اللہِ فَصْل بَیْنَ السُّوْرَتَیْنِ (یعنی دو سورتوں کے درمیان جدائی پیدا کرنے) کیلئے پڑھی جاتی ہے۔

سوال: ابتداء کی کتنی صورتیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: ابتداء کی تین صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں ① ابتداءِ تلاوت وابتداءِ سورت ② ابتداءِ سورت درمیانِ تلاوت ③ ابتداءِ تلاوت درمیانِ سورت۔

سوال: ان تینوں صورتوں کا حکم کیا ہے؟

جواب: ان تینوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ اول میں اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللہ دونوں ضروری ہیں (اس لئے کہ اس میں اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللہ دونوں کا محل پایا جارہا ہے) اور دوسری میں اَعُوْذُ ضروری اور بِسْمِ اللہ میں اختیار ہے (اس لئے کہ اس میں اَعُوْذُ کا محل پایا جارہا ہے اور بِسْمِ اللہ کا محل نہیں پایا جارہا) اور تیسری میں صرف بِسْمِ اللہ

پڑھی جائے گی (اس لئے کہ اس میں بِسْمِ اللّٰہِ کا محل پایا جا رہا ہے)۔

سوال: ابتداء تلاوت وابتداء سورت کی حالت میں اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَہْ کے فصل اور وصل کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی وجہیں بنتی ہیں؟

جواب: ابتداء تلاوت وابتداء سورت کی حالت میں اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَہْ کے فصل اور وصل کے اعتبار سے چار وجہیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں: ① فصلِ کل: یعنی اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَہْ اور سورت تینوں کو الگ الگ سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ○ اِس طریقہ کو فصلِ کل کہتے ہیں۔ ② وصلِ کل: یعنی اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَہْ اور سورت تینوں کو ایک سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ○ اس طریقہ کو وصلِ کل کہتے ہیں۔ ③ فصلِ اول وصلِ ثانی: یعنی اِسْتِعَاذَہْ کو ایک سانس میں اور بَسْمَلَہْ اور سورت کو دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ○ اس طریقہ کو فصلِ اول وصلِ ثانی کہتے ہیں۔ ④ وصلِ اول فصلِ ثانی: یعنی اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَہْ کو ایک سانس میں اور سورت کو دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ○ اس طریقہ کو وصلِ اول فصلِ ثانی کہتے ہیں۔

سوال: ان چاروں وجہوں کا حکم کیا ہے؟

جواب: یہ چاروں وجہیں جائز ہیں لیکن فصلِ اول وصلِ ثانی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بالاتفاق قرآن مجید کا جز اور آیت نہیں بلکہ دعائیہ کلمات ہیں اور بِسْمِ اللّٰہِ قرآن مجید کا جز اور آیت ہے۔

سوال: ابتداء تلاوت درمیانِ سورت کی حالت میں اگر بسم اللہ پڑھیں تو اِسْتِعَاذَہْ اور بَسْمَلَہْ کے فصل اور وصل کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی وجہیں بنتی ہیں؟

جواب: ابتداء تلاوت درمیانِ سورت کی حالت میں اگر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھیں تو اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَۃ کے فصل اور وصل کے اعتبار سے چار وجہیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں: ① فصلِ کل: یعنی اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَۃ اور آیتِ قرآنی کو الگ الگ سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○۔ ② وصلِ کل: یعنی اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَۃ اور آیتِ قرآنی کو ایک سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○۔ ③ فصلِ اول وصلِ ثانی: یعنی اِسْتِعَاذَۃ کو ایک سانس میں اور بَسْمَلَۃ اور آیتِ قرآنی کو دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○۔ ④ وصلِ اول فصلِ ثانی: یعنی اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَۃ کو ایک سانس میں اور آیتِ قرآنی کو دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○۔

سوال: ان چاروں وجہوں کا حکم کیا ہے؟

جواب: ایک قول کے مطابق چاروں جائز ہیں بشرطیکہ آیت کے شروع میں شیطان کا نام نہ آئے ورنہ وصلِ کل اور فصلِ اول وصلِ ثانی جائز نہ ہوں گی جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ○ اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔ اور ایک قول کے مطابق دو (یعنی فصلِ کل اور وصلِ اول وصلِ ثانی) جائز ہیں اور دو (یعنی وصلِ کل اور فصلِ اول وصلِ ثانی) ناجائز ہیں کیونکہ ان دو صورتوں میں بِسْمِ اللّٰہِ کا آیت سے وصل ہو جاتا ہے۔

سوال: ابتداء تلاوت درمیانِ سورت کی حالت میں (اگر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھیں) تو

اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَہ کے وصل اور فصل کے اعتبار سے چار وجہیں تو معلوم ہو گئیں لیکن اگر بِسْمِ اللہ نہ پڑھیں تو پھر کتنی وجہیں بنتی ہیں؟

جواب: اس صورت میں دو وجہیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں: ① فصل: یعنی اِسْتِعَاذَۃ ایک سانس میں اور آیت قرآنی دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ○ یہ ہر جگہ جائز ہے۔ ② وصل: یعنی اِسْتِعَاذَۃ اور آیت قرآنی کو ایک ہی سانس میں پڑھنا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔ یہ بھی جائز ہے۔ ● لیکن اگر آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی یا صفاتی نام ہو جیسے: اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ○ اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ○ یا اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وغیرہ یا اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف کوئی ضمیر لوٹ رہی ہو جیسے: ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ○۔ ● انبیاء علیہم السلام کا نام ہو جیسے: وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا ○ یا اُن کی طرف کوئی ضمیر لوٹ رہی ہو جیسے: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحُکْمَ وَ النُّبُوَّۃَ اور وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ ۔ ● فرشتوں کا ذکر ہو جیسے: وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ ہُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ○ یا اُن کی طرف کوئی ضمیر لوٹ رہی ہو جیسے: وَ مَنْ عِنْدَہٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ○۔ ● ایمان والوں کی صفات کا ذکر ہو جیسے: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ تو ایسے تمام مواقع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کا آیت سے وصل نہ کیا جائے تاکہ ادب واحترام ملحوظ رہے۔

سوال: ابتداء سورت درمیانِ تلاوت کی حالت میں فصل اور وصل کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی وجہیں بنتی ہیں؟

جواب: ابتداء سورت درمیانِ تلاوت کی حالت میں فصل اور وصل کے اعتبار سے چار

وجہیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) فصل کل: یعنی پہلی سورت کی آخری آیت، بَسْمَلَہ اور دوسری سورت کی پہلی آیت تینوں کو الگ الگ سانس میں پڑھنا جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا○۔ (۲) وصل کل: یعنی پہلی سورت کی آخری آیت بَسْمَلَہ اور دوسری سورت کی پہلی آیت تینوں کو ایک سانس میں پڑھنا جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا○۔ (۳) فصلِ اول وصلِ ثانی: یعنی پہلی سورت کی آخری آیت کو ایک سانس میں اور بَسْمَلَہ اور دوسری سورت کی پہلی آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا○۔ (۴) وصلِ اول فصلِ ثانی: یعنی پہلی سورت کی آخری آیت اور بَسْمَلَہ کو ایک سانس میں اور دوسری سورت کی پہلی آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا○۔

سوال: اِن چاروں وجہوں کا حکم کیا ہے؟

جواب: اِن میں سے تین وجہیں جائز ہیں اور چوتھی وجہ جائز نہیں یعنی فصلِ کل، وصلِ کل، فصل اول وصل ثانی جائز ہیں اور ان تین وجہوں میں سے فصلِ اول وصلِ ثانی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اِس سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ بِسْمِ اللّٰه کا تعلق شروع سورت سے ہے سورت کے آخر کے ساتھ اِس کا تعلق نہیں۔ اور وصل اول فصل ثانی جائز نہیں کیونکہ اس وجہ میں تلاوت اور عمل کے اعتبار سے بِسْمِ اللّٰه کا تعلق ختم ہونے والی سورت کے ساتھ ہو جاتا ہے حالانکہ بِسْمِ اللّٰه کا تعلق شروع ہونے والی سورت کے ساتھ ہے۔

سوال: ابتداء تلاوت از ابتداء براءت کی حالت میں فصل اور وصل کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی وجہیں بنتی ہیں؟

جواب: ابتداء تلاوت از ابتداء براءۃ کی حالت میں بھی فصل اور وصل کے اعتبار سے بعینہٖ

وہی وجہیں منتفی ہیں جو ابتداءِ تلاوت درمیانِ سورت کی حالت میں منتفی ہیں۔

سوال: تیسرے لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ مصنف رحمہ اللہ نے تیسرے لمعہ میں اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَۃ کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ ❁ اِسْتِعَاذَۃ کا محل ابتداءِ تلاوت ہے۔ ❁ اور بَسْمَلَۃ کا محل ابتداءِ سورت ہے۔ ❁ اور نماز میں اِسْتِعَاذَۃ آہستہ آواز سے ہے اور نماز کے باہر تلاوت کے تابع افضل ہے۔ ❁ اور بَسْمَلَۃ فرض اور واجب نمازوں میں آہستہ آواز سے ہے اور نفل اور تراویح میں سِرًّا اور جَهْرًا دونوں طرح جائز ہے۔ ❁ بعض علماء مجودین کے نزدیک اِسْتِعَاذَۃ واجب ہے اور جمہور علماء مجودین کے نزدیک مستحب ہے۔ ❁ اور بَسْمَلَۃ سورت براءت کے سوا ہر سورت کے شروع میں واجب ہے۔ ❁ ابتداءِ تلاوت وابتداءِ سورت میں اِسْتِعَاذَۃ اور بَسْمَلَۃ دونوں ضروری ہیں۔ ❁ ابتداءِ تلاوت درمیانِ سورت میں اور اسی طرح ابتداءِ تلاوت از ابتداءِ براءت میں اِسْتِعَاذَۃ ضروری ہے اور بَسْمَلَۃ میں اختیار ہے۔ ❁ اور ابتداءِ براءت درمیانِ تلاوت میں نہ اِسْتِعَاذَۃ ہے نہ بَسْمَلَۃ بلکہ ان دونوں کے بغیر وقف یا سکتہ یا وصل ہے۔ ❁ اور ابتداءِ سورت درمیانِ تلاوت میں صرف بَسْمَلَۃ ضروری ہے نہ کہ اِسْتِعَاذَۃ بھی۔

❁❁❁❁❁❁

چوتھا لمعہ

حروف کے مخارج کے بیان میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "چوتھے لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "چوتھے لمعہ" میں حروف کے مخارج بیان فرمائے ہیں۔

سوال: مخرج کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: مخرج کے لغوی معنٰی ہیں "نکلنے کی جگہ" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: ① جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں اُن کو مخارج کہتے ہیں۔ ② حرف یا حروف کے نکلنے کی جگہ کو مخرج کہتے ہیں۔

سوال: حرف کے لُغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: حرف کے لُغوی معنٰی ہیں "طرف اور کنارہ" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے وہ انسانی آواز جو مخرج محقق یا مقدر پر جا کر ٹھہرے یا گزرتی ہوئی چلی جائے۔

سوال: حروف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: حروف کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① حروفِ مَبَانِیْ ② حروفِ مَعَانِیْ۔

سوال: حروفِ مَبَانِیْ کسے کہتے ہیں اور حروفِ مَعَانِیْ کسے؟

جواب: وہ حُروف جن سے کلمات تشکیل پاتے ہیں اُن کو حُروفِ مَبَانِیْ اور حُروفِ مُفْرَدَہ بھی کہتے ہیں نیز مُجازًا اُن کو حُروفِ تَہَجِّیْ بھی کہا جاتا ہے اور وہ کلمہ جو دوسرے کلمہ سے ملے بغیر مَعَانِیْ نہ دے اُن کو حُروف مَعَانِیْ کہتے ہیں جیسے اِنَّ اَنَّ اِنْ فِیْ عَنْ وغیرہ۔

سوال: حروف کی ان دونوں قسموں میں سے یہاں کونسی قسم مراد ہے؟

جواب: یہاں حروفِ مَبَانِیْ اور حُروفِ تَہَجِّیْ مراد ہیں کیونکہ قراء اُنہیں سے بحث کرتے ہیں اور اُنہیں کے مخارج اور صفات بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

سوال: حُروف مَبَانِی کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: حُروف مَبَانِی کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① حُروف اَصْلِیَّۃْ ② حُروف فَرْعِیَّۃْ۔

سوال: حُروف اَصْلِیَّۃْ کسے کہتے ہیں اور حُروف فَرْعِیَّۃْ کسے؟

جواب: حُروف اَصْلِیَّۃْ وہ ہوتے ہیں جن کا مخرج ایک ہو جیسے حُروف حَلْقِیَّۃْ، حُروف جَوْفِیَّۃْ، شَجْرِیَّۃْ لَهَاتِیَّۃْ، حَافِیَّۃْ وغیرہ۔ اور حُروف فَرْعِیَّۃْ وہ حُروف ہیں جن کا مخرج دو اصلی حُروف کے درمیان ہو یعنی آواز کا کچھ حصہ ایک حرف کی آمیزش سے نکلے اور کچھ حصہ دوسرے حرف کی آمیزش سے جیسے: ہمزہ مُسَهَّلَۃْ، الف مُمَالَۃْ، لامِ مُفَخَّمَۃْ، صادِ مُشَمَّمَۃْ، نونِ مُخْفٰی، یاء مُشَمَّمَۃْ، میم مُخْفٰی، میم مدغم اور حُروف مُفَخَّمَۃْ کے بعد والا الف مُفَخَّمَۃْ وغیرہ۔ (النشر)

سوال: حُروف تَهَجِّی کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: جمہور قراء کے نزدیک حُروف تَهَجِّی کی کل تعداد انتیس ہے۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" میں کتنے مخارج بیان فرمائے ہیں؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" میں سترہ مخارج بیان فرمائے ہیں۔

سوال: یہ سترہ مخارج کس کے نزدیک ہیں؟

جواب: یہ سترہ مخارج حضرت ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدیؒ المتوفٰی ۱۷۰ھ کے نزدیک ہیں۔

سوال: مخارج کی تعداد میں کتنے مذاہب ہیں؟

جواب: مخارج کی تعداد میں مختلف مذاہب ملتے ہیں، ہم اُن کو بالترتیب بیان کرتے ہیں:

① محققین کا مذہب: محققین کے نزدیک مخارج کی تعداد انتیس ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہر حرف کی آواز ایک دوسرے سے جدا اور الگ ہے اس لئے ہر حرف کا مخرج بھی جدا اور الگ ہے۔

② امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب: حضرت امام ابوعبدالرحمن خلیل بن احمد فراہیدی المتوفی ۱۷۰ھ کے نزدیک مخارج کی تعداد سترہ ہے، انھوں نے حروف مدہ کا مخرج جوف دھن اور اسی طرح لام، نون اور راء کا الگ الگ مخرج بیان کیا ہے اور جمہور قراء بھی اسی پر ہیں نیز علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کو پسند فرمایا ہے چنانچہ اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزَرِيَّةُ میں فرماتے ہیں:۔

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ عَلَى الَّذِيْ يَخْتَارُهٗ مَنِ اخْتَبَرْ

(ترجمہ) انتیس حرفوں کے مخارج سترہ ہیں (یہ تعداد) اُوپر ایسے قول کے ہے کہ اختیار کرتا ہے جس کو وہ شخص جس نے خوب تحقیق کی ہے اِن مخارج کی۔(ترجمہ از حضرت قاری سید حسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

③ امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب: حضرت امام عمرو بن عثمان بن قُنْبُرُ الْمُلَقَّبُ بِهٖ سِيْبَوَيْهِ المتوفی ۱۸۸ھ کے نزدیک مخارج کی تعداد سولہ ہے، انھوں نے جوف دھن کو حذف کر کے الف مدہ کو ہمزہ اور ہاء کے مخرج میں اور واؤ، یاء مدہ کو واؤ، یاء غیر مدہ کے مخرج میں شامل کر دیا ہے اِس طرح سترہ میں سے ایک کم ہو کر سولہ مخارج رہ جاتے ہیں۔

④ امام فَرَّاءُ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب: حضرت امام یحییٰ بن زیاد فَرَّاءُ المتوفی ۲۸۶ھ کے نزدیک مخارج کی تعداد چودہ ہے، انھوں نے سیبویہؒ کی طرح جوف دھن کو حذف کر دیا اور لام، نون اور راء میں قُرب کا لحاظ کر کے تینوں کا ایک مخرج کہہ دیا اور شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الٰہ بادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "فوائد مکیہ" میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اِس طرح سترہ میں سے تین مخرج کم ہو کر چودہ مخارج رہ جاتے ہیں۔

سوال: مخارج کی تعداد میں علماء کا اختلاف کیوں ہے؟

جواب: مخارج کی تعداد میں علماء کا اختلاف حقیقی نہیں بلکہ اعتباری ہے، وہ یہ کہ خلیل رحمۃ اللہ علیہ

نے حروف مدہ کا مخرج جوف دہن بیان کیا ہے اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور فراء نے مدہ اور غیر مدہ کا ایک مخرج بیان کیا ہے اور مخرج جوف زیادہ نہیں کیا، محقق قول کے مطابق الف بالکل جوفی اور ہوائی حرف ہے اُس میں آواز کا اعتماد کسی جزو معین پر نہیں ہوتا اِس لئے سیبویہؒ اور فراءؒ نے مبداء مخارج (یعنی اقصیٰ حلق) کو اِس کا مخرج قرار دیا ہے۔

اور واؤ اور یاء جب مدہ ہوں تو اُس وقت آواز کا اعتماد زبان اور ہونٹوں پر نہایت ضعیف ہوتا ہے، مگر ہوتا ضرور ہے، بس اِس ضعیف اعتماد کی وجہ سے سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور فراء رحمۃ اللہ علیہ نے مدہ اور غیر مدہ کے مخرج میں فرق نہیں کیا، اور خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے ضعف اور قوت کا اعتبار کر کے حروف مدہ کا مخرج جوف دہن قرار دیا ہے، اسی طرح فراء رحمۃ اللہ علیہ نے لام، نون اور راء میں قُرب کا لحاظ کر کے تینوں کا ایک مخرج کہا ہے، جبکہ خلیل رحمۃ اللہ علیہ اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ نے قُرب کا لحاظ نہ کر کے تینوں کا الگ الگ مخرج بیان کیا ہے۔ اِس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب تحقیق پر مبنی ہے اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور فراء رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب طلبِ اختصار پر اور چونکہ مخارج کے باب میں سب سے بڑا مقصد حروف کی آوازوں کے درمیان فرق کرنا ہے اِس لئے متاخرین اہلِ فن نے بالعموم خلیل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو تحقیق کے زیادہ قریب قرار دیا ہے۔

سوال: جب مخارج کا بنیادی مقصد حروف کی آوازوں میں فرق کرنا ہے تو اِس اُصول کی بنیاد پر محققین کا مذہب ہی سب سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن کے مذہب کے مطابق اُنتیس حُروف کے اُنتیس مخارج ہیں پس اسی مذہب کو کیوں نہیں اختیار کر لیا گیا؟ نیز کیا اِس مذہب سے زیادہ تحقیق نہ ہوتی۔

جواب: علامہ ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں ہر حرف کا ایک مستقل اور الگ مخرج ہے، لیکن شدتِ قُرب کی وجہ سے سب کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنا دشوار ہے، اسی شدتِ قُرب کا اعتبار کرتے ہوئے فراءؒ نے چودہ، سیبویہؒ نے سولہ اور خلیل بن احمدؒ نے ان دونوں حضرات سے زیادہ یعنی سترہ مخارج بیان کئے ہیں اور اکثر محققین

اور علماء تجوید نے بیانِ مخارج میں خلیل ہی کا مذہب اختیار کیا ہے، نیز خلیل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہی سب سے زیادہ مدلل، جامع اور قابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ (المرشد)

سوال: اس کی کیا وجہ ہے کہ حروف تو کل انتیس ہیں اور ان کے مخارج سترہ؟

جواب: بہت زیادہ قرب اور بہت زیادہ اتصال کی وجہ سے آسانی کیلئے دو دو اور تین تین حرفوں کا (جہاں قرب ہے) ایک مخرج بیان کر دیا، جیسے ج ش، ی اور ط، د ت اور ظ ذ ث اور ص ز، س کا ایک مخرج شمار کیا جاتا ہے۔

سوال: مخارج کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: مخارج کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① مخرج محقق ② مخرج مقدر۔

سوال: مخرج محقق کی تعریف کیا ہے اور مخرج مقدر کی کیا؟

جواب: مخرج محقق کی تعریف یہ ہے: حلق، زبان اور ہونٹوں میں سے کوئی معین حصہ ہو۔ مقدر کی تعریف یہ ہے: حلق، زبان اور ہونٹوں میں سے کوئی معین حصہ نہ ہو جیسے جوف، یا حلق، زبان اور ہونٹوں کے حصوں سے خارج ہو جیسے خیشوم۔

سوال: مخرج محقق کتنے ہیں اور مقدر کتنے؟

جواب: امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مخارج محققہ کی تعداد پندرہ ہے اور امام فراء کے نزدیک تیرہ، اور مخارج مقدرہ امام خلیل کے نزدیک دو ہیں ① جوف ② خیشوم اور امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف خیشوم ہے۔

سوال: حلق، لسان، شفتین جن کے اجزاء میں سے کسی جزو معین کو مخرج محقق کہتے ہیں خود ان کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: ان تینوں کو اصول مخارج (مخرجوں کی اصلیں) کہتے ہیں۔

سوال: اصول مخارج کسے کہتے ہیں؟

جواب: اصول اصل کی جمع ہے اور اصل کے معنیٰ جڑ اور بنیاد کے ہیں اور قاریوں کی اصطلاح میں اصل سے مراد حلق سے لیکر شفتین تک کے وہ مخارج ہیں جہاں سے حروف ادا

ہوتے ہیں۔

سوال: اُصولِ مخارج کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: اُصولِ مخارج پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں: ① حلق ② لسان (زبان) ③ شفتین (ہونٹ) ④ جوف ⑤ خیشوم۔

سوال: اِن اُصولِ مخارج میں سے ہر اصل میں کتنے مخارج ہیں اور اُن سے کتنے حُروف نکلتے ہیں؟

جواب: ① حلق:۔ اِس میں تین مخارج ہیں اور اُن سے چھ حُروف نکلتے ہیں۔ ② لسان (زبان) :اور اِس میں دس مخارج ہیں اور اُن سے اٹھارہ حُروف نکلتے ہیں۔ ③ شَفَتَیْن (ہونٹ): اِن میں دو مخارج ہیں اور اُن سے چار حُروف نکلتے ہیں۔ ④ جوف :اِس میں ایک مخرج ہے اور اُس سے تین حُروف مدہ (یعنی الف، واؤ، یاء) نکلتے ہیں۔ ⑤ خیشوم: اِس میں ایک مخرج ہے اور اُس سے غنہ نکلتا ہے۔

سوال: جمہور کے نزدیک حُروف کی تعداد اُنتیس ہے، مگر جب ہم اُصولِ مخارج سے ادا ہونے والے حُروف کو شمار کرتے ہیں تو یہ تعداد اکتیس ہو جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اِن پانچ اُصولِ مخارج میں سے بنیادی درجہ میں پہلے تین اُصول ہی کو سمجھنا چاہئے کیونکہ بعد والی دو اصلوں (یعنی جوف اور خیشوم) کی حیثیت مستقل مخارج کی نہیں بلکہ ضمنی ہے اور حُروف کی ادا میں ایک مخصوص حالت کے مقامِ تعیّن کی نشاندہی مقصود ہے اسی وجہ سے ان مخرجوں سے ادا ہونے والے حُروف کو تعدادِ حُروف میں مستقلاً شمار نہیں کیا گیا ورنہ حُروف کی تعداد اکتیس ہوتی۔ البتہ حُروفِ مدہ میں سے ایک حرف الف کو شمار کیا جاتا ہے اس لئے کہ الف ہمیشہ مدہ ہی ہوتا ہے جبکہ واؤ اور یاء کبھی مدہ ہوتے ہیں اور کبھی غیر مدہ۔

سوال: مخارج کو بیان کرنے کی ترتیب کیا ہے؟

جواب: مخارج کو بیان کرنے کی ترتیب دو طرح پر ہے: ① ایک ترتیب تو یہ ہے کہ مخارج کی ابتداء سینہ کی طرف سے کی جائے اور انتہا شَفَتَیْن پر کی جائے، یہ جمہور کا مذہب ہے۔ ② دوسری ترتیب اس طرح ہے کہ پہلا مخرج شفتین ہو اور آخری مخرج اقصٰی

حلق ہو یہ ترتیب بعض علماء نے اختیار کی ہے پس پہلی ترتیب پر تو پہلا مخرج جوف دہن بنتا ہے اور دوسری ترتیب پر پہلا مخرج میم کا بنتا ہے۔

سوال: مخارج کو بیان کرنے کی وہ ترتیب جو جمہور کے مطابق ہے کے لحاظ سے پہلا مخرج اقصی حلق بنتا ہے مگر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مخارج کے بیان میں جوف دہن کو سب سے پہلے بیان کیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جوف دہن (یعنی حروف مدہ کے مخرج) کو تمام مخارج پر اس لئے مقدم کیا ہے کہ حروف مدہ کا مخرج تمام حروف پر عام ہے گویا یہ مخرج کل اور دیگر مخارج بمنزلہ اجزاء ہیں اور تقدیم کی یہی وجہ اصل ہے ورنہ قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تمام مخارج کا بیان مخارج مقدرہ پر مقدم ہونا چاہئے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

سوال: مخرج نمبر ۱: بتاؤ؟

جواب: جوف دہن یعنی منہ کے اندر کا خلا اُس سے یہ حروف نکلتے ہیں واؤ جبکہ ساکن ہو اور اُس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے: اَلْمَغْضُوْبِ، یاء جبکہ ساکن ہو اور اُس سے پہلے زیر ہو جیسے: نَسْتَعِیْنُ، الف جبکہ ساکن بے جھٹکے ہو اور اُس سے پہلے زبر ہو جیسے: صِرَاطَ۔

سوال: جوف دہن سے کیا مراد ہے؟

جواب: جوف دہن سے مراد حلق، منہ اور ہونٹوں کے درمیان والی جگہ ہے۔

سوال: بعض حضرات الف کو حروف حلقی میں شمار کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: چونکہ اس کے مخرج (یعنی جوف دہن) کی ابتداء اقصی حلق سے ہوتی ہے اس لئے بعض حضرات (یعنی سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور فراء رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما) نے ابتداء جوف کا لحاظ کر کے الف کا مخرج اقصی حلق کہہ دیا ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "الف" کو ساکن بے جھٹکے کیوں کہا ہے؟

جواب: (مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے الف کو) ساکن بے جھٹکے اسلئے کہا کہ زبر، زیر، پیش والا اور اسی طرح ساکن جھٹکے والا ہمزہ ہوتا ہے، اگرچہ عام لوگ اُس کو بھی الف کہتے ہیں جیسے:

اَلْحَمْدُ کے شروع میں جو الف ہے، یا بَأْسٌ کے بیچ میں جو الف ہے یہ واقع میں ہمزہ ہے اور اس تمام کتاب میں ایسے دونوں الفوں کو ہمزہ ہی کہا جائے گا، یاد رکھنا۔

سوال: الف اور ہمزہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: الف اور ہمزہ کے درمیان نو فرق ہیں اور وہ یہ ہیں: ① الف ہمیشہ اپنی ادائیگی میں ماقبل کے تابع ہوتا ہے (یعنی موٹے حرف کے بعد موٹا پڑھا جاتا ہے جیسے: قَالَ وغیرہ اور باریک حرف کے بعد باریک جیسے: كَانَ وغیرہ) جبکہ ہمزہ اپنے ماقبل کے تابع نہیں ہوتا۔ ② الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، جبکہ ہمزہ کبھی ساکن ہوتا ہے اور کبھی متحرک۔ ③ الف تمام حرفوں میں اِس قدر کمزور اور ضعیف ہے کہ نہ تو سکون کا مُتَحَمِّل ہو سکتا ہے اور نہ ہی حرکت کا، اِسی وجہ سے وہ اپنی ادائیگی میں دوسرے حُروف کا محتاج رہتا ہے، جبکہ ہمزہ حرکت اور سکون دونوں کا مُتَحَمِّل ہو سکتا ہے۔ ④ الف ہمیشہ زائد ہوتا ہے (لیکن جَآءَ میں الف اصلی ہے کیونکہ یاء سے بدلا ہوا ہے اور جَآءَ اصل میں جَيَأَ تھا) جبکہ ہمزہ زائد بھی ہوتا ہے اور اصلی بھی۔ ⑤ الف وقف میں زبر کی تنوین سے بدلا ہوا بھی ہوتا ہے جیسے: تَوَّابًا○ جبکہ ہمزہ وقف میں زبر کی تنوین سے بدلا ہوا نہیں ہوتا۔ ⑥ الف ہمیشہ کلمہ کے درمیان یا آخر میں آتا ہے جیسے: وَاِذْ جَعَلْنَا وغیرہ جبکہ ہمزہ کلمہ کے شروع، درمیان اور آخر تینوں جگہ آتا ہے جیسے: اَمْرٌ سَئَلَ مَقْرُوْءٌ وغیرہ۔ ⑦ الف ہمیشہ نرمی سے ادا ہوتا ہے جیسے: كَانَ وغیرہ جبکہ ہمزہ ہمیشہ سختی اور جھٹکے سے ادا ہوتا ہے خواہ ساکن ہو یا متحرک جیسے: اَلْحَمْدُ اور بَأْسٌ وغیرہ۔ ⑧ الف کا مخرج مقدر ہے جبکہ ہمزہ کا مخرج محقق۔ ⑨ الف ہمیشہ سیدھی لکیر کی شکل کا ہوتا ہے جبکہ ہمزہ کبھی بشکل الف کبھی بشکل واؤ اور کبھی بشکل یاء اور کبھی محذوف الشکل (یعنی بسر اسین) ہوتا ہے۔

سوال: جس الف اور جس واؤ اور جس یاء کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے اُن کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: جس الف اور جس واؤ اور جس یاء کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے اُن کو حُروف "مدہ" اور

حروف "ہوائیہ" بھی کہتے ہیں۔

سوال: اُن کو حروفِ مدہ اور حروفِ ہوائیہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: پہلا نام اِسلئے ہے کہ اُن پر کبھی مد بھی ہوتا ہے (گیارہویں لمعہ میں اس کا پورا حال معلوم ہوگا) اور دوسرا نام اِس لئے ہے کہ یہ حروف ہوا پر تمام ہوتے ہیں۔

سوال: واوِ لین کسے کہتے ہیں اور یائے لین کسے؟

جواب: جس واو ساکن سے پہلے زبر ہو اُسکو واوِ لین کہتے ہیں جیسے: مِنْ خَوْفٍ۝ اور جس یاء ساکن سے پہلے زبر ہو اُسکو یائے لین کہتے ہیں جیسے: وَالصَّيْفِ۝ وغیرہ۔

سوال: واوِ متحرک اور یائے متحرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: زبر، زیر، پیش والی واؤ اور یاء کو متحرک (یعنی حرکت والا) کہتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۲: ستاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۲: اقصیٰ حلق، یعنی حلق کا پچھلا حصہ سینہ کی طرف والا، اُس سے یہ حروف نکلتے ہیں ہمزہ اور ہاء۔

سوال: اقصیٰ حلق کسے کہتے ہیں؟

جواب: حلق کا منہ اور ہونٹوں سے دوری والا حصہ جو سینے کے گڑھے سے ملا ہوا ہے اُسے اقصیٰ حلق کہتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۳: ستاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۳: وسطِ حلق، یعنی حلق کا درمیان والا حصہ، اُس سے یہ حروف نکلتے ہیں (ع) اور (ح) بے نقطہ والے۔

سوال: وسطِ حلق سے حلق کا کونسا حصہ مراد ہے؟

جواب: وسطِ حلق سے حلق کا وہ حصہ مراد ہے، جو نرگٹ کے پاس ہے۔

سوال: مخرج نمبر ۴: ستاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۴: ادنیٰ حلق، یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے، اُس سے یہ

حُروف نکلتے ہیں (غ) اور (خ) نقطہ والے اور ان چھ حرفوں کو حُروف حلقی کہتے ہیں۔

سوال: اوڈنی حلق سے حلق کا کونسا حصہ مراد ہے؟

جواب: اوڈنی حلق سے حلق کا وہ حصہ مراد ہے جو منہ اور ہونٹوں سے نزدیکی والا ہے اور زبان کی جڑ کے قریب ہے۔

سوال: ان چھ حرفوں کو حُروف حلقی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ یہ حُروف مجموعی طور پر حلق سے ادا ہوتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۵: سناؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۵ لَہَات یعنی کوے کے متصل زبان کی جڑ جبکہ اُوپر کے تالو سے ٹکر کھائے اس سے (ق) ادا ہوتا ہے۔

سوال: لَہَات کسے کہتے ہیں؟

جواب: زبان کی جڑ کے اوپر جو گوشت کا نرم سا زبان کی شکل کا ٹکڑا لٹکا ہوا ہے اُسے عربی میں لَہَات اور اُردو میں کوا کہتے ہیں۔

سوال: تالو کے کتنے حصے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: تالو کے دو حصے ہیں اور وہ یہ ہیں: ① نرم تالو: اس سے مراد تالو کا وہ نرم حصہ ہے جو حلق کے قریب ہے اور زبان کی جڑ کے مقابل ہے نیز یہی قاف کا مخرج ہے اس کو غَلْصَمَۃ بھی کہتے ہیں۔ ② سخت تالو: اس سے مراد تالو کا وہ سخت حصہ ہے جو منہ کی جانب وسط زبان کے بالمقابل ہے نیز یہی کاف کا مخرج ہے اور اس کو غَکَدَۃ بھی کہتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۶: سناؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۶: قاف کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر اور اس سے (ک) نکلتا ہے اور اِن دونوں حرفوں (یعنی ق اور ک) کو لَہَاتِیَۃ کہتے ہیں۔

سوال: (ق) اور (ک) کو لَہَاتِیَۃ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: چونکہ یہ دونوں لَہَات کے قریب سے ادا ہوتے ہیں اس قُرب کی وجہ سے یہ نام دیا

گیا ہے۔

سوال: زبان کے اوپر والے حصے کو کیا کہتے ہیں اور نیچے والے کو کیا؟

جواب: زبان کے اوپر والے حصے کو ظَہرِ لسان (یعنی زبان کی پشت) کہتے ہیں اور نیچے والے حصے کو بَطنِ لسان (یعنی زبان کا پیٹ) کہتے ہیں۔

سوال: ظَہرِ لسان کے کتنے حصے ہیں؟

جواب: ظَہرِ لسان کے درج ذیل تین حصے ہیں: ① ادنیٰ لسان: یعنی زبان کا وہ گول کنارہ جو ثَنایا، رَباعی، اَنیاب کے بالمقابل ہے اس کو طرفِ لسان بھی کہتے ہیں۔ ② وسطِ لسان: یعنی زبان کا وہ حصہ جو ضَواحِک، طَواحِن اور نَواجِذ کے بالمقابل ہے اس کو عاقولِ لسان بھی کہتے ہیں۔ ③ اقصیٰ لسان: یعنی نَواجِذ کے بعد والا حصہ جو قاف اور کاف کا مخرج ہے۔

سوال: مخرج نمبر ۷ بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۷: وسطِ زبان اور اُس کے مقابل اُوپر کا تالو ہے، اور اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں ج، ش، ی جبکہ مدہ نہ ہو (یعنی یائے متحرک اور یائے لین) اور مدہ اور لین کے معنی مخرج نمبر ۱: کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں اور اِن کو حروفِ شَجرِیَّہ کہتے ہیں۔

سوال: شَجر کسے کہتے ہیں؟

جواب: زبان اور تالو کا وہ درمیانی کھلا حصہ جو منہ بند ہونے کے وقت بھی فطری طور پر کھلا اور جدا رہتا ہے اُسے شَجر کہتے ہیں۔

فائدہ: آگے جو مخارج آتے ہیں اُن میں بعض دانتوں کے نام عربی میں آئیں گے، اس لئے پہلے اُن کے معنی (یعنی اُن کے نام اور اُن کا محلِ وقوع) بتلائے دیتا ہوں، اُن کو خوب یاد کرلیں تاکہ آگے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

سوال: انسان کے منہ میں عام طور پر کتنے دانت ہوتے ہیں؟

جواب: انسان کے منہ میں عام طور پر بتیس دانت ہوتے ہیں سولہ اوپر کے جبڑے میں اور سولہ نیچے کے جبڑے میں، پھر ان بتیس میں سے بارہ دانت ہیں اور بیس ڈاڑھیں۔

سوال: ان بتیس دانتوں کے نام اور اُن کا محلِ وقوع بیان کریں؟

جواب: جاننا چاہیے کہ بتیس دانتوں میں سے سامنے کے چار دانتوں کو ثَنَایَا کہتے ہیں، دو اوپر والوں کو ثَنَایَا عُلْیَا اور دو نیچے والوں کو ثَنَایَا سُفْلیٰ کہتے ہیں، اور ان ثَنَایَا کے پہلو میں چار دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں اُن کو رَبَاعِیَات اور قَوَاطِع کہتے ہیں، پھر ان رَبَاعِیَات سے ملے ہوئے چار دانت نوکدار ہیں اُن کو اَنْیَاب اور کَوَاسِر کہتے ہیں، پھر ان اَنْیَاب کے پاس چار دانت ہوتے ہیں اُن کو ضَوَاحِك کہتے ہیں، پھر ان ضَوَاحِك کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں یعنی تین اوپر داہنی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اور تین نیچے داہنی طرف اور تین نیچے بائیں طرف اُن کو طَوَاحِن کہتے ہیں، پھر ان طَوَاحِن کے بغل میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور ہوتا ہے جن کو نَوَاجِذ کہتے ہیں، اور ان سب ضَوَاحِك، طَوَاحِن اور نَوَاجِذ کو اَضْرَاس کہتے ہیں، جن کو اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں، یاد کی آسانی کے لئے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کر دیا ہے اور وہ نظم یہ ہے:

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے ہیں کہ کہتے ہیں اضراس اُنھیں کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

سوال: ان ناموں میں سے دانتوں کے نام الگ بیان کریں اور ڈاڑھوں کے نام الگ؟

جواب: دانتوں کے نام یہ ہیں ثَنَایَا، رَبَاعِی، اَنْیَاب اور ڈاڑھوں کے نام یہ ہیں ضَوَاحِك، طَوَاحِن اور نَوَاجِذ۔

سوال: دانتوں کے ان ناموں کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: ① ثَنَایَا۔ ثَنَایَا جمع ہے ثَنِیَّۃ کی اس کے معنی ہیں "دو دو ہونا" اور یہ بھی اوپر

نیچے دو دو ہی ہوتے ہیں اس مناسبت سے اِن کو ثَنَایَا کہتے ہیں۔ ② رَبَاعِیَات:۔ رَبَاعِیَات جمع ہے رَبَاعِیَۃ کی اس کے معنیٰ ہیں "ٹھہرنا" چونکہ کھاتے وقت چیزیں ان دانتوں میں ٹھہر جاتی ہیں اس مناسبت سے ان کو رَبَاعِیَات کہتے ہیں۔ ❁ یا رَبَاعِیَات رَبَعَ یَرْبَعُ سے لیا گیا ہے اس کے معنیٰ ہیں "چار ہونا" چونکہ یہ دانت کل چار ہوتے ہیں اس مناسبت سے ان کو رَبَاعِیَات کہتے ہیں اور ان کا دوسرا نام قَوَاطِعْ بھی ہے اور قَوَاطِعْ جمع ہے قَاطِعَۃ کی اس کے معنیٰ ہیں "کاٹنا" چونکہ ان دانتوں سے چیزوں کو کاٹا جاتا ہے اس مناسبت سے اِن کو قَوَاطِعْ کہتے ہیں۔

③ اَنْیَاب اور کَوَاسِرْ:۔ اَنْیَاب جمع ہے نَابْ کی اس کے معنیٰ ہیں "نوکدار" اور کَوَاسِرْ جمع ہے کَاسِرَۃ کی اس کے معنیٰ ہیں "توڑنا" چونکہ ان دانتوں سے سخت چیزوں کو توڑا جاتا ہے، اس مناسبت سے ان کو اَنْیَاب اور کَوَاسِرْ کہتے ہیں۔ ④ ضَوَاحِكْ:۔ ضَوَاحِكْ جمع ہے ضَاحِكَۃ کی اس کے معنیٰ ہیں "ہنسنے والی ڈاڑھ" چونکہ یہ ڈاڑھیں ہنستے وقت نظر آتی ہیں اس مناسبت سے اِن کو ضَوَاحِكْ کہتے ہیں۔ ⑤ طَوَاحِنْ:۔ طَوَاحِنْ جمع ہے طَاحِنَۃ کی اس کے معنیٰ ہیں "پیسنے والی ڈاڑھ" چونکہ اِن ڈاڑھوں سے چیزوں کو پیسا جاتا ہے اس مناسبت سے اِن کو طَوَاحِنْ کہتے ہیں۔ ⑥ نَوَاجِذْ:۔ نَوَاجِذْ جمع ہے نَاجِذَۃ کی اس کے معنیٰ ہیں "عقل ڈاڑھ" اسلئے کہ یہ نَاجِذَۃُ الْعَقْلْ سے لیا گیا ہے اور یہ ڈاڑھ اُس وقت نکلتی ہے جب انسان کی عقل مکمل ہو جاتی ہے۔

سوال: ثَنَایَا کی طرح باقی دانت بھی عُلْیَا اور سُفْلٰی ہیں مصنف رحمہ اللہ نے اُن کو عُلْیَا اور سُفْلٰی کہہ کر تقسیم کیوں نہیں کیا؟

جواب: چونکہ ثَنَایَا سُفْلٰی کے علاوہ نیچے کے کسی دانت سے کوئی حرف ادا نہیں ہوتا اسلئے مصنف رحمہ اللہ نے باقی دانتوں میں اس تقسیم کی ضرورت نہیں سمجھی۔ واللہ اعلم

دانتوں کا نقشہ
بالائی جبڑا
ثنایا علیا
بایاں نصف جبڑا
اضراس : داڑھیں
طواحن
اضراس : داڑھیں
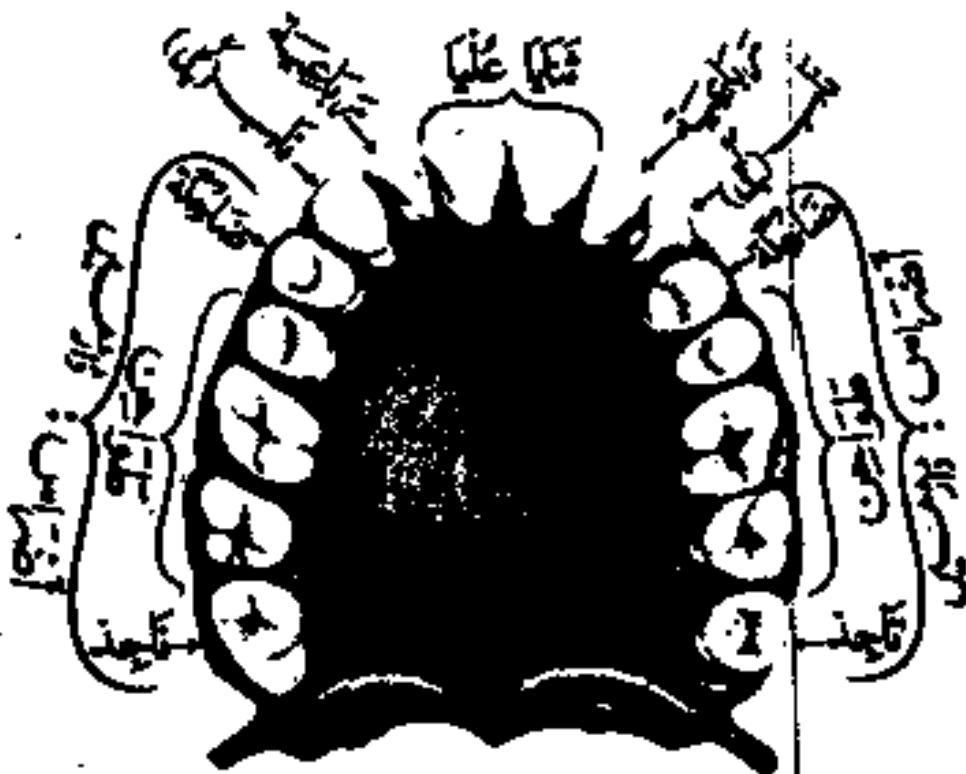
سوال: مخرج نمبر ۸: بتاؤ؟

سوال: مخرج نمبر ۸: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۸: ضاد کا ہے اور وہ حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ داہنی، یا بائیں سے ہے، جبکہ اَضْرَاس عُلْیَا یعنی اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑ سے لگائیں۔

سوال: حافہ لسان کسے کہتے ہیں؟

جواب: حافہ لسان زبان کے اُس موٹے کنارے کو کہتے ہیں جو ضَوَاحِک طَوَاحِن اور نَوَاجِذ کے بالمقابل ہے۔

سوال: حافہ کے لمبائی کے اعتبار سے کتنے حصے ہیں؟

جواب: حافہ کے لمبائی کے اعتبار سے تین حصے ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) اولیٰ حافہ جو ضَوَاحِک کے بالمقابل ہے۔ (۲) وسط حافہ جو طَوَاحِن کے بالمقابل ہے۔ (۳) اقصیٰ حافہ جو نَوَاجِذ کے بالمقابل ہے۔

سوال: ضاد کو بائیں طرف سے ادا کرنا آسان ہے یا دائیں طرف سے؟

جواب: بائیں طرف سے آسان ہے، اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے، مگر بہت مشکل ہے اور اِس حرف کو حَافِيَة کہتے ہیں۔

سوال: اِس حرف (یعنی ض) کو حَافِيَة کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِس لئے کہ یہ حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ سے ادا ہوتا ہے۔

سوال: اِس حرف (یعنی ض) کو دال پُر یا باریک یا دال کے مشابہ جیسا کہ آج کل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے ایسا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے، یہ بالکل غلط ہے (کیونکہ اِس طرح پڑھنے سے ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدل جانا لازم آتا ہے جو "لحن جلی" کی ایک صورت اور قسم ہے)۔

سوال: ضاد کو خالص ظاء پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ضاد کو خالص ظاء پڑھنا بھی غلط ہے (کیونکہ اِس میں بھی وہی خرابی ہے جو اوپر

بیان ہوئی یعنی ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدل جانالازم آتا ہے) البتہ اگر ضاد کو اُس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پر نرمی کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کر کے ادا کیا جائے تو اُس کی آوز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے، دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی، علمِ تجوید اور قراءات کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔

سوال: ضاد کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے مشابہ کیوں ہوتی ہے، دال کے مشابہ کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: ضاد کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے مشابہ تو اِسلئے ہوتی ہے کہ یہ دونوں حرف سوائے اِسْتِطَالَتْ کے تمام صفات میں شریک ہیں اور دال کے مشابہ اِسلئے نہیں ہوتی کہ دال شَدِیْدَہْ مُسْتَفِلَہْ مُنْفَتِحَہْ ہے اور ضاد رِخْوَہْ مُسْتَعْلِیَہْ، مُطْبِقَہْ ہے، پس دال تو سخت اور باریک ادا ہوگا اور ضاد نرم اور خوب پُر پڑھا جائے گا۔

سوال: مخرج نمبر ۹: سناوٗ؟

جواب: مخرج نمبر ۹: لام کا ہے کہ زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ (یعنی ادنیٰ حافہ جو ضَوَاحِکْ کے بالمقابل ہے) جب ثَنَایَا، رَبَاعِیْ، نَابْ اور ضَاحِكْ کے مسوڑھوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ہو کر ٹکر کھائے، خواہ داہنی طرف سے، یا بائیں طرف سے۔

سوال: لام کو دائیں طرف سے ادا کرنا آسان ہے یا بائیں طرف سے؟

جواب: داہنی طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔

سوال: مخرج نمبر ۱۰: سناوٗ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۰: نون کا ہے اور وہ بھی زبان کا کنارہ ہے، مگر لام کے مخرج سے کم ہو کر یعنی ضَاحِكْ کو اِس میں دخل نہیں۔

سوال: لام اور نون میں مخرج کے اعتبار سے کتنے فرق ہیں؟

جواب: لام اور نون میں مخرج کے اعتبار سے درج ذیل تین فرق ہیں ﴿۱﴾ (دانتوں کے اعتبار سے) لام میں چار دانت (یعنی ثَنَایَا، رَبَاعِیْ، نَابْ اور ضَاحِكْ) ہوتے

ہیں، جبکہ نون میں تین دانت (یعنی ثَنَایَا، رَبَاعِیْ، نَابْ) ③ (مسوڑھے کے اعتبار سے) لام میں تالو کی طرف والا مسوڑہ ہوتا ہے، جبکہ نون میں ابتدائی (یعنی ثَنَایَا عُلْیَا کی جڑ والا) مسوڑہ۔ ④ (زبان کے اعتبار سے) لام میں زبان کی نوک سے ادنیٰ حافہ تک، جبکہ نون میں زبان کی نوک سے زبان کے کنارہ تک۔

سوال: مخرج نمبر ۱۱: ساتواں؟

جواب: مخرج نمبر ۱۱: راء کا ہے اور وہ نون کے مخرج کے قریب ہے، مگر اس میں پشتِ زبان کو بھی دخل ہے۔

سوال: نون اور راء میں مخرج کے اعتبار سے کتنے فرق ہیں؟

جواب: نون اور راء میں مخرج کے اعتبار سے درج ذیل چار فرق ہیں: ① (دانتوں کے اعتبار سے) نون میں تین دانت (یعنی ثَنَایَا، رَبَاعِیْ، نَابْ) ہوتے ہیں، جبکہ راء میں دو دانت (یعنی ثَنَایَا، رَبَاعِیْ)۔ ② (مسوڑھے کے اعتبار سے) نون میں مسوڑھے کا ابتدائی (یعنی ثَنَایَا عُلْیَا کی جڑ) والا حصہ ہوتا ہے، جبکہ راء میں مسوڑھے کا درمیان والا حصہ۔ ③ (زبان کے اعتبار سے) نون میں زبان کی نوک سے زبان کے کنارہ تک (یعنی ثَنَایَا، رَبَاعِیْ اور نَابْ کا بالمقابل) جبکہ راء میں زبان کی نوک سے آدھے کنارہ تک (یعنی ثَنَایَا، رَبَاعِیْ کا بالمقابل)۔ ④ (پشتِ زبان کے اعتبار سے) نون میں پشتِ زبان کو دخل نہیں، جبکہ راء میں پشتِ زبان کو بھی دخل ہے۔

سوال: مخرج نمبر (۹) (۱۰) (۱۱) سے نکلنے والے حروف (یعنی لام اور نون اور راء) کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: اُن تینوں حرفوں (یعنی لام اور نون اور راء) کو طَرَفِیَّہ اور ذَلْقِیَّہ بھی کہتے ہیں۔

سوال: اُن کو طَرَفِیَّہ اور ذَلْقِیَّہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِس لئے کہ وہ تینوں حروف زبان کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں اور طَرَف اور ذَلْق کے معنیٰ نوک اور کنارہ کے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۱۲: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۲: طاء اور دال اور تاء کا ہے یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ اور اِن تینوں حرفوں کو نِطعِیَّہ کہتے ہیں۔

سوال: اِن تینوں حرفوں میں سے ثنایا علیا کی جڑ سے زیادہ تعلق کس کا ہے؟

جواب: اِن تینوں حرفوں میں سے طاء کا ثنایا علیا کی جڑ سے زیادہ تعلق ہے اس کے بعد تاء کا اور اِس کے بعد دال کا ہے۔

سوال: اِن تینوں حرفوں کو نِطعِیَّہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِس لئے کہ یہ نِطَع کے قریب سے ادا ہوتے ہیں اور مسوڑھے کے اوپر جو لکیر دار کھردری جگہ ہے اُس کو نِطَع کہتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۱۳: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۳: ظاء اور ذال اور ثاء کا ہے اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے (اندر والا) کنارہ ہے اور اِن تینوں حرفوں کو لِثَوِیَّہ کہتے ہیں۔

سوال: اِن تینوں حرفوں کو لِثَوِیَّہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِسلئے کہ یہ لِثَّہ (یعنی ثَنَایَا عُلْیَا کے مسوڑھے) کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۱۴: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۴: صاد اور زاء اور سین کا ہے اور یہ زبان کا سرا ثَنَایَا سُفْلٰی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثَنَایَا عُلْیَا کے ہے اور اِن کو حروف صَفِیْرِیَّہ کہتے ہیں۔

سوال: اتصال ثَنَایَا عُلْیَا سے کیا مراد ہے؟

جواب: اِس اتصال سے مراد ثَنَایَا عُلْیَا اور ثَنَایَا سُفْلٰی کے کناروں کا معمولی اتصال اور زبان کی نوک کا ثَنَایَا سُفْلٰی کے اندرونی کناروں کے ساتھ تھوڑا سا اتصال ہے۔

سوال: اِن کو حروف صَفِیْرِیَّہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِس لئے کہ اِن کے ادا کے وقت سیٹی جیسی آواز نکلتی ہے، جس کو عربی میں صَفِیْرَہ کہتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۱۵: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۵: فا کا ہے اور یہ نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔

سوال: نیچے کے ہونٹ کا شکم سے ہونٹ کا کونسا حصہ مراد ہے؟

جواب: نیچے کے ہونٹ کا شکم سے نیچے کے ہونٹ کا وہ اندرونی تری والا حصہ مراد ہے جو ہونٹوں کے بند ہونے کے وقت اندر چھپ جاتا ہے۔

سوال: یہاں ثَنَایَا عُلْیَا کا کنارہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہاں کنارہ سے مراد ثَنَایَا عُلْیَا کی نوکیں ہیں کیونکہ فاء ثنایا علیا کی نوکوں ہی سے ادا ہوتی ہے۔

سوال: مخرج نمبر ۱۶: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۶: دونوں ہونٹ ہیں اور اُن سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں باء اور میم اور واؤ جبکہ مدہ نہ ہو (یعنی واو متحرک اور واو لین) اور مدہ اور لین کے معنی مخرج نمبر ۱: کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں، مگر اِن تینوں میں اتنا فرق ہے کہ با ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے اور اس لئے اُس کو بحری کہتے ہیں اور میم ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے، اور اس لئے اُس کو بَرِّی کہتے ہیں اور واؤ دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے نکلتا ہے اور فاء کو اور اِن تینوں حرفوں کو شَفَوِیَّۃ کہتے ہیں۔

سوال: ناتمام ملنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ناتمام ملنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کے کنارے تو ملے ہوں اور بیچ کھلا ہو اور مثل غنچہ کے گول ہو جائیں۔

سوال: فاء کو اور اِن تینوں حرفوں (یعنی باء، میم، واؤ) کو شَفَوِیَّۃ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِس لئے کہ یہ شَفَتَیْن یعنی ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔

سوال: مخرج نمبر ۱۷: بتاؤ؟

جواب: مخرج نمبر ۱۷: خَیْشُوْم یعنی ناک کا بانسہ ہے، اِس سے غنہ نکلتا ہے۔

سوال: خَیْشُوْم کسے کہتے ہیں؟

جواب: ناک کی جڑ والی ہڈی کے اندر جو دو سوراخ ہیں اس مقام کو خَیْشُوْم یعنی ناک کا بانسہ کہتے ہیں۔

سوال: اگر غنہ سے مراد صفت غنہ ہے تو پھر مصنف رحمہ اللہ نے مخارج میں صفت کو کیوں بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے صرف ایک صفت بیان فرمائی ہے باقی تو سب مخارج بیان فرمائے ہیں اور مشہور قاعدہ ہے لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ اور اَلْقَلِیْلُ کَالْمَعْدُوْمِ یعنی اکثریت کا اعتبار ہوتا ہے اور قلیل تھوڑا تو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

سوال: اگر مصنف رحمہ اللہ نے صفتِ غنہ کا مخرج بیان کرنا تھا تو باقی صفات یعنی اِسْتِعْلَاء اور اِطْبَاق وَغَیْرُھُمَا کے مخارج بھی بیان کرتے؟

جواب: صفتِ غنہ کا مخرج چونکہ منہ سے باہر ہے اس لئے بیان فرما دیا اور چونکہ باقی صفات کے مخارج منہ کے اندر ہیں اس لئے اُن کے مخارج نہیں بیان فرمائے۔

سوال: اگر غنہ سے حرفِ غنہ (یعنی نونِ مُخْفٰی ونونِ مُدْغَمْ بادغامِ ناقص اور میم مُخْفٰی) مراد لیں تو اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نون مشدد اور میم مشدد کو بھی تو حرف غنہ کہتے ہیں بلکہ تھوڑا سا غنہ تو نون و میم ساکن مُظْھَرَہْ اور نون و میم متحرک میں بھی ہوتا ہے مصنف رحمہ اللہ نے وہ کیوں نہیں مراد لئے؟

جواب: نونِ مُخْفٰی کا تعلق اپنے مخرجِ اصلی (یعنی زبان کا کنارہ اور مسوڑھے) سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا زیادہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا مخرج خیشوم قرار دے دیا۔ ❁ اسی طرح نونِ مُدْغَمْ بادغامِ ناقص کا تعلق حرف مُدْغَمْ فِیْہٖ سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا زیادہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا مخرج خیشوم قرار دے دیا۔ ❁ اسی طرح میم مُخْفٰی کا تعلق شفتین (یعنی ہونٹوں) سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا زیادہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا مخرج بھی خیشوم قرار دے دیا۔ ❁ اور نون متحرک اور نون ساکن مُظْھَرَہْ اور نون مشدد کا تعلق اپنے مخرجِ اصلی سے زیادہ اور خیشوم سے کم ہوتا ہے۔ ❁ اور اسی طرح میم متحرک اور

میم ساکن مُظْهَرَہ اور میم مشدد کا تعلق بھی اپنے مخرج (یعنی شفتین) سے زیادہ اور خیشوم سے کم ہوتا ہے اسلئے ان دونوں کی مذکورہ حالتوں کا مخرج خیشوم قرار نہیں دیا۔

سوال: مخرج معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: جاننا چاہیے کہ ہر حرف کا مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ کہ اُس حرف کو ساکن کر کے اُس سے پہلے ہمزہ متحرک لے آئیں جس جگہ آواز ختم ہو وہی اُس کا مخرج ہے۔

سوال: چوتھے لمعہ" کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ چوتھے لمعہ" میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حروف کے مخارج بیان فرمائے ہیں۔ ❁ حروف کل انتیس ہیں۔ ❁ اور اُن کے مخارج سترہ ہیں۔ ❁ اور مخارج مخرج کی جمع ہے اور حرف یا حروف کے نکلنے کی جگہ کو مخرج کہتے ہیں۔ ❁ مخارج کے اُصول پانچ ہیں (۱) جوف (۲) حلق (۳) زبان (۴) ہونٹ (۵) خیشوم۔ ❁ چنانچہ جوف میں ایک مخرج ہے اور اُس سے تین حروف مدہ نکلتے ہیں۔ حلق میں تین مخارج ہیں اور اُن سے چھ حروف نکلتے ہیں زبان میں دس مخارج ہیں اور اُن سے اٹھارہ حروف نکلتے ہیں ہونٹوں میں دو مخارج ہیں اور اُن سے چار حروف نکلتے ہیں خیشوم میں ایک مخرج ہے اور اُس سے غنہ نکلتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁

پانچواں لمعہ

حرفوں کی صفات کے بیان میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "پانچویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "پانچویں لمعہ" میں تجوید کے دوسرے اہم جزو صِفَاتُ الْحُرُوْف کو بیان فرمایا ہے۔

سوال: صفت کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: صفت کے لغوی معنٰی ہیں "ہنر، خوبی، حالت، کیفیت" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: ① جن کیفیتوں سے حُروف ادا ہوتے ہیں اُن کیفیتوں کو صفات کہتے ہیں۔ ② حُروف کو ادا کرتے وقت جو حالت اور کیفیت پائی جاتی ہے (مثلاً سانس کا جاری رہنا اور بند ہونا یا آواز کا جاری رہنا اور بند ہونا یا آواز کا موٹا ہونا اور باریک ہونا وغیرہ) اُس کو صفت کہتے ہیں۔

سوال: صفات کتنی قسم کی ہیں؟

جواب: وہ دو طرح کی ہیں:۔ ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے گا ایسی صفت کو ذَاتِیَۃ اور لَازِمَۃ اور مُمَیِّزَۃ اور مُقَوِّمَۃ کہتے ہیں۔ اور ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو حرف تو وہی رہے، مگر اُس کا حسن و زینت نہ رہے اور ایسی صفت کو مُحَسِّنَۃ، مُزَیِّنَۃ، مُحَلِّیَۃ، مُحَلِّیَۃ، عَارِضَۃ کہتے ہیں۔

سوال: ذَاتِیَۃ اور لَازِمَۃ اور مُمَیِّزَۃ اور مُقَوِّمَۃ کے معنٰی کیا ہیں؟

جواب: ● ذَاتِیَۃ: کے معنٰی ہیں حُروف کی ذات میں دخل رکھنے والی۔ ● لَازِمَۃ: کے معنٰی ہیں حُروف میں ہمیشہ اور ہر حال میں پائی جانے والی۔ ● مُمَیِّزَۃ: کے معنٰی ہیں ایک مخرج کے دو یا تین حرفوں کی آوازوں کو ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا کرنے والی۔ ● مُقَوِّمَۃ: کے معنٰی ہیں حرفوں کی آوازوں کو درست اور سیدھا کرنے والی۔

سوال: مُحَسِّنَۃ، مُزَیِّنَۃ، مُحَلِّیَۃ، مُحَلِّیَۃ، عَارِضَۃ کے معنٰی کیا ہیں؟

جواب: ❁ مُحَسِّنَۃ: کے معنی ہیں حرفوں کو حسن دینے والی۔ ❁ مُزَیِّنَۃ: کے معنی ہیں حرفوں کو خوبصورت بنانے والی۔ ❁ مَحَلِّیَۃ: (میم کے زبر کے ساتھ) کے معنی ہیں اپنی خاص حالتوں میں پائی جانے والی۔ ❁ مُحَلِّیَۃ: (میم کے پیش کے ساتھ) کے معنی ہیں حرفوں کو زیور پہنانے والی۔ ❁ عَارِضَۃ: کے معنی ہیں کبھی پائی جانے والی اور کبھی نہ پائی جانے والی۔

سوال: پہلی قسم (یعنی لَازِمَۃ) کی صفات کتنی ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: پہلی قسم (یعنی لَازِمَۃ) کی صفات سترہ ہیں اور وہ یہ ہیں: ① ھَمْس ② جَھْر ③ شِدَّت ④ رِخْوَت (تَوَسُّط) ⑤ اِسْتِعْلَاء ⑥ اِسْتِفَال ⑦ اِطْبَاق ⑧ اِنْفِتَاح ⑨ اِذْلَاق ⑩ اِصْمَات ⑪ صَفِیْر ⑫ قَلْقَلَۃ ⑬ لِیْن ⑭ اِنْحِرَاف ⑮ تَکْرِیْر ⑯ تَفَشِّی ⑰ اِسْتِطَالَت۔ اور یاد رہے کہ شِدَّت اور رِخْوَت کے درمیان ایک صفت تَوَسُّط بھی ہے اور یہ کوئی مستقل صفت نہیں جو ان دونوں سے جدا ہو بلکہ اس صِفَتِ تَوَسُّط میں تھوڑی سی شِدَّت اور تھوڑی سی رِخْوَت پائی جاتی ہے۔ ❁ نیز عزیز طلباء کو چاہئے کہ ان سترہ ناموں کو اس طرح یاد کریں کہ ھَمْس سے لے کر اِسْتِطَالَت تک اور اِسْتِطَالَت سے ھَمْس تک ایک ہی سانس میں فرفر سنا سکیں۔

سوال: صفاتِ لَازِمَۃ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: صفاتِ لَازِمَۃ کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① لَازِمَۃ مُتَضَادَّۃ ② لَازِمَۃ غَیْرُ مُتَضَادَّۃ۔

سوال: لَازِمَۃ مُتَضَادَّۃ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وہ صفات جو ایک دوسرے کی ضد بننے والی ہوں اور اصطلاح میں اُن کا کوئی نام بھی مقرر ہو۔

سوال: صفاتِ لَازِمَۃ مُتَضَادَّۃ کتنی ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: ایسی صفات دس ہیں جن میں سے پانچ پانچ کی ضد ہیں اور وہ اس طرح ہیں:۔

١	هَمْس	٢	جَهْر
٣	شِدَّت	٤	رِخْوَت (تَوَسُّط)
٥	اِسْتِعْلَاء	٦	اِسْتِفَال
٧	اِطْبَاق	٨	اِنْفِتَاح
٩	اِذْلَاق	١٠	اِصْمَات

سوال: ان دس صفات کو صفات مُتَضَادَّۃ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ جس طرح سچ جھوٹ کی اور سخاوت کنجوسی کی ضد ہے اور یہ بیک وقت جمع نہیں ہوسکتیں، اسی طرح هَمْس، جَهْر کی اور شِدَّت رِخْوَت کی ضد ہے اور یہ دونوں بھی بیک وقت کسی حرف میں جمع نہیں ہوسکتیں بلکہ دونوں صفتوں میں سے ہر حرف میں صرف ایک صفت پائی جائے گی مثلاً ذال میں هَمْس اور جَهْر میں سے صرف جَهْر پائی جائے گی هَمْس نہیں اسی طرح شِدَّت، رِخْوَت (تَوَسُّط) میں سے بھی صرف رِخْوَت پائی جائے گی نہ کہ شِدَّت اور تَوَسُّط بھی۔

سوال: صِفَاتِ لَازِمَۃ غَیْرُ مُتَضَادَّۃ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وہ صفات جو ایک دوسرے کی ضد بننے والی نہ ہوں یعنی جن کی اصطلاحاً کوئی ضد قرار نہ دی گئی ہو، اس لئے ان کو صفات منفردہ بھی کہہ سکتے ہیں یعنی ان کے مقابلے میں کوئی دوسری صفت نہیں ہے۔

سوال: صِفَاتِ لَازِمَۃ غَیْرُ مُتَضَادَّۃ کتنی ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: صِفَاتِ لَازِمَۃ غَیْرُ مُتَضَادَّۃ سات ہیں اور وہ یہ ہیں: ① صَفِیْر ② قَلْقَلَۃ ③ لِیْن ④ اِنْحِرَاف ⑤ تَکْرِیْر ⑥ تَفَشِّی ⑦ اِسْتِطَالَت۔

سوال: هَمْس کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: هَمْس کے لغوی معنٰی ہیں "پست کرنا، کمزور کرنا، پوشیدہ کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حروف مَهْمُوْسَۃ کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں ایسے

ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو۔
سوال: جن حرفوں میں صفتِ ھَمْس پائی جائے اُن کو کیا کہتے ہیں؟
جواب: جن حرفوں میں صفتِ ھَمْس پائی جائے اُن کو مَھْمُوْسَۃ کہتے ہیں۔ پس ھَمْس تو صفت ہے اور مَھْمُوْسَۃ وہ حروف ہیں جن میں یہ صفت پائی جاتی ہے جیسا کہ سرخی، سیاہی اور زردی وغیرہ تو رنگ ہیں اور سیاہ، سرخ اور زرد وہ چیزیں ہیں جن میں یہ رنگ پائے جاتے ہیں مثلاً کپڑا موصوف ہے اور اُس کا سیاہ، سرخ یا سفید یا زرد ہونا صفت ہے ایسے ہی جَھْر، مَجْھُوْرَۃ، شِدَّت، شَدِیْدَۃ، رِخْوَت، رِخْوَۃ، تَوَسُّط، مُتَوَسِّطَۃ عَلٰی ھٰذَا۔
سوال: حروفِ مَھْمُوْسَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟
جواب: ایسے حروف دس ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ یعنی پس (خاموش ہونے پر) اُبھارا اُس کو ایسے شخص نے جو خاموش تھا۔
سوال: جَھْر کے لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) کیا ہے؟
جواب: جَھْر کے لغوی معنیٰ ہیں "بلند کرنا، اونچا کرنا، ظاہر کرنا" اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) یہ ہے حروفِ مَجْھُوْرَۃ کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو۔
سوال: مَجْھُوْرَۃ کسے کہتے ہیں؟
جواب: جن حرفوں میں صفتِ جَھْر پائی جائے اُن کو مَجْھُوْرَۃ کہتے ہیں۔
سوال: حروفِ مَجْھُوْرَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟
جواب: مَھْمُوْسَۃ کے سوا باقی (انیس) حروف مَجْھُوْرَۃ ہیں (جو اِس مجموعہ میں جمع ہیں عَظُمَ وَزْنُ قَارِیٍٔ ذِیْ غَضٍّ جِدٍّ طَلَبَ یعنی نیچی نگاہ رکھنے والے قاری کا وزن عظیم ہوا اُس نے طلب میں کوشش کی) اور جہر و ہمس دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔
سوال: صفتِ ھَمْس میں سانس کا جاری رہنا اور صفتِ جَھْر میں سانس کا بند ہونا اس سے

کیا مراد ہے؟

جواب: صفتِ ھَمْس میں سانس کے جاری رہنے سے مراد یہ ہے کہ تین حصہ سانس اور ایک حصہ آواز بن جائے یعنی سانس غالب اور آواز مغلوب ہو جائے اور صفتِ جَھْر میں سانس کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ تین حصہ آواز بن جائے اور ایک حصہ سانس رہ جائے یعنی آواز غالب اور سانس مغلوب ہو جائے۔

سوال: صفتِ ھَمْس اور جَھْر کا تقابل کریں؟

جواب: ① ھَمْس کے معنی ہیں "پست کرنا، کمزور کرنا، پوشیدہ کرنا" جبکہ جَھْر کے معنی ہیں "بلند کرنا، اونچا کرنا، ظاہر کرنا۔ ② ھَمْس میں سانس جاری رہتا ہے جبکہ جَھْر میں سانس بند ہو جاتا ہے۔ ③ حروفِ مَھْمُوْسَۃ کے ادا کرتے وقت آواز میں ایک قسم کی پستی ہوتی ہے جبکہ حروفِ مَجْھُوْرَۃ کے ادا کرتے وقت آواز میں ایک قسم کی بلندی ہوتی ہے۔

سوال: شِدَّت کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: شِدَّت کے لغوی معنی "قوت اور سختی کے" ہیں اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) یہ ہے حروفِ شَدِیْدَۃ کے ادا کرتے وقت آواز اُن کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو۔

سوال: شَدِیْدَۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ شِدَّت پائی جائے اُن کو شَدِیْدَۃ کہتے ہیں۔

سوال: حروفِ شَدِیْدَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ایسے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے: اَجِدُكَ قَطَبْتَ (یعنی پاتا ہوں میں تجھ کو کہ تو ترش رو ہے)۔

سوال: رِخْوَت کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: رِخْوَت کے لغوی معنی ہیں "نرم ہونا" اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) یہ ہے حروفِ رِخْوَۃ کے ادا کرتے وقت آواز اُن کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ

ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو۔
سوال: رِخوَہ کسے کہتے ہیں؟
جواب: جن حرفوں میں صفتِ رِخوَت پائی جائے اُن کو رِخوَہ کہتے ہیں۔
سوال: حُروفِ رِخوَہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟
جواب: (آٹھ حُروف) شَدِیْدَہ اور (پانچ حُروف) مُتَوَسِّطَہ کے سوا باقی سولہ حُروف رِخوَہ ہیں (جن کا مجموعہ یہ ہے خُذْ غِثَّ حَظٍّ فُضَّ شَوْصٍ زِیْ سَاہٍ یعنی کم نصیبی، محنت کی کمی پراگندہ حالی سے بچ اے پریشان آدمی)۔
سوال: صفتِ شِدَّت اور رِخوَت کا تقابل کریں؟
جواب: ① شِدَّت کے معنٰی "قوت اور سختی کے" ہیں جبکہ رِخوَت کے معنٰی ہیں "نرم ہونا"۔ ② حُروفِ شَدِیْدَہ کے ادا کرتے وقت آواز اُن کے مخرج میں بند ہوجاتی ہے جبکہ حُروفِ رِخوَہ کے ادا کرتے وقت آواز اُن کے مخرج میں جاری رہتی ہے۔ ③ حُروفِ شَدِیْدَہ کے ادا کرتے وقت آواز میں ایک قسم کی سختی ہوتی ہے جبکہ حُروفِ رِخوَہ کے ادا کرتے وقت آواز میں ایک قسم کی نرمی ہوتی ہے۔
سوال: تَوَسُّط کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟
جواب: تَوَسُّط کے لغوی معنٰی ہیں "درمیانہ ہونا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حُروفِ مُتَوَسِّطَہ کو ادا کرتے وقت آواز اُن کے مخرج میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری طرح جاری ہو۔
سوال: مُتَوَسِّطَہ کسے کہتے ہیں؟
جواب: جن حرفوں میں صفتِ تَوَسُّط پائی جائے اُن کو مُتَوَسِّطَہ و بَیْنِیَّہ بھی کہتے ہیں۔
سوال: حُروفِ مُتَوَسِّطَہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟
جواب: ایسے حُروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے لِنْ عُمَرْ (یعنی نرم ہوجا بے اے عمر)۔
سوال: آپ نے اوپر بتایا ہے کہ صِفَاتِ لازِمَہ مُتَضَادَّہ دس ہیں جبکہ صفتِ تَوَسُّط کو شمار کرنے سے تو صِفَاتِ لازِمَہ مُتَضَادَّہ کی تعداد گیارہ ہوجاتی ہے کیوں؟

جواب: اس یعنی تَوَسُّط کو الگ صفت نہیں گنا جاتا کیونکہ اس میں کچھ شِدَّت اور کچھ رِخْوَت ہے (یعنی اس میں کچھ سختی اور کچھ نرمی ہے) پس یہ اُن دونوں (یعنی شِدَّت اور رِخْوَت) سے الگ نہ ہوئی۔

سوال: حرف تاء اور کاف کو مَهْمُوْسَة میں سے شمار کیا ہے حالانکہ اُن میں آواز بند ہو جاتی ہے اور اسی واسطے اُن کو شَدِيْدَة میں سے بھی شمار کیا گیا ہے لہٰذا ایک ہی وقت میں سانس کا جاری رہنا اور آواز کا بند ہو جانا کیونکر جمع ہو سکتے ہیں؟

جواب: ان دونوں حروف میں ہَمْس ضعیف ہے اور شِدَّت قوی ہے سو شِدَّت کے قوی ہونے (کی وجہ سے پہلے) آواز بند ہوتی ہے لیکن بعد میں ہَمْس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے کچھ تھوڑا سا سانس بھی جاری ہوتا ہے (جو خود پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے سننے والے کو نہیں) مگر اس سانس کے جاری ہونے میں یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ (سانس کے ساتھ) آواز جاری نہ ہو کیونکہ اگر آواز جاری کی جائے گی تو کاف و تاء شَدِيْدَة نہ رہیں گے بلکہ رِخْوَة ہو جائیں گے (اسلئے کہ آواز کا جاری رہنا حروف رِخْوَة ہی کا خاصہ ہے) اور دوسرے اُن میں ہاء کی آواز پیدا ہو کر غلط ہو جائے گا (جیسا کہ بعض حضرات اِيَّاكَ کو اِيَّاكْهَ اور اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتَهْ پڑھتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس طرح کر کے کاف اور تاء کی صفتِ ہَمْس کو ادا کرتے ہیں اور وہ حضرات سخت غلطی پر ہیں)۔

سوال: سانس اور آواز کے جاری ہونے اور بند ہونے کے اعتبار سے حروف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: سانس اور آواز کے جاری ہونے اور بند ہونے کے اعتبار سے حروف کی پانچ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① مَهْمُوْسَة شَدِيْدَة: یعنی وہ حروف جن میں ہمس اور شدت دونوں پائی جاتی ہوں اور ایسے حروف دو ہیں ت اور ک۔ ② مَهْمُوْسَة رِخْوَة: یعنی وہ حروف جن میں ہمس اور رخوت دونوں پائی جاتی ہوں اور ایسے حروف آٹھ ہیں اور وہ یہ ہیں: ف، ح، ث، ہ، ش، خ، ص، س۔ ③ مَجْهُوْرَة

شَدِیْدَۃٌ: یعنی وہ حروف جن میں جہر اور شدت دونوں پائی جاتی ہوں اور ایسے حروف چھ ہیں اور وہ یہ ہیں: ء، ج، د، ق، ط، ب۔ (۴) مَجْهُوْرَۃٌ رِخْوَۃٌ: یعنی وہ حروف جن میں جہر اور رخوت دونوں پائی جاتی ہوں اور ایسے حروف آٹھ ہیں اور وہ یہ ہیں: ذ، ز، ض، ظ، غ، و، الف، ی۔ (۵) مَجْهُوْرَۃٌ مُتَوَسِّطَۃٌ: یعنی وہ حروف جن میں جہر اور توسط دونوں پائی جاتی ہوں اور ایسے حروف پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں: ل، ن، ع، م، ر۔

سوال: زمانہ ادا کے اعتبار سے حروف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: زمانہ ادا کے اعتبار سے حروف کی چار قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) حروف آنی: یعنی وہ حروف جو آن کی آن میں اور فوراً ادا ہو جاتے ہوں اور ایسے حروف آٹھ ہیں اور وہ یہ ہیں: ء، ج، د، ك، ق، ط، ب، ت۔ (۲) حروف زمانی: یعنی وہ حروف جن کے ادا کرنے میں کچھ وقت صرف ہوتا ہے اور ایسے حروف تین ہیں اور وہ یہ ہیں: الف مدہ، واوٌ مدہ، یاء مدہ۔ نیز حرف غنہ، پُر الف اور امالہ والا الف بھی انہیں میں شامل ہیں۔ (۳) قریب بہ زمانی: یعنی وہ حرف جس کے ادا کرنے میں ایک الف سے کچھ کم وقت لگتا ہے اور ایسا حرف (ض) ہے۔ (۴) قریب بہ آنی: یعنی وہ حروف جن کے ادا کرنے میں حروف آنی کے مقابلے میں کچھ زیادہ دیر لگتی ہے اور ایسے حروف سترہ ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) ث (۲) ح (۳) خ (۴) ذ (۵) ر (۶) ز (۷) س (۸) ش (۹) ص (۱۰) ط (۱۱) ع (۱۲) غ (۱۳) ف (۱۴) ل (۱۵) م (۱۶) ن (۱۷) ہ۔ اور واو لین اور یائے لین بھی انہیں میں شامل ہیں۔

سوال: اِسْتِعْلَاء کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِسْتِعْلَاء کے لغوی معنٰی ہیں "بلند ہونا، بلندی چاہنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حروف مُسْتَعْلِیَۃ کے ادا کرتے وقت ہمیشہ (زبان کی جڑ کا اکثر حصہ آواز سمیت) اوپر کے تالو کی طرف اُٹھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں۔

سوال: مُسْتَعْلِيَۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِسْتِعْلَاء پائی جائے اُن کو مُسْتَعْلِيَۃ کہتے ہیں۔

سوال: حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ایسے حُروف سات ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ (یعنی زندگی گزارتو موسمِ گرما میں بانس کے تنگ مکان میں)۔

سوال: حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ کی طرح کاف کی ادائیگی میں بھی زبان کی جڑ کا نیچے والا حصہ اوپر کے تالو کی طرف بلند ہوتا ہے تو پھر کاف کو حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ میں شمار کیوں نہیں کرتے؟

جواب: کاف کی ادائیگی میں زبان کی جڑ کا اوپر کے تالو کی طرف بلند ہونا مخرج کی وجہ سے ہے صفت کی وجہ سے نہیں جبکہ حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ میں زبان کی جڑ کا اوپر کے تالو کی طرف بلند ہونا صفت کی وجہ سے ہوتا ہے، نیز کاف میں صفتِ استعلاء نہیں پائی جاتی اس لئے کاف کو حُروفِ مستعلیہ میں شمار نہیں کیا۔

سوال: تفخیم کے اعتبار سے حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ کے درجات کیا ہیں؟

جواب: حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ میں سے سب سے زیادہ موٹا حرف طاء ہے اُس کے بعد صاد اسکے بعد ضاد اُسکے بعد ظاء اُس کے بعد قاف اُس کے بعد غین اور خاء کا درجہ ہے۔

سوال: آواز کے ظہور کے اعتبار سے حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ کے درجات کیا ہیں؟

جواب: آواز کے ظہور کے اعتبار سے حُروفِ مُسْتَعْلِيَۃ کے پانچ درجات ہیں اور وہ یہ ہیں: ① حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ مفتوح جس کے بعد الف ہو جیسے: اَقَطَالَ، طٰهٰ وغیرہ۔ ② حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ مفتوح جس کے بعد الف نہ ہو جیسے: اِنْطَلِقُوْا، ظَلَمُوْا وغیرہ۔ ③ حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ مضموم ہو جیسے: قُرْبَانًا، غُرُوْرًا وغیرہ۔ ④ حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ مکسور ہو جیسے: ظِلٍّ، قِرْطَاسٍ وغیرہ۔ ⑤ حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ ساکن ماقبل کی حرکت کے تابع ہوتا ہے۔ چنانچہ حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ ساکن کے درجات یہ ہیں:

① حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ ساکن جس کا ماقبل مفتوح ہو جیسے: يَقْطَعُوْنَ، يَقْتُلُوْنَ وغیرہ۔ ② حرفِ مُسْتَعْلِيَۃ ساکن جس کا ماقبل مضموم ہو جیسے: وَلَا يُقْبَلُ،

وَارْزُقْنَا وغیرہ۔ ④ حرف مُسْتَعْلِیَۃ ساکن جس کا ماقبل مکسور ہو جیسے: مِطْرٌ، اِقْرَأ ہو اِخْرَاجُ وغیرہ۔

سوال: اِسْتِفَال کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِسْتِفَال کے لغوی معنٰی ہیں "نیچا ہونا، نیچائی چاہنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حُروف مُسْتَفِلَۃ کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اُٹھتی جس کی وجہ سے یہ حُروف باریک رہتے ہیں۔

سوال: مُسْتَفِلَۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِسْتِفَال پائی جائے اُن کو مُسْتَفِلَۃ کہتے ہیں۔

سوال: حُروف مُسْتَفِلَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: مُسْتَعْلِیَۃ کے سوا باقی سب حُروف مُسْتَفِلَۃ ہیں (جن کا مجموعہ یہ ہے اَنْشُرْ حَدِیْثَ عِلْمِكَ سَوْفَ تُجْهَزُ بَنَا یعنی اپنی علمی بات کو مشہور کر ضرور تجھے اس کے عوض سروسامان دیا جائے گا)۔

سوال: صفتِ اِسْتِعْلَاء اور اِسْتِفَال کا تقابل کریں؟

جواب: ① اِسْتِعْلَاء کے معنٰی ہیں "بلند ہونا، بلندی چاہنا" جبکہ اِسْتِفَال کے معنٰی ہیں "نیچا ہونا، نیچائی چاہنا"۔ ② حُروف مُسْتَعْلِیَۃ کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف اُٹھ جاتی ہے جبکہ حُروف مُسْتَفِلَۃ کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اُٹھتی۔ ③ حُروف مُسْتَعْلِیَۃ موٹے پڑھے جاتے ہیں جبکہ حُروف مُسْتَفِلَۃ باریک۔

سوال: اِطْبَاق کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِطْبَاق کے لغوی معنٰی ہیں "ملنا، لپٹنا، چمٹنا، مُلْصَق ہونا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حُروف مُطْبِقَۃ کے ادا کرتے وقت زبان کے بیچ (کا اکثر حصہ آواز سمیت) اوپر کے تالو سے مُلْصَق ہو جاتا ہے یعنی لپٹ جاتا ہے۔

سوال: مُطْبِقَۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِطْبَاق پائی جائے اُن کو مُطْبِقَۃ کہتے ہیں۔
سوال: حُروف مُطْبِقَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟
جواب: ایسے حُروف چار ہیں: ص، ض، ط، ظ۔
سوال: حُروف مُطْبِقَۃ کی طرح جیم، شین، یاء کی ادائگی میں بھی زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے مل جاتا ہے تو پھر جیم، شین، یاء کو حُروف مُطْبِقَۃ میں کیوں نہیں شمار کرتے؟
جواب: جیم، شین، یاء کی ادائگی میں زبان کے بیچ کا تالو سے ملنا مخرج کی وجہ سے ہوتا ہے صفت کی وجہ سے نہیں جبکہ حُروف مُطْبِقَۃ میں زبان کے بیچ کا تالو سے ملنا صفت کی وجہ سے ہوتا ہے نیز جیم، شین، یاء میں زبان کے بیچ والا حصہ تالو سے پورے کا پورا نہیں ملتا بلکہ بہت تھوڑا حصہ ملتا ہے جبکہ حُروف مُطْبِقَۃ میں زبان کے بیچ والا حصہ پورے کے پورے تالو کو ڈھانپ لیتا ہے، اور یاد رہے کہ جیم، شین، یاء میں استعلاء، اطباق نہیں پائی جاتی اس لئے ان کو حُروف مطبقہ میں شمار نہیں کیا۔
سوال: اِنْفِتَاح کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟
جواب: اِنْفِتَاح کے لغوی معنٰی ہیں "کھلنا، جدا ہونا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حُروف مُنْفَتِحَۃ کے ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے خواہ زبان کی جڑ تالو سے لگ جائے جیسے قاف میں لگ جاتی ہے خواہ نہ لگے۔
سوال: مُنْفَتِحَۃ کسے کہتے ہیں؟
جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِنْفِتَاح پائی جائے اُن کو مُنْفَتِحَۃ کہتے ہیں۔
سوال: حُروف مُنْفَتِحَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟
جواب: مُطْبِقَۃ کے سوا باقی (پچیس) حُروف مُنْفَتِحَۃ ہیں (جن کا مجموعہ یہ ہے مَنْ اَخَذَ وَجَدَ سَعَةً فَزَكَا حَقٌّ لَهُ شُرْبُ غَيْثٍ یعنی جو وسعتِ مال کی تونگری پائے اور وہ مال پاکیزہ ہو رحمت کی بارش کا پینا اُس کیلئے جائز ہے)۔
سوال: زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے اور زبان کے بیچ کا تالو سے ملنے اور نہ ملنے کے اعتبار سے حُروف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے اور زبان کے بیچ کا تالو سے ملنے اور نہ ملنے کے اعتبار سے حروف کی عقلاً چار اور حقیقتاً تین قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① مُسْتَعْلِيَة مُطْبِقَة: یعنی وہ حروف جن میں استعلاء اور اطباق دونوں صفتیں پائی جاتی ہوں یہ ہیں: ص، ض، ط، ظ۔ ② مُسْتَعْلِيَة مُنْفَتِحَة: یعنی وہ حروف جن میں استعلاء اور انفتاح دونوں صفتیں پائی جاتی ہوں یہ ہیں: غ، خ، ق۔ ③ مُسْتَفِلَة مُنْفَتِحَة: یعنی وہ حروف جن میں استفال اور انفتاح دونوں صفتیں پائی جاتی ہوں وہ: أَثْمَرَ حَدِيثَكَ عِلْمُكَ سَوْفَ تَجْهَزُ بِلَا کے حروف ہیں۔ ④ مُسْتَفِلَة مُطْبِقَة: یعنی وہ حروف جن میں استفال اور اطباق دونوں صفتیں پائی جاتی ہوں ایسا حرف کوئی بھی نہیں ہے۔

سوال: صفتِ اِطْبَاق اور اِنْفِتَاح کا تقابل کریں؟

جواب: ① اِطْبَاق کے معنٰی ہیں "ملنا، لپٹنا، چپٹنا، مُلْصَق ہونا" جبکہ اِنْفِتَاح کے معنٰی ہیں کھلنا، جدا ہونا۔ ② حروف مُطْبِقَة کے ادا کرتے وقت زبان کے بیچ کا اکثر حصہ آواز سمیت اوپر کے تالو سے مُلْصَق ہو جاتا ہے جبکہ حروف مُنْفَتِحَة کے ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔

سوال: اِذْلَاق کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِذْلَاق کے لغوی معنٰی ہیں "پھسلنا، آسانی سے ادا ہونا، چھری تیز کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حروف مُذْلِقَة (اپنے مخرج یعنی) زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔

سوال: مُذْلِقَة کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِذْلَاق پائی جائے اُن کو مُذْلِقَة کہتے ہیں۔

سوال: حروف مُذْلِقَة کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ایسے حروف چھ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے: فَرَّ مِنْ لُبٍّ (یعنی عقلمند آدمی اپنی عقل و دانش کے سبب اُس مقام سے اللہ کی طرف بھاگا جہاں اُس نے جور و ظلم دیکھا)۔

سوال: حروف مُذْلِقَةْ میں سے لام، نون، راء کی طرح ط، د، ت، ظ، ذ، ث، وغیرہ بھی تو زبان کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں اُن کو حروف مُذْلِقَةْ میں کیوں نہیں شمار کیا گیا؟

جواب: چونکہ اُن کی ادائیگی میں سُرْعَتِ نُطْق (یعنی جلدی سے ادا ہونے کی کیفیت) نہیں پائی جاتی جو اِذْلَاق کی شرط ہے اسلئے اُن کو حروف مُذْلِقَةْ میں شامل نہیں کیا گیا۔

سوال: اِصْمَات کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِصْمَات کے لغوی معنٰی ہیں "روکنا، منع کرنا، خاموش کرنا، مضبوطی سے ادا ہونا، مشکل سے ادا ہونا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حروف مُصْمِتَةْ اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ سے ادا ہوتے ہیں آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے۔

سوال: مُصْمِتَةْ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِصْمَات پائی جائے اُن کو مُصْمِتَةْ کہتے ہیں۔

سوال: حروف مُصْمِتَةْ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: مُذْلِقَةْ کے سوا باقی (تیئیس) حروف مُصْمِتَةْ ہیں (جن کا مجموعہ یہ ہے جُزْ غَشَّ سَاخِطٍ صَدَّ ثِقَةً اِذْوَعْظُهُ يَحُضُّكَ یعنی اُس غصہ کرنے والے کے دھوکے سے درگزر کر جو نیک آدمی کو روکے کیونکہ اُس کو نصیحت تجھے خیر پر آمادہ کرے گی)۔

سوال: صفتِ اِذْلَاق اور اِصْمَات کا تقابل کریں؟

جواب: ① اِذْلَاق کے معنٰی ہیں "پھسلنا، آسانی سے ادا ہونا" جبکہ اِصْمَات کے معنٰی ہیں "روکنا، منع کرنا، خاموش کرنا، مضبوطی سے ادا ہونا، مشکل سے ادا ہونا۔ ② حروف مُذْلِقَةْ اپنے مخرج سے بہت سہولت کے ساتھ ادا ہوتے ہیں جبکہ حُروف مُصْمِتَةْ اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔

سوال: صَفِیْرْ کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: صَفِیْرْ کے لغوی معنٰی ہیں "باریک آواز، تیز آواز، چڑیا جیسی آواز، سیٹی جیسی آواز" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حروف صَفِیْرِیَّةْ کے ادا کرتے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے۔

سوال: صَفِیْرِیَّۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ صَفِیْر پائی جائے اُن کو صَفِیْرِیَّۃ کہتے ہیں۔

سوال: حُروفِ صَفِیْرِیَّۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ایسے حُروف تین ہیں ص، ز، س۔

سوال: صفتِ صَفِیْر کے درجات کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: صفتِ صَفِیْر کے درجات تین ہیں اور وہ یہ ہیں: ① (س) میں صفتِ ھَمْس اور رِخْوَت کی وجہ سے صفتِ صَفِیْر کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ ② (ز) میں صفتِ جَہْر اور رِخْوَت کی وجہ سے صَفِیْر کا احساس (س) سے کم ہوتا ہے۔ ③ (ص) میں صفتِ اِسْتِعْلَاء اور اِطْبَاق کی وجہ سے صَفِیْر کا احساس (ز) سے کم ہوتا ہے۔

سوال: قَلْقَلَۃ کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: قَلْقَلَۃ کے لغوی معنٰی ہیں "حرکت دینا، جنبش دینا، ہلانا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حالتِ سکون میں ان (حُروفِ قَلْقَلَۃ) کے ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صفتِ قَلْقَلَۃ کی تعریف میں حالتِ سکون کی قید کیوں لگائی ہے؟

جواب: اس لئے کہ حرکت کے مقابلے میں سکون کی حالت میں قَلْقَلَۃ کا احساس اور ادراک زیادہ ہوتا ہے اور اسی طرح وقف میں قَلْقَلَہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے اور حرکت کی حالت میں قَلْقَلَۃ ہوتا ضرور ہے مگر تقریباً نہ ہونے کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اَلْمُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃ میں فرماتے ہیں:-

وَبَیِّنَنْ مُقَلْقَلًا اِنْ سَکَنَا وَاِنْ یَّکُنْ فِی الْوَقْفِ کَانَ اَبْیَنَا

(ترجمہ) اور خوب ظاہر کر کے پڑھو حرفِ قَلْقَلَۃ کو اگر وہ ساکن ہو۔ اور اگر ہو وہ حرفِ قَلْقَلَۃ ساکن حالتِ وقف میں، تو ہوگا وہ اور بھی زیادہ واضح (صفتِ قَلْقَلَۃ میں)۔

سوال: مخرج کو حرکت ہو جانے سے مراد کیا ہے؟

جواب: مخرج کو حرکت ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ (ق) کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ

اوپر کے تالو سے (ج) کی ادائیگی کے وقت زبان کا بیچ اپنے مقابل تالو سے (د) اور (ط) کی ادائیگی کے وقت زبان کی نوک ثَنَایَا عُلْیَا کی جڑوں سے اور (ب) کی ادائیگی کے وقت نیچے کا ہونٹ اوپر کے ہونٹ سے جب ملتا ہے تو صفتِ جَهْر اور شِدَّت ساتھ ہو اور جب جدا ہوتا ہے تو بھی صفتِ جَهْر اور شِدَّت کے ساتھ۔ بس اس جَهْر اور شِدَّت کے ساتھ ملنے کے بعد جَهْر اور شِدَّت کے ساتھ جدا ہونے کو ہی قَلْقَلَہ کہتے ہیں اور اسی کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حرکت سے تعبیر فرمایا ہے۔

سوال: حروفِ قَلْقَلَہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے قُطْبُ جَدٍ (یعنی بزرگی وخوش نصیبی کا مدار) مگر قاف میں اکمل اور باقی چار حُروف میں کامل دَرَجہ کا قَلْقَلَہ پایا جاتا ہے۔

سوال: ہمزہ بھی مَجْهُوْرَۃ شَدِیْدَۃ ہے اور اُس میں بھی ایک عُضو دوسرے عُضو سے جہر اور شدت سے ملتا ہے اُس کو حُروفِ قَلْقَلَہ میں کیوں نہیں شمار کیا گیا؟

جواب: اسلئے کہ ان پانچ حُروف کی نسبت ہمزہ میں سکون کی حالت میں قدرے خفت کا دخل ہوتا ہے۔ نیز ہمزہ میں سکون کی حالت میں اکثر تغیرات پیش آتی رہتی ہیں اِس بناء پر اُس میں قدرے ضعف آگیا اور اِس طرح وہ اپنے باقی ہم جنسوں (یعنی قُطْبُ جَدٍ) سے جدا ہوگیا لہٰذا اُس میں قَلْقَلَہ کرنے کی چنداں ضرورت باقی نہ رہی۔ (اَلنَّشر)

سوال: قَلْقَلَہ کے دَرَجات کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: قَلْقَلَہ کے پانچ دَرَجات ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) مُشَدَّدہ موقوفہ یعنی مشدد ہو اور اس پر وقف کر دیا جائے جیسے: اَلْحَقُّ ○ اِسْتَحَقَّ ○ وغیرہ (۲) ساکنہ موقوفہ یعنی وقف کی وجہ سے ساکن ہوں جیسے: اِنْ يَّسْرِقْ ○ خَلَقَ ○ وغیرہ (۳) مشددہ موصولہ یعنی مشدد ہو اور وصل میں پڑھا جائے جیسے: اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وغیرہ (۴) ساکنہ موصولہ یعنی ساکن ہو اور وصل میں پڑھا جائے جیسے: خَلَقْنَا وغیرہ (۵) متحرک یعنی اس پر زبر زیر پیش ہو جیسے: خَلَقَكُمْ وغیرہ۔

سوال: لِین کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: لِین کے لغوی معنٰی ہیں ''نرم ہونا، چکنا ہونا'' اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے:
حُروفِ لین کو مخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی اُن پر (وقفاً) مد کرنا چاہے تو کر سکے (اور اسی لئے ان میں وقفاً قصر، توسط اور طول تینوں جائز ہیں لیکن قصر اولیٰ ہے)۔

سوال: حُروفِ لین کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ایسے حُروف دو ہیں:۔ واؤ ساکن اور یائے ساکن، جبکہ اُن سے پہلے والے حرف پر فتحہ یعنی زبر ہو جیسے: مِنْ خَوْفٍ○ وَالصَّيْفِ○ وغیرہ۔

سوال: حُروفِ لین کا مخرج محقق ہونے کا تقاضا تو یہ تھا کہ اُن میں مد بالکل نہ ہوتی کیونکہ مد کا محل تو حُروفِ مدہ ہیں پس حُروفِ لین میں مد کیوں؟

جواب: حُروفِ لین کا مخرج محقق ہونے کی وجہ سے اُن میں مد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن چونکہ مد کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اُن میں محلِ مد حرفِ لین ہوتا ہے اور اُس کو کھینچا جاتا ہے (جیسا کہ گیارہویں لمعہ میں اُس کا پورا حال معلوم ہوگا) پس اس اشکال کو ختم کرنے کے لئے علماءِ تجوید نے حُروفِ لین میں ایسی نرمی اور لچک کو تسلیم کیا ہے کہ اُن پر مد ہو سکے اور اسی نرمی کو صفتِ لین کہتے ہیں متن کے الفاظ قابلِ غور ہیں کہ ''اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکے''۔

سوال: اِنْحِرَاف کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِنْحِرَاف کے لغوی معنٰی ہیں ''لوٹنا، پھرنا، پلٹنا، مائل ہونا'' اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: حُروفِ مُنْحَرِفَۃ (یعنی لام، را) کے ادا کرتے وقت لام میں تو زبان کے کنارہ کی طرف اور را میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے موقع کی طرف میلان پایا جائے۔

سوال: مُنْحَرِفَۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن حرفوں میں صفتِ اِنْحِرَاف پائی جائے اُن کو مُنْحَرِفَۃ کہتے ہیں۔

سوال: حُروفِ مُنْحَرِفَۃ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: وہ دو حروف ہیں (ل) اور (ر)۔

سوال: صِفَتِ تَکْرِیْر کے لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: تَکْرِیْر کے لغوی معنیٰ ہیں ’’دہرا کرنا، ایک مرتبہ سے زیادہ کرنا، بار بار کرنا‘‘ اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) یہ ہے:۔ حرفِ راء کے ادا کرنے کے وقت زبان میں ایک رعشہ یعنی لرزہ ہوتا ہے اس لئے اُس وقت آواز میں تَکْرَار کی مشابہت ہو جاتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اُس میں تَکْرَار ظاہر کیا جائے بلکہ اُس سے بچنا چاہئے اگر چہ اُس پر تشدید بھی ہو کیونکہ وہ پھر بھی ایک ہی حرف ہے کئی حرف تو نہیں۔

سوال: صِفَتِ تَکْرِیْر کتنے حرفوں میں پائی جاتی ہے؟

جواب: یہ صفت صرف (ر) میں پائی جاتی ہے۔

سوال: اس تکرار کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اس تکرار کی تین قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① حقیقی تکرار:۔ یعنی راء کے ادا کرتے وقت سرِ زبان کو تالو سے اس قدر نرمی کے ساتھ لگائے کہ اُس میں لرزہ پیدا ہو جائے اور ایک راء کے بجائے دو راء ادا ہوتی ہوئی محسوس ہوں اِس کا سبب کامل صفتِ رِخْوَت کا جاری کرنا ہو سکتا ہے۔ ② عدمِ تکرار:۔ یعنی راء کے ادا کرتے وقت سرِ زبان کو تالو سے لگانے میں اتنا مبالغہ کرے کہ ان دونوں کے درمیان آواز بند ہو جائے اور راء مثل طاء کے سخت اور قوی ادا ہو اس کا سبب کامل صفتِ شِدَّت کا جاری کرنا ہو سکتا ہے۔ ③ مشابہتِ تکرار:۔ یعنی راء کے ادا کرتے وقت سرِ زبان کو تالو کے ساتھ ایک بار مضبوطی سے اس طرح لگائے کہ حقیقی تکرار پیدا نہ ہو لیکن رعشہ کا اظہار ہو اور یہ کیفیت صفتِ تَوَسُّط ہی کی وجہ سے ہو سکتی ہے اور یہی صحیح تر ہے۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ متن کی عبارت ’’اور یہ مطلب نہیں کہ اُس میں تَکْرَار ظاہر کیا جائے بلکہ اُس سے بچنا چاہئے اگر چہ اُس پر تشدید بھی ہو کیونکہ وہ پھر بھی ایک ہی حرف ہے کئی حرف تو نہیں‘‘ میں جس تکرار سے بچنے کی ہدایت فرما رہے ہیں اُس سے کونسی تکرار مراد ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے متن کی اِس عبارت میں جس تکرار سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے

اُس سے مراد مشابہتِ تکرار نہیں بلکہ حقیقی تکرار مراد ہے کیونکہ مشابہتِ تکرار صفتِ ادائی اور لازمی ہے جو راء میں ادا ہونی چاہیئے۔

سوال: تَفَشِّیْ کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: تَفَشِّیْ کے لغوی معنٰی ہیں "پھیلنا، منتشر ہونا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حرفِ مُتَفَشِّیْ (یعنی ش) کے ادا میں آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے۔

سوال: حرفِ مُتَفَشِّیْ (یعنی ش) کے ادا میں آواز کہاں سے کہاں تک پھیلتی ہے؟

جواب: زبان کی جڑ سے زبان کی نوک تک اور حَافَةٌ یُمْنٰی (یعنی دائیں طرف کے حافہ) سے حَافَةٌ یُسْرٰی (یعنی بائیں طرف کے حافہ) تک آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے۔

سوال: صِفَتِ تَفَشِّیْ کتنے حرفوں میں پائی جاتی ہے؟

جواب: یہ صفت صرف (ش) میں پائی جاتی ہے۔

سوال: ص، ض، ف، ر، ث اور ج بھی (ش) کے ساتھ سانس کے خارج ہونے میں مشابہت رکھتے ہیں ان کو مُتَفَشِّیْ کیوں نہیں کہا گیا؟

جواب: چونکہ (ش) میں انتشار زیادہ ہے اس لئے (ش) کے مُتَفَشِّیْ ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے اور باقی حروف کے مُتَفَشِّیْ ہونے پر اکثر علماء متفق نہیں۔

سوال: اِسْتِطَالَتْ کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِسْتِطَالَتْ کے لغوی معنٰی ہیں "لمبا ہونا، لمبائی چاہنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حرفِ مُسْتَطِیْل (یعنی ض) کے ادا میں شروع مخرج سے آخر تک (یعنی حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک) آواز کرامتدادِ رہتا ہے یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے پورے مخرج میں آواز جاری رہنے سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔

سوال: صِفَتِ اِسْتِطَالَتْ کتنے حرفوں میں پائی جاتی ہے؟

جواب: یہ صفت صرف (ض) میں پائی جاتی ہے۔

سوال: حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک آواز کا دراز ہونا استطالت ہے گویا

(ض) کا مخرج لمبا ہے اس لحاظ سے تو لام کا مخرج بھی لمبا ہے یعنی لام بیک وقت دو طرف کے کنارہائے زبان معرَأسِ لِسان اور ضَاحِکَیْنِ، نَابَیْنِ، رَبَاعِیَتَیْنِ اور ثَنَایَاعُلْیَا کے مسوڑھوں سے نکلتا ہے اس وجہ سے لام کے مخرج کو تمام مخارج میں وسیع ترین کہا گیا ہے پس کیا وجہ ہے کہ صِفَتِ اِسْتِطَالَتْ (ض) میں تو پائی گئی ہے مگر لام میں نہیں ہے حالانکہ اس کا مخرج زیادہ لمبا معلوم ہوتا ہے؟

جواب: لام کے مخرج کی تعریف سے مخرج کا لمبا ہونا تو ظاہر ہے لیکن یہ لمبائی نیم دائرے کی شکل میں ہے کیونکہ زبان کا کنارہ نیم دائرے کی شکل میں ہے لہٰذا مخرج کی لمبائی آواز کے بہاؤ کی سمت میں نہیں بلکہ اس کی چوڑائی میں ہے اس لئے مخرج کی لمبائی آواز کی لمبائی اور درازی کو لازم نہیں۔ پس (ض) کے مخرج کے دراز ہونے کی وجہ صفت اِسْتِطَالَتْ ہے جو (ض) میں تو پائی گئی مگر لام میں نہیں ہے۔

سوال: اِسْتِطَالَتْ اور مدہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: (ض) کی آواز کی درازی مخرج ہی میں محدود ہے اور حروف مدہ کی درازی اُن کی ذات اور آواز دونوں میں ہوتی ہے اسی لئے وہ قصر، توسط، طول تمام مقداروں کو قبول کر لیتے ہیں۔

سوال: اِسْتِطَالَتْ اور تَفَشِّیْ میں کیا فرق ہے؟

جواب: اِسْتِطَالَتْ کی درازی صرف طولاً ہے نہ کہ عرضاً بھی اور تَفَشِّیْ کی درازی طول وعرض دونوں میں اور پورے منہ میں ہے نہ کہ صرف اپنے مخرج میں۔

سوال: نون اور میم میں صفتِ غنہ پائی جاتی ہے اسی طرح واؤ اور یاء مدہ میں صفتِ مدیت پائی جاتی ہے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کیوں نہیں بیان فرمایا؟

جواب: صفتِ غنہ نون اور میم میں اور صفتِ مدیت واؤ اور یاء مدہ میں ایسی لازمی صفتیں ہیں کہ ان کے بغیر یہ حروف ادا ہی نہیں ہو سکتے جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے پس اسی شدتِ التزام اور شہرت کی وجہ سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیان نہیں فرمایا۔

سوال: مذکورہ تمام صفات میں سے قوی صفات کونسی ہیں اور ضعیف کونسی؟

جواب: صفاتِ مُتَضَادَّہ میں سے جَھر، شِدَّت، اِسْتِعْلَاء، اِطْبَاق اور اِصْمَات قَوِیَّہ ہیں اور باقی (یعنی ھَمْس، رِخْوَت، اِسْتِفَال، اِنْفِتَاح، اِذْلَاق) ضعیف ہیں اور توسُّط درمیانی صفت ہے اور غیر مُتَضَادَّہ میں سے لِین ضعیف ہے اور باقی (یعنی صَفِیْر، قَلْقَلَہ، اِنْحِرَاف، تَکْرِیْر، تَفَشِّی، اِسْتِطَالَت اور غُنَّہ اور مَدِّیَّت) قوی ہیں۔

سوال: صفاتِ قَوِیَّہ کے دَرَجَات کیا ہیں؟

جواب: صفاتِ قَوِیَّہ میں سے پہلا درجہ قَلْقَلَہ کا ہے اس کے بعد شِدَّت کا پھر جَھر کا پھر باقی صفات کا دَرَجَہ ہے اور اِسْتِعْلَاء مَعَ الْاِطْبَاق کا درجہ اِسْتِعْلَاء بِلَا اِطْبَاق سے زائد اور قوی ہے۔

سوال: کیا صفات کی وجہ سے حُروف بھی قوی اور ضعیف ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! حرفوں کے قوی اور ضعیف ہونے میں صفات بہت اہم کردار کی حامل ہیں چنانچہ حرف میں جتنی صفتیں قوت کی ہوں گی اُتنا ہی حرف قوی ہوگا اور جتنی صفتیں ضعف کی ہوں گی اُتنا ہی حرف ضعیف ہوگا اور اگر دونوں قسم کی صفات برابر ہوں تو وہ حرف متوسط ہوگا۔

سوال: قوی اور ضعیف صفات کے لحاظ سے حُروف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: قوی اور ضعیف صفات کے لحاظ سے حُروف کی پانچ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

① اَقْوٰی حُرُوْف: یعنی وہ حُروف جن میں تمام صفتیں قوی ہوں اور ضعیف صفات میں سے کوئی بھی نہ ہو یا ایک صفت ضعیف ہو اور باقی تمام صفات قوی ہوں ایسے حُروف چار ہیں اور وہ یہ ہیں: ض، ط، ظ، ق۔

② قَوِی حُرُوْف: یعنی وہ حُروف جن میں قوی صفات زیادہ ہوں اور ضعیف صفات کم، مگر یہ ضعیف صفات کم از کم دو ہوں اور ایسے حُروف پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں: ج، د، ص، غ، ء۔

③ مُتَوَسِّط حُرُوْف: یعنی وہ حُروف جن میں قوی اور ضعیف صفات دونوں برابر ہوں

ایسے حروف سات ہیں اور وہ یہ ہیں: الف، ب، ز، ع، واؤ مدہ، یاء مدہ۔

④ضَعِیْف حُرُوْف: یعنی وہ حروف جن میں ضعیف صفات زیادہ ہوں اور قوی صفات کم ہوں مگر یہ قوی صفات کم از کم دو ہوں اور ایسے حروف گیارہ ہیں اور وہ یہ ہیں: ت، خ، ذ، س، ش، ک، ل، م، ن، واؤ لین اور واؤ متحرک، یائے لین اور یائے متحرک۔

⑤اَضْعَف حُرُوْف: یعنی وہ حروف جن میں تمام صفات ضعیف ہوں اور قوی صفات میں سے کوئی بھی نہ ہو یا ایک صفت قوی ہو اور باقی تمام صفتیں ضعیف ہوں ایسے حروف چار ہیں اور وہ یہ ہیں: ث، ح، ف، ہ۔

سوال: کسی حرف کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اوّلاً (بشمول تَوَسُّط) گیارہ صفاتِ متضادہ میں سے چھ صفات یعنی ھَمْس، تَوَسُّط، شِدَّت، اِسْتِعْلَاء، اِطْبَاق اور اِذْلَاق کے حرفوں کے مجموعہ جات کو خوب یاد کرلو پھر انتیس حرفوں میں سے جس حرف کی صفات معلوم کرنی ہوں اگر وہ حرف ان مجموعہ جات میں ہے تو سمجھو کہ اس حرف میں بھی صفات پائی گئیں ہیں اور اگر وہ حرف اُن مجموعہ جات میں نہ ہو تو اُن کی مقابل صفتوں میں ضرور ہوگا۔ ثانیاً: صفاتِ غَیْرِ مُتَضَادَّہ کے حروف کو معلوم کرلو جو کہ کل چودہ یا (بشمول نون و میم مخفی اور تین حروفِ مدہ کے) انیس حرف ہیں پس ان چودہ یا انیس حرفوں میں پائی جانے والی سات یا (بشمول غنہ اور مدیت کے) نو صفات کو شامل کرلو اور بس۔

سوال: ہر حرف کی صفات معلوم کرنے کی کچھ مشق بھی کرادیں تا کہ یہ طریقہ اچھی طرح ہمارے ذہن نشین ہو جائے؟

جواب: بہت اچھا ہم ذیل میں چند حرفوں کو بطور مثال ذکر کر کے اُن کی صفات معلوم کرنے کی مشق کرا دیتے ہیں توجہ سے پڑھو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ مثلاً (ب) ہی کو لے لو غور کرو کہ باء حروفِ مَهْمُوْسَہ کے مجموعہ (فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتْ) میں نہیں ہے

اس لئے باء میں هَمْسْ تو نہیں پائی جائے گی لیکن هَمْسْ کی ضد جَهْرْ ضرور پائی جائے گی اسی طرح دوسرے جوڑے شِدَّتْ، رِخْوَتْ (تَوَسُّطْ) میں سے حُروفِ شَدِیْدَہْ کے مجموعہ (اَجِدُكَ قَطَبْتَ) میں (ب) ہے اس لئے (ب) میں جَهْرْ کے ساتھ شِدَّتْ بھی پائی گئی ہے اور اس کی ضدیں یعنی رِخْوَتْ اور تَوَسُّطْ نہیں پائی جائیں گی اور ایسے ہی تیسرے جوڑے اِسْتِعْلَاءْ اور اِسْتِفَالْ میں سے حُروفِ مُسْتَعْلِیَہْ کے مجموعہ (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) میں (ب) نہیں ہے اس لئے باء میں اِسْتِعْلَاءْ تو نہیں پائی جائے گی لیکن اِسْتِعْلَاءْ کی ضد اِسْتِفَالْ ضرور پائی جائے گی اور چوتھے جوڑے اِطْبَاقْ و اِنْفِتَاحْ میں سے حُروفِ مُطْبِقَہْ میں (ب) نہیں ہے اس لئے (ب) میں اِطْبَاقْ تو نہیں پائی جائے گی لیکن اِطْبَاقْ کی ضد اِنْفِتَاحْ ضرور پائی جائے گی اور پانچویں جوڑے اِذْلَاقْ و اِصْمَاتْ میں سے حُروفِ مُذْلِقَہْ کے مجموعہ (فَرَّمِنْ لُبٍّ) میں (ب) ہے اس لئے اس میں اِذْلَاقْ پائی جائے گی اور اس کی ضد اِصْمَاتْ نہیں پائی جائے گی اور چونکہ صفاتِ غَیْرْ مُتَضَادَّہْ میں سے حُروفِ قَلْقَلَہْ کے مجموعہ (قُطْبُ جَدٍّ) میں (ب) ہے اس لئے اس میں صَفَتِ قَلْقَلَہْ پائی جائے گی پس (ب) میں یہ چھ صفات پائی جاتی ہیں ① جَهْرْ ② شِدَّتْ ③ اِسْتِفَالْ ④ اِنْفِتَاحْ ⑤ اِذْلَاقْ ⑥ قَلْقَلَہْ۔

اور (ح) چونکہ حُروفِ مَهْمُوْسَہْ کے مجموعہ (فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ) میں ہے اس لئے (ح) میں هَمْسْ تو پائی جائے گی لیکن هَمْسْ کی ضد جَهْرْ نہیں پائی جائے گی اور اسی طرح دوسرے جوڑے شِدَّتْ، رِخْوَتْ (تَوَسُّطْ) میں سے (ح) حُروفِ شَدِیْدَہْ کے مجموعہ (اَجِدُكَ قَطَبْتَ) میں نہیں ہے اور حُروفِ مُتَوَسِّطَہْ کے مجموعہ (لِنْ عُمَرْ) میں بھی نہیں ہے اس لئے (ح) میں شِدَّتْ اور تَوَسُّطْ تو نہیں پائی جائیں گی لیکن ان کی ضد رِخْوَتْ ضرور پائی جائے گی اور تیسرے جوڑے اِسْتِعْلَاءْ و اِسْتِفَالْ میں سے (ح) حُروفِ مُسْتَعْلِیَہْ کے مجموعہ (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) میں نہیں ہے اس لئے (ح) میں اِسْتِعْلَاءْ تو نہیں پائی

جائے گی لیکن اِسْتِعْلَاءْ کی ضد اِسْتِفَالْ ضرور پائی جائے گی اور چوتھے جوڑے اِطْبَاقْ و اِنْفِتَاحْ میں سے (ح) حُروفِ مُطْبِقَۃْ میں نہیں ہے اس لئے (ح) میں اِطْبَاقْ تو نہیں پائی جائے گی لیکن اِطْبَاقْ کی ضد اِنْفِتَاحْ ضرور پائی جائے گی اور پانچویں جوڑے اِذْلَاقْ و اِصْمَاتْ میں سے (ح) حُروفِ مُذْلِقَۃْ کے مجموعہ (فِرَّ مِنْ لُبِّ) میں نہیں ہے اس لئے (ح) میں اِذْلَاقْ تو نہیں پائی جائے گی لیکن اِذْلَاقْ کی ضد اِصْمَاتْ ضرور پائی جائے گی رہی صفاتِ غیر متضادہ؟ سو اُن میں سے کوئی بھی صفت (ح) میں نہیں پائی گئی۔ پس (ح) میں پانچ صِفَتَیں (یعنی هَمْسْ، رِخْوَتْ، اِسْتِفَالْ، اِنْفِتَاحْ، اِصْمَاتْ) پائی جاتی ہیں اسی طرح باقی حرفوں کو بھی سمجھ لو اور الف سے یاء تک کے تمام حرفوں میں غور کر کے ان کی صفات نکالنے کی مشق کرو۔

نقشہ برائے صفات لازمہ

حروف تہجی	مخرج نمبر	صفات لازمہ متضادہ					غیر متضادہ		درجہ
ا	1	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	مدیت	-	متوسط
ب	16	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اذلاق	قلقلہ	-	متوسط
ت	12	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	ضعیف
ث	13	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	اضعف
ج	7	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ	-	قوی
ح	3	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	اضعف
خ	4	ہمس	رخوت	استعلاء	استفال	اصمات	-	-	ضعیف
د	12	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ	-	قوی
ذ	13	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	ضعیف

ر	11	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف	تکریر	متوسط
ز	14	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر	-	متوسط
س	14	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر	-	ضعیف
ش	7	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	تفشی	-	ضعیف
ص	14	ہمس	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	صفیر	-	قوی
ض	8	جہر	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	استطالہ	-	اقوی
ط	12	جہر	شدت	استعلاء	اطباق	اصمات	قلقلہ	-	اقوی
ظ	13	جہر	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	-	-	اقوی
ع	3	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	متوسط
غ	4	جہر	رخوت	استعلاء	انفتاح	اصمات	-	-	قوی
ف	15	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اذلاق	-	-	اضعف
ق	5	جہر	شدت	استعلاء	انفتاح	اصمات	قلقلہ	-	اقوی
ک	6	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	ضعیف
ل	9	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف	-	ضعیف
م	16	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنہ	-	ضعیف
ن	10	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنہ	-	ضعیف
و متحرک	16	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	ضعیف
واؤ لین	16	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین	-	ضعیف
واؤ مدہ	1	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	مدیت	-	ضعیف
ہ	2	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	اضعف
ء	2	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	قوی

ی متحرک	7	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	-	-	ضعیف
ی لین	7	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین	-	ضعیف
ی مدہ	4	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	مدیت	-	متوسط

سوال: صِفاتِ لازمہ مُتضادّہ اور صِفاتِ لازمہ غیر مُتضادّہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: جاننا چاہئے کہ صِفاتِ لازمہ مُتضادّہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں رہتا بلکہ جتنے حروف ہیں ہر حرف پر مقابل صِفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صِفت صادق آئے گی (مثلاً اگر هَمْس نہیں پائی جائے گی تو اس کی ضد جَهْر ضرور پائی جائے گی اسی طرح اگر شِدَّت نہیں پائی جائے گی تو اس کی ضد رِخْوَت ضرور پائی جائے گی) اور صِفاتِ غیر مُتضادّہ (سب حرفوں میں نہیں بلکہ) بعض حروف میں ہوں گی اور بعض میں نہ ہوں گی۔

سوال: جس طرح هَمْس کی ضد جَهْر اور شِدَّت کی ضدِ رِخْوَت ہے اسی طرح تَفَشِّی کی ضد عَدَمِ تَفَشِّی اور اِسْتِطَالَت کی ضد عَدَمِ اِسْتِطَالَت ہے اور یہ دونوں ضدیں مل کر سب حرفوں کو شامل ہو گئیں پھر صِفاتِ مُتضادّہ وغیر مُتضادّہ میں کیا فرق رہا؟

جواب: یہ تو صحیح ہے مگر صِفاتِ مُتضادّہ میں ہر صفت کی ضد کا کچھ نہ کچھ نام بھی تھا (جیسا کہ هَمْس کی ضد کا نام جَهْر اور اِذْلاق کی ضد کا نام اِصْمَات وغیرہ) اور ان دونوں ناموں میں سے ہر حرف پر کوئی نہ کوئی نام صادق آتا ہے (مثلاً فلاں فلاں حروف مَهْمُوسَة ہیں اور فلاں فلاں حروف مَجْهُورَة اسی طرح فلاں فلاں حروف مُذْلَقَة اور فلاں فلاں حروف مُصْمَتَة وغیرہ) اور چونکہ یہاں ضد کا نام نہیں اس لئے اس ضد کے صادق آنے کا اعتبار نہیں کیا گیا دونوں صفات میں یہ فرق ہوا۔

سوال: کیا کوئی شخص محض کتاب سے حروف کے مخارج وصفات وغیرہ پڑھ کر قاری بن سکتا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں! بلکہ اس میں ماہر مشاق اُستاد کی ضرورت ہے۔

سوال: اگر ایسا اُستاد میسر نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جب تک ایسا اُستاد میسر نہ ہو بالکل کورا ہونے سے کتابوں ہی سے کام چلانا غنیمت

ہے (تا کہ اگر عمل نہیں تو کم از کم علم سے محروم نہ رہے)۔

سوال: حرفِ مُخْتَرَع کسے کہتے ہیں؟

جواب: عربی حرف کی جگہ غیر عربی حرف پڑھنے کو حرفِ مُخْتَرَع کہتے ہیں جیسے "ب" کی جگہ "پ" اور "ج" کی جگہ "چ" پڑھنا وغیرہ۔

سوال: اگر تلاوت کے دوران کسی حرف کی کمی بیشی ہوجائے یا کوئی حرف مُخْتَرَع بن جائے تو کیا کرے؟

جواب: چونکہ ایسی غلطی سے بعض دفعہ نماز بھی جاتی رہتی ہے اس لئے اگر ایسی غلطی ہوجائے تو خاص اُس موقع سے اطلاع دے کر کسی مُعْتَبَرْ عالم سے مسئلہ پوچھ لینا ضروری ہے اسی طرح زبر، زیر، پیش یا گھٹاؤ بڑھاؤ کی غلطیوں کا بھی یہی حکم ہے جن کی مثالیں دوسرے لمعہ میں مذکور ہیں اُن کو بھی عالم سے پوچھ لیا کریں۔

سوال: فن تجوید کا اصلی مقصود کیا ہے؟

جواب: حُروف کے مخارج اور صفاتِ لازمہ میں کوتاہی ہونے سے جو غلطیاں ہوتی ہیں فن تجوید کا اصلی مقصود انہیں غلطیوں سے بچنا ہے اور اِسی واسطے مخارج اور صفات کا بیان سب قاعدوں سے مُقَدَّم کیا گیا ہے اب آگے (چھٹے لمعہ سے) جو صفاتِ مُحَسِّنَہ کے متعلق قاعدے آئیں گے وہ اس مقصودِ مذکور سے دوسرے دَرَجَہ پر ہیں لیکن اب عام طور سے اُن دوسرے دَرَجَہ کے قاعدوں کی رعایت اُس اصلی مقصود سے زیادہ کی جاتی ہے۔

سوال: فن تجوید کے اصلی مقصود کے مقابلے میں اُن دوسرے دَرَجَہ کے قاعدوں کی رعایت زیادہ کیوں کی جاتی ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن قاعدوں سے نغمہ خوش نما ہوجاتا ہے اور لوگ نغمہ ہی کا زیادہ خیال کرتے ہیں اور مخارج وصفاتِ لازمہ کو نغمہ میں کوئی دخل نہیں اس لئے اُن کی طرف توجہ کم کرتے ہیں۔

سوال: مصنف ﷫ نے فائدہ نمبر ۵ میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: (مصنف ﷫ نے فائدہ نمبر ۵ میں تجوید اور تصحیح قرآن کے متعلق (افراط وتفریط

دونوں ہی سے کنارہ کش اور باز رہنے اور میانہ روی قائم کرنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں) جس طرح یہ بے پروائی کی بات ہے کہ تجوید میں کوشش نہ کرے، اُسی طرح یہ بھی زیادتی ہے کہ تھوڑے سے قاعدے یادکر کے اپنے کو کامل سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر اور اُن کی نمازوں کو فاسد جاننے لگے، یا کسی کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھے، محقق عالموں نے عام مسلمانوں کے گناہ گار ہونے کا اور اُن کی نمازوں کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا، اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا اُن علماء کا کام ہے جو قراءات کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر بھی نظر رکھتے ہیں، اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے لمعہ میں دیکھ لو۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیوں فرمایا کہ اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا اُن علماء کا کام ہے جو قراءات کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر بھی نظر رکھتے ہیں؟

جواب: کیونکہ اگر محض قاری ہی ہے اور فقہ اور حدیث پر نظر نہیں ہے تو ذرا ذرا سی غلطی پر نماز کے فاسد ہونے کا حکم لگائے گا اور اگر فقہ اور حدیث پر نظر تو ہے لیکن قراءات نہیں جانتا تو بڑی بڑی غلطیوں کو بھی غلطی نہیں سمجھے گا اور قرآن مجید کے کھلا غلط پڑھے جانے پر بھی نماز کے فاسد ہونے کا حکم نہیں لگائے گا اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا اُن علماء کا کام ہے جو قراءات کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر بھی نظر رکھتے ہیں اور یہ بہت عمدہ فیصلہ ہے۔

سوال: پانچویں لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے پانچویں لمعہ میں صِفَاتُ الْحُرُوْف کو بیان فرمایا ہے۔ ❁ جن کیفیتوں سے حُروف ادا ہوتے ہیں اُن کیفیتوں کو صفات کہتے ہیں۔ ❁ صفت کی دو قسمیں ہیں: ① لَازِمَۃٌ: جس کے ادا نہ ہونے سے حرف حرف نہ رہے یا ناقص ادا ہو اور یہ کل سترہ ہیں۔ ② عَارِضَۃٌ: جس کے ادا نہ ہونے سے حرف تو وہی رہے مگر اُس کا حسن وزینت نہ رہے۔ ❁ صفات لَازِمَۃٌ کی دو قسمیں ہیں: ① لَازِمَۃٌ متضادہ: جو ایک دوسرے کی ضد بننے والی ہوں ایسی صفات دس ہیں جو پانچ پانچ کی

ضد ہیں اس لئے اِن کے پانچ جوڑے بنتے ہیں ایک صفت (توسط) فرعی ہے جو مستقل نہیں پھر ان میں سے ہر حرف پانچ صفتوں کے ساتھ ضرور متصف ہوگا۔ ② لَازِمَہ غیر متضادّہ: جو ایک دوسرے کی ضد بننے والی نہ ہوں ایسی صفات کل سات (یا بشمول غنہ اور مدیت کے نو) ہیں۔

صفاتِ لازِمَہ متضادّہ کی تفصیل: ۞ پہلا جوڑا: ① ھَمْسْ یعنی آواز کا پست اور کمزور ہونا اور سانس کا جاری رہنا اِس کے دس حُروف ہیں جو فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔ ② جَھْرْ یعنی آواز کا قوی اور بلند ہونا اور سانس کا بند ہونا اِس کے انیس حُروف ہیں جو دس مَھْمُوْسَہْ کے علاوہ ہیں۔ ۞ دوسرا جوڑا: ① شِدَّتْ یعنی آواز کا سخت اور فوراً بند ہونا اِس کے آٹھ حُروف ہیں جو اَجِدُكَ قَطَبْتَ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔ ② تَوَسُّطْ یعنی آواز کا درمیانہ ہونا کہ نہ سخت و بند ہو اور نہ نرم و جاری ہو اِس کے پانچ حُروف ہیں جو لِنْ عُمَرْ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔ ③ رِخْوَتْ یعنی آواز کا نرم و جاری ہونا اِس کے سولہ حُروف ہیں جو آٹھ شَدِیْدَہ اور پانچ مُتَوَسِّطَہْ کے علاوہ ہیں۔ ۞ تیسرا جوڑا: ① اِسْتِعْلَاء یعنی زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند ہونا اِس کے سات حُروف ہیں جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔ ② اِسْتِفَالْ یعنی زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند نہ ہونا اِس کے بائیس حُروف ہیں جو سات مُسْتَعْلِیَہْ کے علاوہ ہیں۔ ۞ چوتھا جوڑا: ① اِطْبَاقْ یعنی زبان کے بیچ کا تالو سے مُلْصَقْ ہونا اِس کے چار حُروف ہیں اور وہ یہ ہیں: ص، ض، ط، ظ۔ ② اِنْفِتَاحْ: یعنی زبان کے بیچ کا تالو سے جدا رہنا اِس کے پچیس حُروف ہیں جو چار مُطْبِقَہْ کے علاوہ ہیں۔ ۞ پانچواں جوڑا: ① اِذْلَاقْ یعنی حُروف کا آسانی اور جلدی سے ادا ہونا اِس کے چھ حُروف ہیں جو فَرَّ مِنْ لُبٍّ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔ ② اِصْمَاتْ یعنی حُروف کا مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہونا اِس کے تیئیس حُروف ہیں جو چھ مُذْلِقَہْ کے علاوہ ہیں۔

صفاتِ غیر متضادّہ کی تفصیل: ① صَفِیْرْ یعنی آواز کا تیز مثل سیٹی کے نکلنا اِس کے تین حروف

ہیں اور وہ یہ ہیں: ص، ز، س۔ ⑦ قَلْقَلَہ یعنی مخرج میں قوت اور سختی کے ساتھ حرکت دینا اس کے پانچ حروف ہیں جو قُطْبُ جَدٍّ کے مجموعہ میں جمع ہیں۔ ⑧ لِیْن یعنی حروف کا لطافت اور نرمی سے ادا ہونا اس کے دو حروف ہیں واؤ ساکن اور یاء ساکن، جبکہ ان سے پہلے فتحہ ہو جیسے خَوْفٌ ○ ضَیْفٌ ○ ⑨ اِنْحِرَاف یعنی لام کا راء کی طرف اور راء کا لام کی طرف مائل ہونا۔ ⑩ تَکْرِیْر یعنی راء کے ادا کرتے وقت آواز میں تکرار کی مشابہت پیدا کرنا۔ ⑪ تَفَشِّی یعنی شین کے ادا کرتے وقت آواز کا منہ کے اندر پھیل جانا۔ ⑫ اِسْتِطَالَت یعنی ضاد کے ادا کرتے وقت پورے مخرج میں آواز کو امتداد رہنا۔

❁❁❁❁❁❁

چھٹا لمعہ

صفات مُحَسِّنَہ، مُحَلِّیَہ مُحَلِّیَہ کے حرفوں کے بیان میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چھٹے لمعہ میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ چھٹے لمعہ سے صفات عَارِضَہ کا بیان شروع فرما رہے ہیں مگر یہ ملحوظ رہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس لمعہ میں صفات عَارِضَہ بیان نہیں فرمائیں بلکہ اُن کے متعلق صرف ایک ضروری تمہید ہی بیان فرمائی ہے جس میں اُن کو عَارِضَہ کہنے کی وجہ اور یہ کہ یہ صفات کتنے اور کون کونسے حرفوں میں ہیں، اور اُن حرفوں کی کن کن حالتوں میں پائی جاتی ہیں؟ اس قسم کی چیزیں بیان فرمائی ہیں، رہی خود صفات عَارِضَہ اور اُن کی پوری تفصیل؟ سو یہ چیزیں ساتویں لمعہ سے بارہویں لمعہ تک کے چھ لمعوں میں آرہی ہیں۔

سوال: صفتِ عارضہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وہ صفت جو اگر ادا نہ ہو تو حرف تو وہی رہے مگر اُس کا حسن و زینت نہ رہے ایسی صفت کو مُحَسِّنَہ، مُزَیِّنَہ، مُحَلِّیَہ، مُحَلِّیَہ، عَارِضَہ کہتے ہیں۔

سوال: صفاتِ لَازِمَہ کو صفاتِ عَارِضَہ سے پہلے کیوں بیان کیا جاتا ہے؟

جواب: جیسا کہ دوسرے لمعہ میں یہ بات آپ پڑھ چکے ہیں کہ صفاتِ لَازِمَہ کی غلطی لحن جلی ہے جو کہ حرام ہے اور صفاتِ عَارِضَہ کی غلطی لحن خفی ہے جو کہ مکروہ ہے پس حرام سے بچنا بہ نسبت مکروہ کے زیادہ اہم اور ضروری ہے اسی لئے صفاتِ لَازِمَہ کو صفاتِ عَارِضَہ سے پہلے بیان کیا جاتا ہے۔

سوال: صفاتِ لَازِمَہ اور صفاتِ عَارِضَہ میں کیا فرق ہیں؟

جواب: صفاتِ لَازِمَہ اور صفاتِ عَارِضَہ میں درج ذیل پانچ فرق ہیں:۔ ① صفاتِ لَازِمَہ حروف میں ہمیشہ اور ہر حال میں پائی جاتی ہیں جبکہ صفاتِ عَارِضَہ حروف میں کبھی پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں۔ ② صفاتِ لَازِمَہ اگر ادا نہ ہوں تو حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے یا ناقص ادا ہوتا ہے جبکہ صفاتِ عَارِضَہ اگر ادا نہ ہوں تو حرف تو وہی رہتا ہے مگر اس کا حسن وزینت نہیں رہتا۔ ③ صفاتِ لَازِمَہ کی غلطی لحن جلی ہے جو کہ حرام ہے جبکہ صفاتِ عَارِضَہ کی غلطی لحن خفی ہے جو کہ مکروہ ہے۔ ④ صفاتِ لَازِمَہ بغیر کسی سبب کے پائی جاتی ہیں جبکہ صفاتِ عَارِضَہ کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہوتا ہے۔ ⑤ صفاتِ لَازِمَہ تمام حرفوں میں پائی جاتی ہیں جبکہ صفاتِ عَارِضَہ صرف (اَوْیَرْمَلَانْ کے) آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہیں۔

سوال: صفاتِ عَارِضَہ کیا کیا ہیں؟

جواب: صفاتِ عَارِضَہ یہ ہیں:۔ ① تفخیم ② ترقیق ③ غنہ زمانی ④ ادغام ⑤ اقلاب ⑥ اخفاء ⑦ مدفرعی ⑧ تسہیل ⑨ ابدال ⑩ حذف ⑪ اجتماع ساکنین ⑫ وقف ⑬ سکتہ ⑭ ہائے ضمیر ⑮ صلہ، مگر ادغام واخفاء کے ساتھ اظہار کا مدفرعی کے ساتھ قصر کا اور تسہیل وابدال کے ساتھ تحقیق کا ذکر بھی آئے گا لیکن یہ تینوں یعنی اظہار، قصر اور تحقیق صفاتِ عَارِضَہ نہیں بلکہ یہ حرفوں کی اصلی حالتیں ہیں اور صفتِ عَارِضَہ حرف کی عارضی حالت کو کہتے ہیں۔

سوال: صفاتِ عَارِضَہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: صفات عَارِضَہ کی تین قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① عَارِض بِالصِّفَت ② عَارِض بِالْحَرْف ③ عَارِض بِالْوَقْف۔

سوال: عَارِض بِالصِّفَت سے کیا مراد ہے؟

جواب: عَارِض بِالصِّفَت سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی صفتِ لَازِمَہ کے ملنے کی وجہ سے پیدا ہوں جیسے صفتِ اِسْتِعْلَاء کی وجہ سے الف اور لفظ اَللّٰہ کے لام کا موٹا ہونا مثلاً قَالَ، اَرَادَ اللّٰہُ وغیرہ اور کسرہ والی راء کا صفتِ اِسْتِفَال کی وجہ سے باریک ہونا جیسے رِجَالٌ مُّزْجٰی وغیرہ پس اِسْتِعْلَاء اور اِسْتِفَال تو صفات لَازِمَہ ہوئیں اور تفخیم و ترقیق صفات عَارِضَہ میں سے ہوئیں جو بعض حرفوں کو لاحق ہوتی ہیں۔

سوال: عَارِض بِالْحَرْف سے کیا مراد ہے؟

جواب: عَارِض بِالْحَرْف سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی حرف کے ملنے کی وجہ سے پیدا ہوں جیسے ادغام، اخفاء، اقلاب وغیرہ۔

سوال: عَارِض بِالْوَقْف سے کیا مراد ہے؟

جواب: عَارِض بِالْوَقْف سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی وقف کی وجہ سے پیدا ہوں جیسے وقف بالاسکان، وقف بالابدال، وقف بالاشمام اور وقف بالروم وغیرہ۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "جمال القرآن" میں کتنے حرفوں کی صفات عَارِضَہ کا ذکر فرمایا ہے؟

جواب: صرف آٹھ حروف ہیں جن میں مختلف حالتوں میں مختلف صفات کی رعایت ہوتی ہے وہ حروف یہ ہیں:۔ ① لام ② راء ③ میم ساکن و مشدد ④ نون ساکن و مشدد اور نون ساکن میں تنوین بھی داخل ہے کیونکہ وہ اگرچہ لکھنے میں نون نہیں ہے مگر پڑھنے میں نون ہے جیسے (باء) پر اگر دو زبر پڑھو تو ایسا ہوگا جیسے: بَنْ پڑھو۔ ⑤ الف جس سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے۔ ⑥ واؤ ساکن جبکہ اس سے پہلے پیش یا زبر ہو۔ ⑦ یاء ساکن جبکہ اس سے پہلے زیر یا زبر ہو دیکھو لمعہ نمبر ۲ مخرج نمبر ۱۔ ⑧ ہمزہ، اور ہمزہ کی حقیقت مخرج اول میں بیان کی گئی ہے۔

سوال: نون ساکن کسے کہتے ہیں اور تنوین کسے؟

جواب: نون ساکن وہ نون ہے جو مرسوم (یعنی لکھا ہوا) ہوتا ہے اور اُس پر حرکت نہیں پڑھی جاتی جیسے: مَنْ اٰمَنَ، مِنْۢ بَعْدِیْ، مِنْ رَّبِّهِمْ، اَفَمَنْ وغیرہ اور تنوین وہ نون ساکن ہے جو اسم کے آخر میں لاحق ہوتا ہے اور مرسوم (یعنی لکھا ہوا) نہیں ہوتا جیسے: رِجَالٌ، قُرَيْشٍ وغیرہ۔

سوال: نون ساکن اور تنوین میں کیا فرق ہیں؟

جواب: نون ساکن اور تنوین میں درج ذیل پانچ فرق ہیں: ① نون ساکن وصل اور وقف دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے جیسے: كُنْ وغیرہ اور نون تنوین صرف وصل میں پڑھا جاتا ہے اور وقف میں زبر کی تنوین الف سے بدل جاتی ہے جیسے: بَصِیْرًا ○ قَدِیْرًا ○ اور زیر اور پیش کی تنوین حذف ہو جاتی ہے جیسے: خَبِیْرٌ ○ نَصِیْرٍ ○ خَوْفٍ ○ وغیرہ۔ ② نون ساکن مرسوم (یعنی لکھا ہوا) ہوتا ہے مگر وَلَیَکُوْنًا (یوسف) اور لَنَسْفَعًا (علق) میں نون ساکن بشکل تنوین مرسوم (یعنی لکھا ہوا) ہے اور نون تنوین مرسوم (یعنی لکھا ہوا) نہیں ہوتا بلکہ اُس کی جگہ دو زبر، دو زیر، دو پیش کی علامت لکھی ہوئی ہوتی ہے البتہ لفظ كَاَیِّنْ میں نون تنوین بشکل نون ساکن مرسوم (یعنی لکھا ہوا) ہے۔ ③ نون ساکن کلمہ کے درمیان اور آخر دونوں جگہ آتا ہے جیسے: اَنْعَمْتَ، كُنْ وغیرہ اور نون تنوین ہمیشہ کلمہ کے آخر میں آتا ہے جیسے: كُفُوًا، اَحَدٌ وغیرہ۔ ④ نون ساکن کلمہ کی تینوں قسموں (اسم، فعل، حرف) میں ہوتا ہے (اسم کی مثال: اَلْاَنْهٰرُ، فعل کی مثال: يَنْهَوْنَ، حرف کی مثال: مَنْ، عَنْ وغیرہ) اور نون تنوین ہمیشہ اسم کے آخر میں ہوتا ہے (جیسے: رِجَالٌ وغیرہ)۔ ⑤ نون ساکن اصلی بھی ہوتا ہے (جیسے يَنْظُرُوْنَ وغیرہ) اور نون تنوین ہمیشہ زائد ہوتا ہے جیسے: اَحَدٌ وغیرہ۔

سوال: مذکورہ آٹھ حرفوں میں کتنی قسم کی صفات پائی جاتی ہیں؟

جواب: مذکورہ آٹھ حرفوں میں دو قسم کی صفات پائی جاتی ہیں۔

سوال: وہ دو قسم کی صفات کون کونسی ہیں؟

جواب: ایک قسم وہ: جو اُستاد کے پڑھانے ہی سے ادا ہوتیں ہیں اُن کے بیان کرنے کی

ضرورت نہیں مثلاً الف اور واؤ اور یاء اور ہمزہ کا کہیں ثابت رہنا (جیسے: قَالَتَا اُقْتُلُوا فِيْ اَنْفُسِكُمْ، قَالُوْا اٰمَنَّا وغیرہ) اور کہیں حذف ہو جانا (جیسے: تَجْرِيْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، فِي الْاَرْضِ، وَقَالُوا الْحَمْدُ وغیرہ)۔ دوسری قسم وہ: جو پڑھانے سے سمجھ میں نہیں آتیں خود ارادہ کرنا پڑتا ہے جیسے: پُر پڑھنا اور باریک پڑھنا اور غنہ کرنا یا نہ کرنا اور مد کرنا یا نہ کرنا۔

سوال: وہ صفات جو اُستاد کے پڑھانے سے ادا ہوتی ہیں اُن کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں نہیں؟

جواب: چونکہ اُن صفات کے سمجھنے کیلئے ہمزہ کی اقسام اور اُن کے احکام وغیرہ کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن کا محل عربیت کی کتابیں ہیں اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب ابتدائی طلبہ کیلئے تالیف فرمائی تھی، نیز یہ کہ طلبہ کو عام طور پر قاعدہ کے موافق ہی یاد ہوتا ہے اس لئے فرمایا اُن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ حقیقت میں تو اُن صفات کے قواعد بھی بیان کرنے پڑتے ہیں۔

سوال: چھٹے لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ● چھٹے لمعہ سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ صفاتِ عَارِضَۃ کا بیان شروع فرمار ہے ہیں۔

● صفاتِ عَارِضَۃ اُن صفات کو کہتے ہیں جو کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں اگر وہ ادا نہ ہوں تو حرف تو وہی رہے مگر اُس کا حسن وزینت نہ رہے۔

● یہ صفات صرف آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہیں جن کا مجموعہ اَوْيَرْمَلَانْ ہے۔

● اِن حرفوں میں جو صفاتِ عَارِضَۃ ہوتی ہیں وہ دو طرح کی ہیں ایک وہ جو استاد کے پڑھانے سے ادا ہوتی ہیں مثلاً الف اور واؤ اور یاء کا کہیں ثابت رہنا اور کہیں حذف ہو جانا اور ایک وہ جو استاد کے پڑھانے سے سمجھ میں نہیں آتیں خود ارادہ کرنا پڑتا ہے جیسے: پُر پڑھنا اور باریک پڑھنا اور غنہ کرنا یا نہ کرنا اور مد کرنا یا نہ کرنا۔

❁❁❁❁❁❁

ساتواں لمعہ

لام کے قاعدوں میں

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے "ساتویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے "ساتویں لمعہ" میں لفظِ اَللّٰہ کے لام کی تفخیم اور ترقیق کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

سوال: تفخیم وترقیق کے معنی اور اُن کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: تفخیم کے معنی "پُر پڑھنے کے ہیں" اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ حرف کو اس طرح ادا کیا جائے کہ اُس کی آواز سے منہ بھر جائے اور آواز قوی ہو۔ اور ترقیق کے معنی ہیں "باریک پڑھنا" اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ حرف کو اس طرح ادا کیا جائے کہ اُس کی آواز سے منہ نہ بھرے اور وہ پُر حرف کے مقابلے میں نحیف اور کمزور ہو، رہی صحیح ادائیگی؟ سو وہ استاد مشاق سے سننے اور اُس کے موافق مشق کرنے سے ہی آسکتی ہے۔

سوال: تفخیم کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: تفخیم کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① تفخیم مستقل اور دائمی۔ ② تفخیم غیر مستقل اور عارضی۔

سوال: تفخیم مستقل اور دائمی کتنے حرفوں میں ہوتی ہے؟

جواب: سات حروفِ مُسْتَعْلِيَة (یعنی خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) کی تفخیم مستقل اور دائمی ہے۔

سوال: تفخیم غیر مستقل اور عارضی کتنے حرفوں میں ہوتی ہے؟

جواب: لام، راء اور الف میں تفخیم غیر مستقل اور عارضی ہوتی ہے اور ان تینوں حرفوں کو شِبْهَۃ مُسْتَعْلِيَة کہتے ہیں۔

سوال: لام، راء اور الف کو شِبْهَۃ مُسْتَعْلِيَة کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ یہ تینوں حروفِ مُسْتَفِلَة میں سے ہونے کے باوجود بھی بعض حالتوں میں حروفِ مُسْتَعْلِيَة کی طرح پُر پڑھے جاتے ہیں اور شِبْهَۃ کا لغوی معنیٰ "مثل اور

مانند کے" ہے اور شِبْہُ مُسْتَعْلِیَۃ کا مطلب ہوا "حُروفِ مُسْتَعْلِیَۃ کی مانند"۔

سوال: مُسْتَعْلِیَۃ اور شِبْہُ مُسْتَعْلِیَۃ میں کیا فرق ہے؟

جواب: حُروفِ مُسْتَعْلِیَۃ ہمیشہ اور ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں اور اُن میں سے کوئی حرف بھی ایسا نہیں جو کسی حالت میں بھی مرقق (یعنی باریک) پڑھا جاتا ہو، چاہے وہ حُروفِ مُسْتَعْلِیَۃ مفتوح ہوں یا مضموم اور مکسور ہوں یا ساکن اس لئے کہ اُن کو اِسْتِعْلَاء لازم ہے جو کبھی اُن سے جدا نہیں ہوتی اور شِبْہُ مُسْتَعْلِیَۃ یعنی لام، راء اور الف ہمیشہ پُر نہیں پڑھے جاتے بلکہ بعض حالتوں میں پُر اور بعض حالتوں میں باریک پڑھے جاتے ہیں، پس اب ہم ان تینوں حرفوں کے متعلق ایک ایک کرکے یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کن حالتوں میں پُر پڑھا جاتا ہے اور کن حالتوں میں باریک؟

سوال: لام کس حالت میں پُر پڑھا جاتا ہے؟

جواب: لفظِ اَللّٰہ کا جو لام ہے اُس سے پہلے اگر زبر والا یا پیش والا حرف ہو تو اُس لام کو پُر کرکے پڑھیں گے جیسے: اَرَادَ اللّٰهُ، رَفَعَهُ اللّٰهُ اور اس پُر کرنے کو تفخیم کہتے ہیں۔

سوال: لام کس حالت میں باریک پڑھا جاتا ہے؟

جواب: اگر لفظِ اَللّٰہ کے لام سے پہلے زیر والا حرف ہو تو اُس لام کو باریک پڑھیں گے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ اور اس باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں۔

سوال: لفظِ اَللّٰہ کے سوا جو لام ہیں اُن کا حکم کیا ہے؟

جواب: لفظِ اَللّٰہ کے سوا جتنے لام ہیں سب باریک پڑھے جائیں گے جیسے مَا وَلّٰهُمْ اور كُلَّهُ۔

سوال: اَللّٰهُمَّ کے لام کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: اَللّٰهُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے جو اَللّٰہ میں ہے کیونکہ اس کے اول میں بھی یہی لفظ اَللّٰہ ہے (اور اَللّٰهُمَّ کی مثالیں یہ ہیں: مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ، قَالُوا اللّٰهُمَّ، قُلِ اللّٰهُمَّ پس پہلی دو مثالوں میں تو لام پُر ہوگا اور تیسری میں باریک)۔

سوال: لفظِ اَللّٰہ کے لام سے پہلے زبر یا پیش والا حرف ہو تو اُس لام کو پُر اور زیر والا حرف ہو تو باریک کیوں پڑھتے ہیں؟

جواب: زبر اور پیش اور تفخیم میں مناسبت ہے اس لئے زبر و پیش کے بعد لفظِ اَللّٰہُ کے لام کو بالاتفاق تمام قراء مفخم پڑھتے ہیں اور زیر اور تفخیم میں مناسبت نہیں اس لئے زیر کے بعد لفظِ اَللّٰہُ کے لام کو بالاتفاق تمام قراء مرقق (یعنی باریک) پڑھتے ہیں اور اللہ ﷻ کی عظمت و بزرگی دونوں حالتوں میں برقرار رہتی ہے۔

سوال: لفظِ اَللّٰہُ کے لام سے پہلے اگر کسرہ منفصلہ ہو جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ یا کسرہ عارضی ہو جیسے: قُلِ اللّٰهُمَّ تو لام باریک پڑھا جاتا ہے مگر جب راء سے پہلے کسرہ منفصلہ ہو جیسے: رَبِّ ارْجِعُوْنِ یا کسرہ عارضی ہو جیسے: ارْجِعِیْ تو راء باریک کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کسرہ ضعیف ہے جو راء کو اس کی اصل (یعنی تفخیم) سے پھیرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یاد رہے کہ راء میں تفخیم اصل ہے اور چونکہ لام میں ترقیق اصل ہے اس بنا پر اس کے لئے ضعیف کسرہ بھی ترقیق کا سبب بن جاتا ہے۔

سوال: راء ساکن سے پہلے اگر کسرہ منفصلہ یا کسرہ عارضی ہو تو راء اپنی اصل (یعنی تفخیم) سے نہیں پھرتی، لیکن کیا وجہ ہے کہ جب لفظِ اَللّٰہُ کے لام سے پہلے اگر فتحہ منفصلہ ہو جیسے: اَرَادَ اللّٰهُ یا ضمہ منفصلہ ہو جیسے: رَفَعَهُ اللّٰهُ تو لام اپنی اصل (یعنی ترقیق) سے پھر جاتا ہے حالانکہ یہ دونوں حرکات بھی منفصل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں؟

جواب: لام اپنی تفخیم والی صورتوں میں بذاتِ خود مفخم ہے نہ کہ یہ تفخیم خلافِ اصل ہے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے لام مفخم کو شِبْهُ مُسْتَعْلِیَة اور علامہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے مُسْتَعْلِیَة کہا ہے اور لام میں ترقیق اصل ہونے کا یہ مطلب لیا جائے کہ وہ اکثر حالتوں میں ترقیق سے پڑھا جاتا ہے اور راء میں تفخیم اصل ہونے کا یہ مطلب لیا جائے کہ وہ اکثر حالتوں میں تفخیم سے پڑھی جاتی ہے۔

سوال: ساتویں لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ● مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "ساتویں لمعہ" لفظِ اَللّٰہُ کے لام کی تفخیم اور ترقیق کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔ ● لفظِ اَللّٰہُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام سے پہلے اگر زبر یا پیش والا حرف ہو تو پُر پڑھیں گے جیسے: اَرَادَ اللّٰهُ، رَفَعَهُ اللّٰهُ، مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ.

قَالُوا اللّٰهُمَّ وغیرہ اور اگر اُس سے پہلے زیر والا حرف ہو تو اُس کو باریک پڑھیں گے جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ اور قُلِ اللّٰهُمَّ وغیرہ۔ ❁ اور لفظِ اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے سوا جتنے لام ہیں سب باریک پڑھے جائیں گے جیسے: مَا وَلّٰهُمْ اور كُلَّمَا وغیرہ۔

❁❁❁❁❁❁

آٹھواں لمعہ

راء کے قاعدوں میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "آٹھویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "آٹھویں لمعہ" میں راء کی تفخیم و ترقیق کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

سوال: راء کتنی صورتوں میں پُر اور کتنی صورتوں میں باریک پڑھی جاتی ہے؟

جواب: راء چھ صورتوں میں پُر پڑھی جاتی ہے اور پانچ صورتوں میں باریک۔

تفخیم راء کی چھ صورتیں

سوال: وہ چھ صورتیں جن میں راء پُر پڑھی جاتی ہے کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ چھ صورتیں یہ ہیں: ① راء پر زبر یا پیش ہو مشدد ہو یا مخفف (جیسے: رَبُّكَ، رُبَمَا، سِرًّا، فَفِرُّوْا) مُنَوَّن ہو (جیسے: مُنْذِرٌ) یا غیر مُنَوَّن، کلمہ کے شروع میں ہو (جیسے: رَزَقْكُمْ) یا درمیان میں ہو (جیسے: عَرَفُوْا) یا کلمہ کے آخر میں ہو (جیسے: اَلْقَمَرَ) نیز کھڑا زبر ہو (جیسے: اُخْرٰى) یا پڑا زبر (جیسے: اَجْرَمُوْا) یا سیدھا پیش ہو (جیسے: رُزِقُوْا) یا اُلٹا پیش ہو (اُلٹے پیش کی مثال تادمِ تحریر باوجود تلاش کرنے کے نہیں ملی)۔ ② راء ساکن ہو اور اُس سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو عام ہے کہ یہ سکون اصلی اور لازمی ہو (جیسے: بَرْقٌ، يُرْزَقُوْنَ وغیرہ) یا عارضی ہو (یعنی وقف کے سبب سے ہو جیسے: لِلْبَشَرِ ۝ اور بِالنُّذُرِ ۝ وغیرہ) یا وصلی و لازمی اور وقفی دونوں طرح کا ہو (جیسے: فَلَا تَقْهَرْ ۝ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وغیرہ) یا مشدد وقفی ہو (جیسے: اَلْمَفَرُّ ۝ اَلْمُسْتَقَرُّ ۝ وغیرہ) نیز ضمہ والی راء پر خالص اسکان سے وقف

کریں خواہ اسکان مع الاشمام سے۔ ③ راء ساکن سے پہلے والے حرف پر کسرہ عارضی ہو جیسے: اِرْجِعِیْ، اِرْحَمْهُمَا وغیرہ۔ ④ راء ساکن سے پہلے والے حرف پر کسرہ منفصلہ (یعنی کسرہ دوسرے کلمہ میں) ہو عام ہے کہ وہ کسرہ اصلی منفصل ہو جیسے: رَبِّ ارْجِعُوْنِ وغیرہ یا عارضی منفصل جیسے: اَلَّذِی ارْتَضٰی، اَمِ ارْتَابُوْا، اِنِ ارْتَبْتُمْ وغیرہ۔ ⑤ کسرہ کے بعد والی رائے ساکنہ کے بعد حروفِ مُسْتَعْلِیَۃ میں سے کوئی حرف مفتوح اُسی کلمہ میں ہو جس کلمہ میں راء ہے جیسے: قِرْطَاسٍ، اِرْصَادًا، كَانَتْ مِرْصَادًا، لَبِالْمِرْصَادِ، فِرْقَةٍ تمام قرآن میں اس قاعدہ کے بھی پانچ لفظ پائے گئے ہیں۔ ⑥ راء ساکن ہو اور اس سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہو (بشرطیکہ وہ یائے ساکنہ نہ ہو) اور اُس سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو (جیسے: لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ یُکُمُ الْعُسْرَ ۝ اَلْاَنْهٰرُ ۝ اَلْاُمُوْرُ ۝ وغیرہ) یہ راء وقف بالاسکان اور وقف بالاشمام کی حالت میں پُر ہوگی اور وقف بالروم اور وصل کی حالت میں اُس کی اپنی حرکت کا اعتبار کر کے پُر یا باریک پڑھیں گے۔

راء کی تفخیم کے متعلق کچھ سوالات اور اُن کے جوابات

سوال: راء کو فتحہ اور ضمہ کی حالتوں میں تفخیم سے ہی کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: اس لئے کہ فتحہ منہ اور آواز کے سیدھا کھلنے سے ادا ہوتا ہے اور ضمہ دونوں ہونٹوں کے گول ہونے سے جبکہ تفخیم کا تعلق بھی زبان کے تالو کی طرف بلند ہونے سے ہے لہٰذا ان دونوں حرکات کے مناسب تفخیم ہی ہوئی۔

سوال: راء مشددہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: راء مشددہ حکم میں ایک راء کے ہوتی ہے پس خود اُس کی اپنی حرکت کا اعتبار کر کے اُس کو پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے: بِرًّا کی راء کو پُر پڑھیں گے (اس لئے کہ راء پر زبر ہے) اور خُذِّرِیْ کی راء کو باریک (اس لئے کہ راء پر زیر ہے)۔

سوال: راء ساکن سے پہلے کسرہ عارضہ یا کسرہ منفصلہ ہو تو راء کو باریک کیوں نہیں پڑھا جاتا؟

جواب: اسلئے کہ یہ کسرہ ضعیف ہے جو راء کو اُس کی اصل (یعنی تفخیم) سے پھیرنے کی طاقت

نہیں رکھتا کیونکہ راء میں تفخیم اصل ہے، پس راء کی ترقیق کیلئے قوی سبب درکار ہے۔

سوال: قِرْطَاسٍ، اِرْصَادًا، كَانَتْ مِرْصَادًا، لَبِالْمِرْصَادِ، فِرْقَةٍ میں راء ساکن سے پہلے کسرہ اصلی ہونے کے باوجود راء کو ترقیق سے (یعنی باریک) کیوں نہیں پڑھا جاتا؟

جواب: چونکہ ان کلمات میں حُروفِ مُسْتَعْلِيَة کا اثر راء پر پڑتا ہے اس لئے اِن پانچوں کلمات میں راء ساکن ماقبل کسرہ اصلی ہونے کے باوجود بھی راء باریک نہ ہوگی۔

سوال: تفخیم راء کی پانچویں صورت میں یہ کہا گیا ہے کہ کسرہ کے بعد والی راء ساکنہ کے بعد حُروفِ مُسْتَعْلِيَة میں سے کوئی حرف مفتوح اُسی کلمہ میں ہو جس میں راء ہے تو راء پُر ہوگی لیکن اگر مفتوح نہ ہو (جیسے: لفظِ كُلُّ فِرْقٍ میں قاف مفتوح نہیں ہے) تو اُس کا حکم کیا ہے؟

جواب: (تفخیم راء کی پانچویں صورت) کے موافق لفظِ كُلُّ فِرْقٍ کی راء میں بھی تفخیم ہونی چاہئے لیکن چونکہ قاف پر بھی زیر ہے (اور اس زیر کے سبب قاف کی تفخیم اظہار کے اعتبار سے کم ہوگئی ہے اِس وجہ سے قاف کی تفخیم کا اثر راء پر نہیں پڑے گا) اس لئے بعض قاریوں کے نزدیک اس میں ترقیق ہے اور دونوں امر جائز ہیں۔

سوال: ایک اشکال اب بھی باقی ہے وہ یہ کہ تفخیم راء کی پانچویں صورت میں یہ کہا گیا ہے کہ کسرہ کے بعد والی رائے ساکنہ کے بعد حُروفِ مُسْتَعْلِيَة میں سے کوئی حرف مفتوح اُسی کلمہ میں ہو جس کلمہ میں راء ہے تو یہ راء پُر ہوگی تو اُسی کلمہ کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: اُسی کلمہ کی قید اس لئے لگائی کہ دوسرے کلمہ میں حُروفِ مُسْتَعْلِيَة کے ہونے کا اعتبار نہ کریں گے جیسے: اَنْذِرْ قَوْمَكَ (میں قاف اور) فَاصْبِرْ صَبْرًا (میں صاد اور) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ میں خاء دوسرے کلمہ میں ہے) اسلئے ان میں راء کو باریک ہی پڑھیں گے (اسلئے کہ حُروفِ مُسْتَعْلِيَة کے دوسرے کلمہ میں ہونے کی وجہ سے اُن کا اثر راء پر نہیں پڑتا)۔

سوال: اگر حُروفِ مُسْتَعْلِيَة ہوں تو اُسی کلمہ میں مگر راء کے بعد نہ ہوں بلکہ راء سے پہلے ہوں جیسا کہ لفظِ مِصْرَ ۝ اور عَيْنَ الْقِطْرِ ۝ میں ہے تو اُس کا حکم کیا ہے؟

جواب: قاریوں نے اِن دونوں لفظوں کی راء کو باریک اور پُر دونوں طرح پڑھا ہے (باریک تو اِس لئے کہ راء ساکن ہے اور اُس سے پہلے والا حرف یعنی صاد اور طاء بھی ساکن ہے اور اُس سے پہلے والے حرف یعنی میم اور قاف پر زیر ہے ذِي الذِّكْرِ ○ وَلَا بِكْرٌ ○ کی طرح اور پُر اِسلئے کہ رائے ساکنہ کے بعد والے حرفِ مُسْتَعْلِيَةْ کی طرح رائے ساکنہ سے پہلے والے حرفِ مُسْتَعْلِيَةْ کو بھی تفخیم کا سبب سمجھ لیتے ہیں) اِسلئے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ (اصل اور وصل کا لحاظ رکھتے ہوئے) خود راء پر جو حرکت ہو اُس کا اعتبار کیا جائے پس مِصْرَ میں تفخیم اَوْلیٰ ہے کہ راء پر زبر ہے اور اَلْقِطْرِ میں ترقیق اَوْلیٰ ہے کہ راء پر زیر ہے۔

سوال: سورۃ وَالْفَجْرِ میں اِذَا يَسْرِ ○ پر جب وقف ہو تو اُس کی راء کو مفخم ہونا چاہئے یا مرقق؟

جواب: (تفخیم راء کی چھٹی صورت) کی بناء پر سورۃ وَالْفَجْرِ میں اِذَا يَسْرِ ○ پر جب وقف ہو تو اُس کی راء کو مفخم ہونا چاہئے (کیونکہ راء بھی ساکن ہے اور اُس سے پہلے والا حرف یعنی سین بھی ساکن ہے اور اُس سے پہلے والے حرف پر زیر ہے اَلْقَدْرِ ○ کی طرح) لیکن بعض قاریوں نے (اصل کا اعتبار کرتے ہوئے) اِس کے باریک پڑھنے کو اَولیٰ لکھا ہے (کیونکہ يَسْرِ اصل میں يَسْرِيْ تھا، آیات کی رعایت کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی) مگر یہ روایت ضعیف ہے (کیونکہ وقف رَسْمُ الخَطْ کے تابع ہوتا ہے اور یہاں چونکہ یاء لکھی ہوئی نہیں اس لئے وقفاً یاء کا اعتبار نہیں کیا جائے گا)۔

اور یاد رہے کہ ① اَنْ اَسْرِ (سورۃ طٰہٰ، سورۃ الشُّعَرَآء) ② فَاَسْرِ (سورۃ ھود، سورۃ الدخان، سورۃ الحجر) ③ وَنُذُرِ (سورۃ القمر) میں چھ جگہ ④ اَلْجَوَارِ (سورۃ الرحمٰن، سورۃ الشورٰی، سورۃ التکویر) کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ اصل میں یہ کلمات بھی یاء کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ اَنْ اَسْرِ اور فَاَسْرِ اصل میں اَنْ اَسْرِيْ، فَاَسْرِيْ تھے مقامِ جزم اور بناء کے سبب آخر سے یائے مدہ حذف ہوگئی۔ اسی طرح وَنُذُرِ اصل میں وَنُذُرِيْ تھا آیات کی رعایت کی وجہ سے یاء اِضافت حذف ہوگئی اور اَلْجَوَارِ اصل میں اَلْجَوَارِيْ تھا، قاضِ کے قاعدہ

کے موافق یا حذف ہوگئی، پس ان پانچ کلمات میں رسم کا اعتبار کرتے ہوئے راء پُر پڑھی جائے گی اور اصل کا اعتبار کرتے ہوئے باریک۔

ترقیق راء کی پانچ صورتیں

سوال: وہ پانچ صورتیں کون کونسی ہیں جن میں راء باریک پڑھی جاتی ہے؟

جواب: وہ پانچ صورتیں یہ ہیں:۔ ① راء پر زیر ہو عام ہے کہ وہ راء مشدد ہو یا مخفف جیسے: رِجَالٌ، اَنۡذِرِ النَّاسَ، حُرِّرَتۡ، فِی الذِّکۡرِ وغیرہ۔ ② راء ساکن ہو اور اُس سے پہلے والے حرف پر کسرہ اصلی اور متصل ہو (یعنی اُسی کلمہ میں ہو جس کلمہ میں راء ہے) اور راء کے بعد حروف مُسۡتَعۡلِیَہ میں سے کوئی حرف مفتوح اُسی کلمہ میں نہ پایا جارہا ہو جیسے: فِرۡعَوۡنَ، شِرۡعَۃً اور مِرۡیَۃٍ وغیرہ۔ ③ راء ساکن ہو اور اُس سے پہلے یائے ساکنہ کے علاوہ کوئی حرف ساکن ہو اور اُس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو جیسے: ذِی الذِّکۡرِ ○ وَلَا بِکۡرٌ ○ وغیرہ۔ ④ راء ساکن ہو اُس سے پہلے یائے ساکنہ (یعنی مدہ یا لین ہو) اور اُس سے پہلے والے حرف پر زبر یا زیر ہو جیسے: خَبِیۡرٌ ○ قَدِیۡرٌ ○ اور بَصِیۡرٌ ○ وغیرہ۔ نوٹ:۔ یہ دو صورتیں یعنی نمبر ۳ اور نمبر ۴ صرف وقف کے ساتھ خاص ہیں اور وصل میں راء کا پُر یا باریک ہونا اُس کی اپنی حرکت کے اعتبار سے ہوگا۔ ⑤ رائے مُمَالَہ یعنی وہ راء جو اِمالہ سے پڑھی گئی ہو جیسے: بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىهَا کی راء۔

راء کی ترقیق کے متعلق کچھ سوالات اور اُن کے جوابات

سوال: راء مکسورہ کی درج بالا حالتوں کو ترقیق سے ہی کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: کسرہ اِنۡخِفَاضِ فَمۡ اور صوت (یعنی منہ اور آواز کے جھکاؤ) سے ادا ہوتا ہے اور ترقیق کا تعلق بھی زبان کے نیچے رہنے سے ہے کیونکہ زبان کو تالو کی طرف بلندی تفخیم میں ہوتی ہے لہٰذا کسرہ کے مناسب ترقیق ہوئی۔

سوال: جب راء ساکن سے پہلے یائے ساکنہ ہو (جیسا کہ خَبِیۡرٌ ○ قَدِیۡرٌ ○ وغیرہ میں ہے) تو وقف کی حالت میں راء باریک کیوں ہوتی ہے؟

جواب: اس لئے کہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے پس جب ایک کسرہ کے بعد راء

باریک ہوتی ہے تو دو کسروں کے بعد تو بدرجہ اَولیٰ باریک ہوگی۔

سوال: ترقیق راء کی دوسری صورت میں راء کی ترقیق کیلئے کسرہ کے اصلی اور متصل ہونے اور اس کے بعد حروف مُستَعلِیَہ کے نہ ہونے کی شرط کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: اسلئے کہ اگر کسرہ عارضی ہو یا منفصل ہو یا راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مُستَعلِیَہ میں سے کوئی حرف ہو تو ان تینوں صورتوں میں راء باریک نہ ہوگی بلکہ پُر پڑھی جائے گی جیسا کہ اوپر تفخیم راء کی چوتھی اور پانچویں صورت کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے۔

سوال: اوپر بتایا گیا ہے کہ راء ساکنہ سے پہلے اگر کسرہ متصل اور اصلی ہو تب تو راء باریک پڑھی جائے گی اور اگر کسرہ منفصل یا عارضی ہو تو راء پُر ہوتی تو اب مہربانی فرما کر کسرہ متصل اور منفصل میں و نیز اصلی اور عارضی میں امتیاز (یعنی فرق) کرنے کا کوئی آسان سا طریقہ بھی بتا دیجئے تا کہ ہم قاعدہ کو اچھی طرح سمجھ کر اس کے موافق عمل کر سکیں؟

جواب: کسرہ عارضی دو موقعوں میں آتا ہے ایک وہ جو ہمزہ وصلی پر آتا ہے دوسرا وہ جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے ساکن پر آتا ہے پس ان دو کے علاوہ ہر کسرہ اصلی ہے۔ اور کسرہ منفصلہ وہ کسرہ ہے جو راء سے پہلے والے کلمہ کے آخری حرف پر ہو جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ میں باء کا کسرہ اور اَلَّذِی ارْتَضٰی میں ذال کا کسرہ۔ مگر چونکہ عربی پڑھے بغیر نہ تو ہمزہ وصلی کی پہچان ہو سکتی ہے اور نہ ہی اجتماع ساکنین کا پتہ چلتا ہے اور نہ کلموں کا ایک یا دو ہونا معلوم ہو سکتا ہے اسلئے ہم عام طلباء کی سہولت کی خاطر ذیل کے نقشہ میں ایسے ان تمام کلمات کو دکھا رہے ہیں جن میں رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ عارضی یا منفصل ہے پس ان کلمات میں تو راء کو پُر پڑھو اور ان کے علاوہ ان تمام موقعوں میں راء کو باریک پڑھو جن میں رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ ہو اور وہ کلمات یہ ہیں۔

ان الفاظ کا نقشہ جن میں رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ عارضی یا کسرہ منفصل ہے

نمبر شمار	الفاظ	نام سورۃ	آیت نمبر	رکوع سورۃ	پارہ نمبر	پارہ کا رکوع نمبر
۱	اِنِ ارْتَبْتُمْ	اَلْمَآئِدَۃ	۱۰۶	۱۴	۷	۴

۲	اِنِ ارْتَبْتُمْ	الطَّلَاق	۴	۱	۲۸	۱۷
۳	اِرْجِعُوْا	یُوْسُف	۱۸	۱۰	۱۳	۴
۴	اِرْجِعْ	النَّمْل	۳۷	۳	۱۹	۱۸
۵	اِرْجِعِیْ	الْفَجْر	۲۸	۰	۳۰	۱۴
۶	رَّبِّ ارْحَمْهُمَا	الْاِسْرَاء	۲۴	۳	۱۵	۳
۷	رَبِّ ارْجِعُوْنِ	الْمُؤْمِنُوْن	۹۹	۶	۱۸	۶
۸	اَمِ ارْتَابُوْا	النُّوْر	۵۰	۶	۱۸	۱۲
۹	الَّذِی ارْتَضٰی	النُّوْر	۵۵	۷	۱۸	۱۳
۱۰	لِمَنِ ارْتَضٰی	الْاَنْبِیَاء	۲۸	۲	۱۷	۲
۱۱	مَنِ ارْتَضٰی	الْجِنّ	۲۷	۲	۲۹	۱۲
۱۲	اِرْكَبْ مَّعَنَا بصورت ابتداء	هُوْد	۴۲	۴	۱۲	۴

سوال: اِمَالَةْ کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اِمَالَةْ کے لغوی معنی ہیں مائل کرنا، جھکانا اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) یہ ہے فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنا جیسے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا۔

سوال: اِمَالَةْ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: اِمَالَةْ کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① اِمَالَةْ كُبْرٰی ② اِمَالَةْ صُغْرٰی۔

سوال: اِمَالَةْ كُبْرٰی کسے کہتے ہیں اور اِمَالَةْ صُغْرٰی کسے؟

جواب: فتحہ کا کسرہ کی طرف اور الف کا یاء کی طرف اگر جھکاؤ زیادہ ہو تو اِمَالَةْ كُبْرٰی کہتے ہیں اور اگر جھکاؤ کم ہو تو اِمَالَةْ صُغْرٰی چنانچہ خالص فتحہ اور خالص الف کی مثال یہ ہے اَفْعَالَ اور خالص کسرہ اور خالص یاء کی مثال اَلْفِیْلِ ۝ كَفْلِیْلِ ۝ وغیرہ اِمَالَةْ كُبْرٰی کی مثال سیب شیر وغیرہ اِمَالَةْ صُغْرٰی کی مثال بیل، خیر،

عیب، سیر وغیرہ۔

سوال: قرآن مجید میں اِمَالَۂ کُبْرٰی کتنی جگہ ہے اور اِمَالَۂ صُغْرٰی کتنی جگہ؟

جواب: روایت حفص میں اِمَالَۂ صُغْرٰی تو کہیں نہیں اور اِمَالَۂ کُبْرٰی صرف ایک جگہ ہے اور وہ جگہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا اس کے سوا اور کہیں اِمَالَۂ نہیں۔

سوال: رائے مُمَالَۂ (یعنی امالہ والی راء) کو کس طرح پڑھیں گے؟

جواب: اس راء کو ایسا پڑھیں گے جیسا کہ لفظ قطرے کی راء کو پڑھتے ہیں اِمَالَۂ اسی کو کہتے ہیں جس کو فارسی والے یائے مجہول کہتے ہیں۔

سوال: رائے مُمَالَۂ (یعنی امالہ والی راء) باریک کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب: اس لئے کہ زیر زبر پر اور یا الف پر غالب آجاتی ہے۔

سوال: رائے موقوفہ (یعنی وقف والی راء) کا حکم کیا ہے؟

جواب: رائے موقوفہ (یعنی وقف والی راء) پر اگر اسکان یا اشمام کے ساتھ وقف کیا جائے اور اُس سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو تو راء کو پُر پڑھیں گے جیسے مُزْدَجَرْ ○ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ○ اور اگر زیر ہو تو باریک پڑھیں گے جیسے: مُنْتَشِرٌ ○ يَوْمٌ عَسِرٌ ○ وغیرہ۔ ● اور اگر رائے موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام کے ماقبل سوائے (ی) کے اور کوئی حرف ساکن ہو اور اُس سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھیں گے جیسے: لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ يَوْمُ الْعُسْرِ ○ اور اگر زیر ہو تو باریک پڑھیں گے جیسے: ذِي الذِّكْرِ ○ وَلَا بِكْرٌ ○ وغیرہ۔ ● اور اگر رائے موقوفہ پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے تو پھر پہلے والے حرف کو نہ دیکھیں گے بلکہ خود اس راء پر جو حرکت ہوگی اُس کے موافق ہی پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے: وَالْفَجْرِ ○ پر اگر اس طرح سے (یعنی روم کے ساتھ) وقف کریں تو راء کو باریک پڑھیں (اس لئے کہ اس حالت میں یہ راء وصل والی راء کی طرح مکسور ادا ہوگی) اور مُنْتَشِرٌ ○ پر اگر اس طرح سے (یعنی روم کے ساتھ) وقف کریں تو راء کو پُر پڑھیں (اس لئے کہ اس حالت میں یہ راء وصل والی راء کی طرح مضموم ادا ہوگی)۔

سوال: وقف بالاسکان کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اسکان کے لغوی معنٰی ہیں "ساکن کرنا یا آرام دینا اور حرف کو بے حرکت کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حرف موقوف علیہ متحرک کو ساکن کر کے سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالاسکان کون کونسی حرکت میں ہوتا ہے؟

جواب: یہ وقف بالاسکان ایک زبر ایک زیر دو زیر ایک پیش دو پیش پر ہوتا ہے ایک زبر کی مثال رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ایک زیر کی مثال يَوْمِ الدِّيْنِ۝ دو زیر کی مثال مِنْ نَّذِيْرٍ۝ ایک پیش کی مثال نَسْتَعِيْنُ۝ دو پیش کی مثال مُبِيْنٌ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالروم کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: روم کے لغوی معنٰی ہیں "قصد کرنا، تلاش کرنا، چاہنا، ارادہ کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حرف موقوف علیہ مکسور یا مضموم پر آواز کو پست کر کے حرکت کا تہائی حصہ ادا کرنا اور سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: يَوْمِ الدِّيْنِ۝ مِنْ نَّذِيْرٍ۝ نَسْتَعِيْنُ۝ مُبِيْنٌ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالروم کون کونسی حرکت میں ہوتا ہے؟

جواب: یہ زبر میں نہیں ہوتا صرف (ایک زیر دو) زیر اور (ایک پیش دو) پیش میں ہوتا ہے جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ کے ختم پر میم پر بہت ذرا سا زیر پڑھ دیا جائے کہ جس کو بہت پاس والا سن سکے یا نَسْتَعِيْنُ۝ کے نون پر ایسا ہی ذرا پیش پڑھ دیا جائے اور رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ کے نون پر چونکہ زبر ہے یہاں ایسا نہ کریں گے۔

سوال: وقف بالاشمام کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اشمام کے لغوی معنٰی ہیں "بو دینا، اشارہ کرنا، کسی کو گلاب کا پھول سنگھانا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے حرف موقوف علیہ مضموم کو ساکن کر کے فوراً ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا اور سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے نَسْتَعِيْنُ۝ مُبِيْنٌ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالاشمام کون کونسی حرکت میں ہوتا ہے؟

جواب: وقف بالاشمام صرف (ایک پیش دو) پیش میں ہوتا ہے اور زبر زیر میں نہیں ہوتا۔

سوال: آٹھویں لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ● مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "آٹھویں لمعہ" میں راء کی تفخیم اور ترقیق کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔ ● راء چھ صورتوں میں پُر پڑھی جاتی ہے اور پانچ صورتوں میں باریک۔ ● لفظ کُلُّ فِرْقٍ کی راء میں تفخیم اور ترقیق دونوں جائز ہیں اسی طرح لفظ مِصْرَ اور عَيْنَ الْقِطْرِ کی راء کو قاریوں نے باریک اور پُر دونوں طرح پڑھا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ خود راء پر جو حرکت ہو اس کا اعتبار کیا جائے۔ ● قرآن میں ایک جگہ امالہ ہے اور وہ جگہ یہ ہے بِسْمِ اللهِ مَجْرٖىهَا۔

❁❁❁❁❁❁

نواں لمعہ

میم ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "نویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "نویں لمعہ" میں میم ساکن اور مشدد کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے میم ساکن کے ساتھ مشدد کی قید کیوں لگائی ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں میم ساکن کے ساتھ اور دسویں لمعہ میں نون ساکن کے ساتھ مشدد کی قید اس لئے لگائی تاکہ میم و نون متحرک و غیر مشدد نکل جائیں کیونکہ میم اور نون کی اس حالت میں صفات عارضہ نہیں پائی جاتیں۔

سوال: میم مشدد کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: میم اگر مشدد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے جیسے: ثُمَّا اور اس حالت میں اس کو حرف غنہ کہتے ہیں۔

سوال: غنہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ① غنہ کہتے ہیں ناک میں آواز لے جانے کو جیسے: لَمَّا۔ ② هِيَ صَوْتٌ اَغَنُّ شَبِيْهٌ بِصَوْتِ الْغَزَالَةِ اِذَا ضَاعَ وَلَدُهَا یعنی غنہ ایسی آواز ہے جو ہرنی کی اُس آواز کے مشابہ ہے جو وہ اپنے بچے کے گم ہونے پر نکالتی ہے۔

سوال: غنہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: غنہ کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① غنہ آنی ② غنہ زمانی۔

سوال: غنہ آنی کسے کہتے ہیں اور غنہ زمانی کسے؟

جواب: غنہ آنی اُسے کہتے ہیں جو نون، میم کے ادا کرنے وقت معمولی سا غنہ ہوتا ہے جیسے نون و میم متحرکہ اور مظہرہ کا غنہ اِس کو غنہ اصلی، غنہ ذاتی اور لازمی بھی کہتے ہیں۔ اور غنہ زمانی اُسے کہتے ہیں جس کے ادا کرنے میں ایک الف کے برابر دیر لگتی ہے جیسے نون و میم مشدد، نون مخفی، میم مخفی اور نون مدغم بادغامِ ناقص کا غنہ اُس کو غنہ فرعی، غنہ صفتی اور عارضی بھی کہتے ہیں۔

سوال: غنہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب: غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔

سوال: الف کی مقدار دریافت کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: الف کی مقدار دریافت کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو بند کرلے یا بند انگلی کو کھول لے اور یہ محض ایک اندازہ ہے باقی اصل دارومدار اُستاد مشاق سے سننے پر ہے۔

سوال: غنہ کے درجات کیا ہیں؟

جواب: غنہ کے درجات پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① نون و میم مشدد ہوں جیسے: مِنَّا اور اِنَّكُمْ مُرْسَلُوْنَ وغیرہ۔ ② نون و میم مخفی جیسے: مِنْ ثَمَرَةٍ، قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وغیرہ۔ ③ نون مدغم بادغامِ ناقص ہو جیسے: مَنْ يَّقُوْلُ، يَوْمًا يَّجْعَلُ وغیرہ۔ ④ نون و میم ساکن مظہرہ جیسے: مَنْ اٰمَنَ، جُرُفٍ هَارٍ اور عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وغیرہ۔ ⑤ نون و میم متحرک جیسے: اَلرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، مَلِكِ، نَعْبُدُ وغیرہ۔

سوال: میم ساکن کے کتنے قاعدے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: میم ساکن کے تین قاعدے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① ادغام ② اخفاء ③ اظہار۔

سوال: ادغام کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: ادغام کے لغوی معنٰی ہیں "اِدْخَالُ الشَّیْءِ فِی الشَّیْءِ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں ملانا یا داخل کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: هُوَ خَلْطُ حَرْفٍ سَاكِنٍ بِمُتَحَرِّكٍ بِحَيْثُ يَصِيْرَانِ حَرْفًا وَّاحِدًا مُشَدَّدًا كَالثَّانِيْ وَ يَتَحَرَّكُ الْعُضْوُ عِنْدَ اَدَائِهِمَا تَحَرُّكًا وَّاحِدًا یعنی حرف ساکن کو متحرک حرف میں ملا کر اس طرح یکذات کردیں کہ ان دونوں سے دوسرے حرف کے مانند ایک ہی حرف مشدد بن جائے جس کی ادائیگی میں عضو ایک ہی بار کام کرے۔

سوال: میم ساکن کے ادغام کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: میم اگر ساکن ہو تو اُس کے بعد دیکھنا چاہئے کہ کیا حرف ہے اگر اُس کے بعد بھی میم ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی دونوں میمیں ایک ہو جائیں گی اور مثل ایک میم مشدد کے اس میں غنہ ہوگا جیسے: اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ○ (وغیرہ) اور اِس کو ادغامِ صغیر مثلین کہتے ہیں۔

سوال: کیا صرف میم ساکن کے بعد میم آئے تو وہاں ادغامِ صغیر مثلین ہوتا ہے یا ہر اُس جگہ ادغامِ صغیر مثلین ہوتا ہے جہاں ایک حرف ساکن ہو اور اُس کے بعد وہی حرف متحرک ہو کر آئے؟

جواب: ہر اُس جگہ ادغامِ صغیر مثلین ہوتا ہے جہاں ایک حرف ساکن ہو اور اُس کے بعد وہی حرف متحرک ہو کر آئے جیسے: اِذْهَبْ، اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ وغیرہ۔

سوال: اخفاء کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اخفاء کے لغوی معنٰی ہیں "اَلسَّتْرُ یعنی پوشیدہ کرنا، چھپانا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: تَبْعِيْضُ الْمِيْمِ وَسَتْرُ ذَاتِهِ فِی الْجُمْلَةِ یعنی میم ساکن کے بعد اگر باء آئے تو اُس میم ساکن کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر غنہ زمانی کے ساتھ ادا کرنا۔

سوال: درمیانی کیفیت کا مطلب کیا ہے؟

جواب: درمیانی کیفیت کا مطلب یہ ہے کہ میم کو صفتِ رخوت کے ساتھ اور باء کو صفتِ شدت کے ساتھ ادا کرنا۔

سوال: اخفاء کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: اگر میم ساکن کے بعد باء ہے تو وہاں غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا (اور اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں اور یہ اخفاء شفوی صرف وصلاً ہوتا ہے نہ کہ وقفاً بھی نیز یہاں وصلاً اظہار بھی جائز ہے بشرطیکہ میم ساکن نون ساکن اور تنوین سے بدلی ہوئی نہ ہو جیسے: مِنۢ بَعْدِ میں میم ساکن نون ساکن سے، اور سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ میں میم ساکن نون تنوین سے بدلی ہوئی ہے لہٰذا ایسے موقعوں میں اظہار جائز نہیں)۔

سوال: اخفاء شفوی کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اخفاء شفوی کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: میم (ساکن) کو ادا کرنے کے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جائے اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری کے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء کو ادا کیا جائے جیسے: وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللهِ (وغیرہ) اور اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔

سوال: اظہار کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اظہار کے لغوی معنی ہیں "اَلْبَيَانُ یعنی ظاہر کرنا، روشن کرنا" اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) یہ ہے: اِخْرَاجُ كُلِّ حَرْفٍ مِّنْ مَّخْرَجِهٖ مِنْ غَيْرِ غُنَّةٍ فِي الْمُظْهَرِ یعنی حرف مُظْهَر کو اُس کے مخرج مقررہ سے تمام صفات لازمہ تعارضہ کے ساتھ بغیر غنہ زمانی کے ادا کرنا۔

سوال: میم ساکن کے اظہار کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء (اور الف) کے سوا اور کوئی حرف ہو تو وہاں میم کا اظہار ہوگا یعنی میم اپنے مخرج سے بلا غنہ ظاہر کی جائے گی جیسے: اَنْعَمْتَ اور اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

سوال: اوپر جس غنہ کی نفی کی گئی ہے اُس سے کونسا غنہ مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد غنہ عارضی اور غنہ زمانی ہے نہ کہ غنہ لازمی اور آنی بھی۔

سوال: میم ساکن کے اخفاء و اظہار کے ساتھ شفوی کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: اس لئے کہ میم ادغام، اخفاء اور اظہار تینوں حالتوں میں اپنے مخرج سے ادا ہوتا ہے اور نون صرف اظہار حلقی کی حالت میں اپنے مخرج سے ادا ہوتا ہے جیسے: اَنْعَمْتَ، سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اور باقی حالتوں میں اپنے مخرج اصلی سے ادا نہیں ہوتا چنانچہ ادغام میں تو بعد والے حرف سے بدل کر اُس کے مخرج سے ادا ہوتا ہے جیسے: مِنْ لَّدُنْهُ اقلاب میں میم سے بدل کر اس کے مخرج سے ادا ہوتا ہے جیسے: مِنْۢ بَغْيٍ اور اخفاء میں نون کا تعلق اپنے مخرج سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتا ہے جیسے: اَنْفُسَكُمْ۔

● نیز اس قید کے بڑھانے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے نون اور میم کے احکام میں فرق ہو جاتا ہے یعنی ذہن میں یہ بات فوراً آجاتی ہے کہ اس سے مراد میم ساکن کا کوئی حکم ہے نہ کہ نون ساکن کا۔

سوال: جب میم ساکن کے بعد باء اور واؤ اور فاء میں سے کوئی حرف ہو تو بعض لوگ اس میں اخفاء کرتے ہیں اور بعض لوگ ان تینوں حرفوں سے پہلے میم ساکن کا اظہار کرتے ہیں اور بعض ان تینوں حرفوں کے پاس میم ساکن کو اس طرح تھوڑی سی حرکت دے کر پڑھتے ہیں کہ قلقلہ سا ہو جاتا ہے اور اس سارے قاعدہ کا نام "بوف کا قاعدہ" رکھا ہے تو کیا یہ قاعدہ اور اس پر اُن بعض لوگوں کا عمل دونوں باتیں صحیح ہیں؟

جواب: باء اور واؤ اور فاء ان تینوں حرفوں سے پہلے میم کے سکون کو حرکت دے کر پڑھنا اور واؤ اور فاء سے پہلے میم ساکن کا اخفاء کرنا یہ دونوں باتیں تو بالکل غلط اور بے اصل ہیں اور فن تجوید کی کسی کتاب میں "بوف" کے نام کا کوئی قاعدہ نہیں، البتہ میم ساکن کے بعد باء ہو تو اس میں اظہار بھی جائز ہے لیکن اولیٰ اور بہتر اس میں بھی اخفاء ہی ہے مگر یہ اظہار اس میم میں جائز ہے جو اصلی ہو اور نون ساکن و تنوین سے بدلی ہوئی میم میں اظہار جائز نہیں بلکہ اُس میں اخفاء ہی ضروری ہے چنانچہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ میں

مثالوں میں اظہار بھی ہوسکتا ہے گو اولیٰ اور مختار ان میں بھی اخفاء ہی ہے لیکن يَوْمَئِذٍ يُّنْفَعُ
اور يَنْبَغِي يَصْدُرُ جیسی مثالوں میں جائز نہیں وہاں اخفاء ہی ضروری ہے خوب سمجھ لو۔

سوال: "نویں لمعہ" کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ "نویں لمعہ" میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے میم ساکن اور مشدد کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔ ❁ چنانچہ میم اگر مشدد ہو تو اُس میں غنہ ضروری ہے۔ ❁ اور غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔ ❁ اور الف کی مقدار دو حرکتوں کے برابر ہے۔ ❁ اور اگر میم ساکن ہو تو اُس کے تین قاعدے ہیں ① ادغام ② اخفاء ③ اظہار۔ ❁ پس اگر میم ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام ہوگا اور اگر میم ساکن کے بعد باء آئے تو غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا اور اگر میم ساکن کے بعد میم، باء (اور الف) کے سوا کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔

دسواں لمعہ

نون ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "دسویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "دسویں لمعہ" میں نون ساکن اور مشدد کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

سوال: نون مشدد کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: نون اگر مشدد ہو تو اُس میں غنہ ضروری ہے اور مثل میم مشدد کے اس کو بھی حرف غنہ کہیں گے۔

سوال: کیا نون مشدد اور میم مشدد اور دوسرے مشدد حرفوں کی ادائیگی ایک جیسی ہوتی ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب: وہ مشدد حرف جس میں غنہ نہ ہو بِسُرْعَتْ (یعنی جلدی سے) ادا ہوتا ہے اور نون مشدد اور میم مشدد کے غنہ میں تراخی ہوتی ہے اور نون ساکن اور تنوین کے واؤ اور یاء میں ادغام بالغنہ میں مزید تراخی ہوتی ہے۔

سوال: نون مشدد اور میم مشدد کی ادائیگی کے وقت اُن کا مخرج خیشوم ہوتا ہے یا طرف لسان اور شفتان؟

جواب: نون مشدد اور میم مشدد کا مخرج اس حالت میں طرف لسان و شفتان ہی ہوتا ہے البتہ غنہ بطورِ صفت کے ہوتا ہے یعنی اُن کی صفتِ غنہ کا محل خیشوم ہے اور اسی صفت کی وجہ سے ہی اُن کو حروفِ غنہ کہا جاتا ہے۔ (المرشد)

سوال: کیا نون مشدد اور میم مشدد کے غنہ میں کچھ فرق ہے یا اُن کی کیفیت ایک ہی ہے؟

جواب: نون مشدد میں غنہ زیادہ قوی ہوتا ہے بہ نسبت میم مشدد کے غنہ کے اور نون ساکن اور تنوین کا غنہ زیادہ قوی ہوتا ہے بہ نسبت میم ساکن مُخفیٰ کے غنہ کے۔ (المرشد)

سوال: نون ساکن اور تنوین کے درمیان چند فرق ہیں (جیسا کہ پچھلے لمعہ میں گزرے) تو کیا اس اعتبار سے نون ساکن اور تنوین کے قواعد بھی جدا جدا ہیں؟

جواب: نون ساکن اور تنوین میں بے شک فرق موجود ہے مگر پڑھنے میں ان دونوں کی آواز یکساں اور برابر ہوتی ہے جیسے: ہمزہ زبر نون "اَنْ" اور ہمزہ دو زبر "اً" اسی لئے ان کے قواعد بھی ایک جیسے ہی ہیں۔ (المرشد)

سوال: نون ساکن اور تنوین کے کتنے قاعدے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① اظہار ② ادغام ③ اقلاب ④ اخفاء۔

سوال: اظہار کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اظہار کے لغوی معنٰی ہیں "اَلْبَیَانُ یعنی ظاہر کرنا، روشن کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: اِخْرَاجُ كُلِّ حَرْفٍ مِّنْ مَّخْرَجِهٖ مِنْ غَيْرِ غُنَّةٍ فِی الْمُظْهَرِ یعنی حرفِ مُظْهَرْ کو اُس کے مخرج مقررہ سے تمام صفات لَازِمَہ مُتَعَارِضَہ کے ساتھ بغیر غنہ زمانی کے ادا کرنا۔

سوال: نون ساکن اور تنوین کے اظہار کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حروفِ حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں نون کا

اظہار کریں گے یعنی ناک میں آواز نہ لے جائیں گے اور غنہ بھی نہ کریں گے جیسے:
أَنْعَمْتَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ وغیرہ اور اِس کو اظہار حلقی کہتے ہیں۔
سوال: حُروفِ حلقی سے پہلے نون ساکن اور تنوین کا اظہار کیوں ہوتا ہے؟
جواب: اصلوں کے اعتبار سے بُعد ہے یعنی نون اور حُروفِ حلقی کے مخارج میں دوری ہے اِس وجہ سے اظہار ہوتا ہے۔
سوال: یہاں اظہار کے قاعدے میں جس غنہ کی نفی کی گئی ہے اُس سے مراد کونسا غنہ ہے؟
جواب: یہاں جس غنہ کی نفی کی گئی ہے اُس سے مراد غنہ زمانی اور فرعی ہے جس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے نہ کہ غنہ آنی اور ذاتی بھی کیونکہ وہ تو ہر حال میں باقی رہتا ہے۔
سوال: نون ساکن اور تنوین کے اظہار کو اظہار حلقی کیوں کہتے ہیں؟
جواب: چونکہ یہ اظہار نون ساکن اور تنوین کے بعد حُروفِ حلقی میں سے کسی حرف کے آجانے کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس لئے اس کو اظہار حلقی کہتے ہیں۔
سوال: اظہار حلقی کے درجات کیا ہیں؟
جواب: اظہار حلقی کے درجات یہ ہیں:۔ ① اعلیٰ: نون ساکن اور تنوین کا ہمزہ اور ھاء سے پہلے اعلیٰ درجے کا اظہار ہوتا ہے۔ ② متوسط: نون ساکن اور تنوین کا عین اور حاء سے پہلے متوسط درجے کا اظہار ہوتا ہے۔ ③ ادنیٰ: نون ساکن اور تنوین کا غین اور خاء سے پہلے ادنیٰ درجے کا اظہار ہوتا ہے۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کے قاعدے کو نون ساکن اور تنوین کے باقی قاعدوں پر مقدم کیوں کیا ہے؟
جواب: ہر حرف میں اصل اظہار ہی ہے لہٰذا اصل سے ہٹ کر اس حرف کو کسی اور طرح سے ادا کرنا (مثلاً ادغام یا اخفاء کے ساتھ پڑھنا) کسی سبب پر موقوف ہوتا ہے اور اظہار چونکہ اصل ہے اسی لئے اس کو مقدم رکھا گیا ہے۔
سوال: ادغام کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟
جواب: ادغام کے لغوی معنٰی ہیں "اِدْخَالُ الشَّيْءِ فِي الشَّيْءِ" یعنی ایک چیز کو دوسری چیز

میں ملانا یا داخل کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے ھُوَ خَلْطُ حَرْفٍ سَاكِنٍ بِمُتَحَرِّكٍ بِحَيْثُ يَصِيْرَانِ حَرْفًا وَّاحِدًا مُشَدَّدًا كَالثَّانِيْ وَ يَرْتَفِعُ الْعُضْوُ عِنْدَ اَدَائِهِمَا اِرْتِفَاعًا وَّاحِدًا یعنی حرف ساکن کو متحرک حرف میں ملا کر اس طرح یکذات کر دیں کہ ان دونوں سے دوسرے حرف کے مانند ایک ہی حرف مشدد بن جائے جس کی ادائیگی میں عضو ایک ہی بار کام کرے۔

سوال: نون ساکن اور تنوین کے ادغام کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر اُن چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے جن کا مجموعہ يَرْمَلُوْنَ ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی نون اُس کے بعد والے حرف سے بدل کر دونوں ایک ہو جائیں گے جیسے: مِنْ لَّدُنْهُ دیکھو نون کو لام بنا کر دونوں لاموں کو ایک کر دیا چنانچہ پڑھنے میں صرف لام آتا ہے اگرچہ لکھنے میں نون بھی باقی ہے۔

سوال: نون ساکن اور تنوین کا مذکورہ چھ حرفوں میں جو ادغام ہوتا ہے وہ ادغام سب حرفوں میں ایک جیسا ہوتا ہے یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جواب: ان چھ حرفوں میں اتنا فرق ہے کہ ان میں سے چار حرفوں میں تو غنہ بھی رہتا ہے اور یہ غنہ مثل نون مشدد کے بڑھا کر پڑھا جاتا ہے ان چاروں کا مجموعہ ہے يَنْمُوْ جیسے: مَنْ يَّقُوْلُ مِنْ نُّوْرٍ يَّجْعَلُوْنَ وَّ غَيْرُ ذٰلِكَ اور اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں اور دو جو رہ گئے یعنی راء لام اُن میں غنہ نہیں ہوتا جیسے: مِنْ لَّدُنْهُ اس میں ناک میں ذرا بھی آواز نہیں جاتی خالص لام کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو ادغام بلا غنہ کہتے ہیں۔ (مگر جَزَرِيَّة کے طریق سے نون ساکن اور تنوین کا لام و راء میں ادغام بلا غنہ کی طرح ادغام مع الغنہ بھی جائز اور ثابت ہے بشرطیکہ نون ساکن لکھا ہوا ہو جیسے: اَنْ لَّا تُشْرِكْ اور فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا میں نون لکھا ہوا ہے اور اگر نون ساکن لکھا ہوا نہ ہو تو غنہ جائز نہیں جیسے: فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا اور اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ میں نون ساکن لکھا ہوا نہیں ہے پس پہلی دو مثالوں میں تو ادغام بلا غنہ اور ادغام مع الغنہ دونوں جائز ہیں مگر ادغام بلا غنہ زیادہ بہتر ہے اور دوسری دو مثالوں میں صرف ادغام بلا غنہ ہوگا

اور ادغام مع الغنہ جائز نہیں)۔

سوال: نون ساکن کا لام اور راء میں ادغام مع الغنہ کے جواز کیلئے صرف نون ساکن کے ساتھ ہی لکھا ہوا ہونے کی شرط کیوں لگائی گئی ہے تنوین کے ساتھ کیوں نہیں لگائی گئی؟

جواب: اسلئے کہ غنہ صفت ہے اور صفت کا تحقق (یعنی صفت کا پایا جانا) بغیر ذات کے نہیں ہوتا پس جن موقعوں میں ذاتِ نون موجود ہے یعنی لکھا ہوا ہے وہاں تو اس صفت کے اظہار کو جائز رکھا گیا ہے اور جہاں ذاتِ نون موجود نہیں وہاں جائز نہیں رکھا گیا۔ اور تنوین کے ساتھ یہ شرط اسلئے نہیں لگائی کہ وہ تو ہمیشہ غیر مرسوم ہی ہوتا ہے یعنی لکھا ہوا نہیں ہوتا لہٰذا ایسے موقعوں میں ادغام بلا غنہ اور ادغام مع الغنہ دونوں جائز ہیں۔

سوال: ادغام بلا غنہ اور ادغام مع الغنہ کا اصطلاحی نام کیا ہے؟

جواب: ادغام بلا غنہ کو ادغامِ تام بھی کہتے ہیں اسلئے کہ اس میں مدغم اور مدغم فیہ کا اتصال کامل درجہ کا ہو جاتا ہے اور ادغام مع الغنہ کو ادغام ناقص بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں غنہ کے داخل ہونے کی وجہ سے تشدید کے کمال میں کمی آجاتی ہے۔ (مفتاح الکمال)

سوال: نون ساکن اور تنوین کا یَرْمَلُوْنَ کے چھ حرفوں میں ادغام کیوں ہوتا ہے؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کا ادغام نون میں تو اس لئے ہوتا ہے کہ یہ مثلین ہیں اور جب مثلین میں سے پہلا حرف ساکن ہو اور دوسرا متحرک تو ادغام واجب ہے۔ ❁ اور میم میں اس وجہ سے کہ نون اور میم تمام صفات میں شریک ہیں گویا صفات کے اعتبار سے دونوں متجانسین میں سے ہوئے۔ ❁ اور نون ساکن اور تنوین کے یاء اور واؤ میں مدغم ہونے کی درج ذیل تین وجوہ ہیں:۔ ① یہ دونوں (یعنی واؤ اور یاء) تین صفتوں (یعنی جَھْر، اِسْتِفَال، اِنْفِتَاح) میں نون ساکن کے ساتھ شریک ہیں۔ ② واؤ اور یاء میں لین یعنی نرمی کی صفت ہے اور نون میں غنہ اور لین وغنہ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں کیونکہ دونوں کے ادا کرتے وقت منہ میں ہوا پھیلتی ہے۔ ③ نون ساکن اور تنوین کا ادغام واؤ میں تو اس لئے ہوا کہ اس کا مخرج میم کے مخرج کے بالکل قریب بلکہ متحد ہی ہے اور میم میں ادغام ہوتا ہے اس لئے واؤ میں بھی کر دیا اور

یاء میں اس لئے کیا کہ یہ لین کی صفت میں واؤ کے ساتھ شریک ہے اس لئے دونوں کا حکم یکساں (یعنی برابر) کردیا۔ ❁ اور لام وراء میں ادغام کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں (یعنی لام اور راء) اور نون متجانسین یا متقاربین میں سے ہیں اور چونکہ راء نون سے قوی ہے اور اس کے مدغم ہونے کی وجہ سے نون بھی قوی ہو جاتا ہے اس لئے اُس میں ادغام قوی تر ہے اور لام وراء سے پہلے نون کا اظہار لحن ہے کیونکہ نقل سے ثابت نہیں۔ (مفتاح الکمال)

سوال: نون ساکن اور تنوین کا یَنْمُوْ کے چار حرفوں میں ادغام مع الغنہ کیوں ہوتا ہے؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کا نون اور میم میں تو ادغام مع الغنہ اسلئے ہوتا ہے کہ جب نون ساکن اور تنوین کے بعد نون ہوتا ہے تب تو یہ کسی غیر حرف سے بدلتے ہی نہیں اور جب ان کے بعد میم ہوتا ہے تو اپنے سے بھی زیادہ غنہ والے حرف سے بدل جاتے ہیں اور اس صورت میں غنہ کا باقی رہنا ظاہر ہے کیونکہ یہ دونوں حرف غنہ ہی کہلاتے ہیں انہیں میں نہ ہوگا تو پھر کس میں ہوگا؟۔ ❁ اور نون اور میم چھ صفتوں میں شریک ہیں اور چھٹی صفت غنہ ہے جو دونوں میں پائی جاتی ہے۔ ❁ اور یاء اور واؤ میں ادغام کرتے وقت غنہ کے باقی رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غنہ حرف مدغم پر دلالت کرتا ہے اور اس کی تائید کیلئے یہ بات کافی ہے کہ طاء کا تاء میں ادغام کرتے ہوئے اِطْبَاق کی صفت باقی رکھنے پر اجماع ہے پس اِطْبَاق اور غنہ اس بات میں مشابہ ہیں کہ وہ مدغم کا پتہ دیتے ہیں۔ (مفتاح الکمال)

سوال: نون ساکن اور تنوین کے ادغام کی شرط کیا ہے؟

جواب: اس ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نون اور یہ حروف ایک کلمہ میں نہ ہوں، ورنہ ادغام نہ کریں گے، بلکہ اظہار کریں گے جیسے: دُنْیَا، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْیَانٌ اور تمام قرآن میں اس قاعدہ کے یہی چار لفظ پائے گئے ہیں اور ان میں جو اظہار ہوتا ہے اُس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

سوال: مذکورہ چار کلمات میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: اِسلئے کہ ادغام کرنے سے ادائیگی میں ثقل اور دشواری پیدا ہو جائے گی، نیز اِسلئے کہ یہ کلمات کلماتِ مضاعف کے مشابہ ہو جائیں گے اور پھر سننے والے کو یہ پتہ نہیں لگے گا کہ یہ قِنْوٌ اور صِنْوٌ اور دُنْیٌ اور بُنْیٌ سے بنے ہیں یا قِنْوٌ، صِنْوٌ، دُنْیٌ اور بُنْیٌ سے۔

اور یاد رہے کہ صرفیوں کے نزدیک مضاعف وہ لفظ کہلاتا ہے جس میں حروفِ اصلیہ (یعنی فا، عین، لام کلمہ) میں سے ایک حرف مکرر ہو جیسے: حَیَّانٌ، رَیَّانٌ وغیرہ۔

سوال: مضاعف اور غیر مضاعف میں فرق کرنے کیلئے اِن چاروں کلمات میں ادغام مع الغنہ بھی تو کیا جا سکتا تھا تا کہ غنہ کی وجہ سے مضاعف اور غیر مضاعف میں فرق ہو جائے؟

جواب: اِس فرق کو معتبر نہیں سمجھا گیا کیونکہ یہ غیر واضح ہے لہٰذا ظاہری مشابہت کے خوف کی بناء پر ادغام ممنوع ہوا۔

سوال: مذکورہ چار کلمات (یعنی دُنْیَا، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْیَانٌ) میں جو اظہار ہوتا ہے اُس کو اظہارِ مطلق کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اِس لئے کہ یہ اظہار یَنْئَوْنَ اور عَنْهُ وَ غَيْرُ هُمَا کے اظہار کی طرح حروفِ حلقیہ کے ساتھ اور عَلَيْهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ کے اظہار کی طرح حرفِ شَفَوِيَّة (یعنی میم) کے ساتھ مُقَيَّد نہیں ہے اور مطلق کے معنٰی غَيْرُ مُقَيَّد کے ہی ہیں۔ (اَلْعِقْدُ الْفَرِيْدُ)

سوال: اقلاب کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اقلاب کے لغوی معنٰی ہیں "بدلنا، تَحْوِيْلُ الشَّيْءِ عَنْ وَجْهِهٖ یعنی کسی چیز کو اس کی ذات سے پھیر دینا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: ① قَلْبُ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَ التَّنْوِيْنِ مِيْمًا مُخْفَاةً قَبْلَ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ مَعَ بَقَاءِ الْغُنَّةِ الظَّاهِرَةِ یعنی جب نون ساکن اور تنوین کے بعد باء موحدہ آجائے تو دونوں کو (طبعًا اور وجوبًا ادغام اور تشدید کے بغیر) خالص میم سے بدل کر اس میم کو (حسبِ قاعدہ غنہ زمانی اور) اخفاءِ شفوی سے ادا کرنا۔ ② هُوَ جَعْلُ حَرْفٍ مَّكَانَ حَرْفٍ اٰخَرَ مَعَ مُرَاعَاةِ الْغُنَّةِ یعنی صفتِ غنہ کو باقی رکھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھ

دینا‘‘ یعنی بدل دینا۔

سوال: اقلاب کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف باء آئے تو اُس نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنہ اور اخفاء کے ساتھ پڑھیں گے جیسے مِنۢ بَعْدِ، سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ اور بعض قرآنوں میں آسانی کیلئے ایسے نون وتنوین کے بعد چھوٹی سی میم بھی لکھ دیتے ہیں (تا کہ پڑھنے والے یہاں نون نہ پڑھیں بلکہ میم پڑھیں) اس طرح مِنۢ بَعْدِ اور اِس بدلنے کو اقلاب اور قلب کہتے ہیں۔

سوال: اِس میم کے اخفاء کا مطلب اور ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اِس میم کے اخفاء کا مطلب اور ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو کہ اخفاء شفوی کا تھا (کیونکہ جب نون باء کی وجہ سے میم سے بدل گیا تو اب اُس کا تلفظ بھی میم ہی کی طرح ہوگا اس لئے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ○ اور مِنۢ بَعْدِ اور سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ کے اخفاء کے تلفظ میں کوئی فرق نہ ہوگا)۔

سوال: نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف باء آجائے تو اُس نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: باء سے پہلے نون ساکن اور تنوین میں عقلاً چار صورتیں ہوسکتی ہیں ① اظہار ② ادغام ③ اخفاء ④ اقلاب۔ اور پہلی تین صورتیں عمدہ اور مناسب نہیں ہیں اس لئے چوتھی قسم متعین ہوگئی۔ ❁ اظہار تو اس لئے مناسب نہیں کہ نون ساکن اور تنوین کو اُن کے مخرج سے اُن کے ذاتی غنہ سمیت ادا کرنے کے بعد باء کو اُس کے مخرج سے ادا کرنے میں قدرے دشواری ہے کیونکہ اُس میں ہونٹ بند ہوجاتے ہیں جس سے نون کے ادا کرنے میں رکاوٹ سی پیش آتی ہے پس نون ساکن اور تنوین پر قاری کو ایک وقفہ سا کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ ❁ اور ادغام اس لئے مناسب نہیں کہ نون اور باء کے مخرج میں قدرے دوری ہے اور دونوں ہم جنس بھی نہیں اس لئے کہ نون میں غنہ ہے اور باء اس سے خالی ہے نیز غنہ ہی کی رعایت کے سبب میم کا باء میں ادغام نہیں ہوتا

حالانکہ یہ دونوں ہم مخرج بھی ہیں اور چار صفتوں (یعنی جَهْر، اِسْتِفَال، اِنْفِتَاح، اِذْلَاق) میں شریک بھی ہیں پس نون کا باء میں بدرجہ اولیٰ ادغام نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ تو اس کا ہم مخرج بھی نہیں ہے۔ ● اور اخفاء اس لئے مناسب نہیں کہ وہ اظہار اور ادغام کے درمیان ہے اور اس میں دونوں کا کچھ کچھ اثر بھی پایا جاتا ہے اور جب یہ تینوں وجوہ نہیں رہی تو اقلاب ہی باقی رہ گیا اس نون کو میم سے بدل لیا جو نون اور باء دونوں سے مناسبت رکھتا ہے نون سے غنہ میں اور باقی پانچ صفات (یعنی جَهْر، تَوَسُّط، اِسْتِفَال، اِنْفِتَاح، اِذْلَاق) میں اور باء سے مخرج میں اور چار صفات (یعنی جَهْر، اِسْتِفَال، اِنْفِتَاح، اِذْلَاق) میں اور اس لئے وہ دشواری بھی دور ہوگئی جو باء سے پہلے نون کے اظہار میں تھی۔ (مفتاح الکمال)

سوال: باء سے پہلے نون ساکن اور تنوین کو جب میم سے بدل کر اَنْۢبِیَآءِ کو اَمْبِیَآءِ پڑھیں گے تو کیا دُنْیَا، قِنْوَانٌ وغیرہ کی طرح کلمہ کی اصل مشتبہ نہیں ہو جائے گی؟

جواب: یہ اشکال یہاں وارد نہیں ہوتا کیونکہ نہ صرف قرآن میں بلکہ تمام عربی زبان میں کوئی کلمہ بھی ایسا نہیں جس میں باء سے پہلے اصلی میم ہو پس یہ بات واضح ہے کہ اَنْۢبِیَآءِ میں جو میم ہے وہ اصلی نہیں بلکہ نون سے بدلا ہوا ہے۔

سوال: اخفاء کے لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اخفاء کے لغوی معنیٰ ہیں "اَلسَّتْرُ چھپانا اور پوشیدہ کرنا" اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) یہ ہے هُوَ النُّطْقُ بِحَرْفٍ سَاكِنٍ عَارٍ اَیْ خَالٍ عَنِ التَّشْدِيْدِ عَلٰى صِفَةٍ بَيْنَ الْاِظْهَارِ وَالْاِدْغَامِ مَعَ بَقَاءِ الْغُنَّةِ فِي الْحَرْفِ الْاَوَّلِ یعنی نون ساکن اور تنوین کو بغیر تشدید کے اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر غنہ زمانی کیساتھ ادا کرنا اور درمیانی کیفیت کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن اور تنوین کو ضعیف مخرج کے ساتھ ادا کرنا۔

سوال: اخفاء کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: نون ساکن اور تنوین کے بعد اُن تیرہ حرفوں (یعنی چھ حروف حلقی اور چھ حروف

نیز مَلُوْنَ اور ایک حرف باء) کے سوا جن کا ذکر قاعدہ نمبر ۲، ۳، ۴ میں آچکا ہے اور کوئی حرف آئے تو وہاں نون ساکن اور تنوین کو غنہ اور اخفاء کے ساتھ پڑھیں گے۔

سوال: نون ساکن اور تنوین کا کتنے حرفوں سے پہلے اخفاء ہوتا ہے نیز وہ حروف کون کون سے ہیں؟

جواب: (چھ حروف حلقی اور چھ حروف یَرْمَلُوْنَ اور ایک حرف باء کے علاوہ بقیہ پندرہ حرفوں سے پہلے نون ساکن اور تنوین کا اخفاء ہوتا ہے) اور وہ پندرہ حروف یہ ہیں: ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک، اور الف کو اسلئے شمار نہیں کیا کہ وہ نون ساکن کے بعد (اور اسی طرح میم ساکن اور لام تعریف کے بعد) نہیں آسکتا۔

سوال: الف نون ساکن (اور میم ساکن کے بعد اور اسی طرح لام تعریف) کے بعد کیوں نہیں آسکتا؟

جواب: اس لئے کہ الف خود ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے بعد ساکن کا تلفظ ممکن نہیں (اور ایسے ہی میم ساکن اور لام تعریف بھی)۔

سوال: مذکورہ پندرہ حرفوں سے پہلے نون ساکن اور تنوین کا اخفاء کیوں ہوتا ہے؟

جواب: اسلئے کہ ان حروف کے مخارج نہ تو نون سے حروف حلقی کے برابر دور ہیں تاکہ اُن سے پہلے اظہار ضروری ہو جاتا اور نہ یَرْمَلُوْنَ کے حروف کی طرح مخرج وصفات لَازِمَہ میں نون کے قریب ہیں کہ ادغام واجب ہو جاتا بلکہ دونوں کے درمیان درمیان ہیں اسی لئے اس کا حکم بھی وہی دیا گیا جو اظہار وادغام کے درمیان ہے اور وہ اخفاء ہی ہے۔

سوال: اخفاءِ حقیقی کے درجات کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: اخفاءِ حقیقی کے درجات تین ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر طا، دال اور تاء آئیں تو اعلیٰ درجے کا اخفاء ہوتا ہے اور اس کو اخفاء قریب کہتے ہیں۔ ② نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ثاء، جیم، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، ظاء اور فاء میں سے کوئی حرف آئے تو درمیانے درجے کا اخفاء ہوگا اور اس کو اخفاء متوسط کہتے ہیں۔ ③ نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر قاف اور کاف آئیں تو ادنیٰ درجے کا اخفاء ہوتا ہے اور اس کو اخفاء بعید کہتے ہیں۔ ❁ اور یہ فن کی باریک چیزوں میں سے ہیں اور یاد رکھو کہ

یہ درجات نون کے مخرج پر اعتماد کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے ہیں سو اخفاء قریب میں مخرج سے تعلق نہ ہونے کے درجہ میں یعنی اضعف اور متوسط میں ضعیف اور اخفاء بعید میں کسی قدر زیادہ ہوتا ہے نہ اتنا قوی کہ جتنا اظہار خالص کی حالت میں ہوتا ہے۔

سوال: نون مخفی (یعنی اخفاء والے نون) کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نون مخفی کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج اصلی (یعنی کنارہ زبان اور تالو) سے علیحدہ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر اس طرح پڑھیں کہ نہ ادغام ہو نہ اظہار بلکہ دونوں کی درمیانی حالت ہو یعنی نہ تو اظہار کی طرح اس کے ادا میں سر زبان تالو سے لگے اور نہ ادغام کی طرح بعد والے حرف کے مخرج سے نکلے بلکہ بدون دخل زبان کے اور بدون تشدید کے صرف خیشوم میں غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے باقی رکھ کر ادا کیا جائے اور نون کے اس اخفاء کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے یہاں تشدید کی نفی کی وضاحت کیوں فرمائی ہے؟ کیونکہ جب سر زبان تالو سے لگتا ہی نہیں تو تشدید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے یہاں تشدید کی نفی کی وضاحت اس لئے فرمائی ہے تاکہ اخفاء مع الغنہ اور ادغام ناقص کا فرق خوب واضح ہو جائے۔

سوال: اگر اس اخفاء کی مشق کسی ماہر استاذ سے میسر نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: جب تک اس اخفاء کی مشق کسی ماہر استاذ سے میسر نہ ہو اس وقت تک صرف غنہ (یعنی اظہار مع الغنہ) ہی کے ساتھ پڑھتا رہے کہ دونوں (یعنی اخفاء مع الغنہ اور اظہار مع الغنہ) سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہی ہیں جیسے: أَنذَرْتَهُمْ مِنْ قَوْمٍ ظَلَمُوا وغیرہ۔

سوال: متن کی عبارت "صرف غنہ ہی کے ساتھ پڑھتا رہے" سے کیا مراد ہے؟

جواب: "صرف غنہ" سے مراد "اظہار مع الغنہ" ہی ہے کیونکہ "صرف غنہ" کے تو کوئی معنی ہی نہیں۔

سوال: متن کی عبارت "دونوں سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہی ہیں" سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد "اخفاء مع الغنہ" اور "اظہار مع الغنہ" کی وہ ظاہری مشابہت ہے جو غنہ کی وجہ سے ان دونوں میں پیدا ہوتی ہے ورنہ حقیقت کی رو سے تو ان دونوں میں

بڑا فرق ہے کیونکہ اظہار میں زبان کا سرا تالو کے ساتھ لگتا ہے اور اخفاء میں نہیں لگتا۔
سوال: اِس اخفاء کو اخفاءِ حقیقی کیوں کہتے ہیں؟
جواب: اسلئے کہ میم ساکنہ کے اخفاء کے مقابلہ میں نون کا اخفاء اصلی اور کامل ہوتا ہے اور اسی لئے میم کے اخفاء کو اخفاء ناقص بھی کہتے ہیں۔
سوال: غنہ اور اخفاء میں کیا فرق ہے؟
جواب: ① اخفاء کو غنہ لازم ہے جبکہ غنہ کو اخفاء لازم نہیں۔ ② اخفاء میں نوک زبان نون کے ذاتی مخرج میں نہایت ضعف کے ساتھ لگتی ہے اور غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے خیشوم سے ادا کیا جاتا ہے ایسے ہی میم کے اخفاء کے وقت آواز کا زیادہ زور خیشوم میں ہوگا اور مخرج اصلی سے تعلق ضعیف ہوتا ہے اسی طرح نون کا ادغام واؤ اور یاء میں ادغام بالغنہ ہی ہوتا ہے مگر نون کا مخرج ادغام کے وقت مدغم فیہ کے مخرج سے بدل جاتا ہے اور غنہ بقدر ایک الف کے بطور صفت کے ادا کیا جاتا ہے۔
سوال: اخفاء مع الغنہ اور ادغام ناقص میں کیا فرق ہے؟
جواب: ① اخفاء میں تشدید نہیں ہوتی جبکہ ادغام میں تشدید ہوتی ہے۔ ② اخفاء میں حروف کو اپنی ذات میں چھپایا جاتا ہے اور ادغام میں اپنی ذات میں نہیں بلکہ مابعد والے حرف میں چھپایا جاتا ہے چنانچہ اخفاء کے وقت کہا جائے گا أَخْفَيْتُ النُّوْنَ عِنْدَ السِّيْنِ (یعنی میں نے چھپایا نون کو سین کے پاس) اور ادغام کے وقت کہا جائے گا أَدْغَمْتُ النُّوْنَ فِي الْيَاءِ (یعنی میں نے نون کو یاء میں داخل کردیا)۔ (المرشد ص ۲۷۷)
سوال: دسویں لمعہ" کا خلاصہ کیا ہے؟
جواب: مصنف رحمہ اللہ نے دسویں لمعہ" میں نون ساکن اور مشدد کے قاعدے بیان فرمائے ہیں چنانچہ نون اگر مشدد ہو تو اس میں (ایک الف کے برابر) غنہ ضروری ہے۔ ❁ اور نون اگر ساکن ہو تو اس کے درج ذیل چار قاعدے ہیں:۔ ① اظہار ② ادغام ③ اقلاب ④ اخفاء۔ ❁ پس اگر نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا اور اگر نون ساکن اور تنوین کے بعد يَرْمَلُوْنَ کے چھ حروف

میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا اور اگر نون ساکن اور تنوین کے بعد باء آئے تو اقلاب ہوگا اور اگر نون ساکن اور تنوین کے بعد چھ حروف حلقی چھ حروف یَرْمَلُوْنَ، ایک باء اور الف کے سوا باقی پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا۔

❀❀❀❀❀❀

نویں اور دسویں لمعہ کا تتمہ

ادغام کی تفصیلی بحث

سوال: ادغام کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: ادغام کے لغوی معنی ہیں "اِدْخَالُ الشَّيْءِ فِي الشَّيْءِ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں ملانا یا داخل کرنا" اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) یہ ہے: هُوَ خَلْطُ حَرْفٍ سَاكِنٍ بِمُتَحَرِّكٍ بِحَيْثُ يَصِيْرَانِ حَرْفًا وَّاحِدًا مُّشَدَّدًا كَالثَّانِيْ وَ يَتَحَرَّكُ الْعُضْوُ عِنْدَ اَدَاءِهِمَا تَحَرُّكًا وَّاحِدًا یعنی حرف ساکن کو متحرک حرف میں ملا کر اس طرح یکذات کر دیں کہ ان دونوں سے دوسرے حرف کے مانند ایک ہی حرف مشدد بن جائے جس کی ادائیگی میں عضو ایک ہی بار کام کرے۔

سوال: تعریف میں بیان کئے گئے حرف ساکن اور حرف متحرک کا اصطلاحی نام کیا ہے؟

جواب: حرف ساکن کو اصطلاح میں مدغم (یعنی وہ حرف جس کا ادغام کیا جائے) اور حرف متحرک کو مدغم فیہ (یعنی وہ حرف جس میں حرف ساکن کا ادغام کیا جائے) کہتے ہیں۔

سوال: ادغام کے سبب کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: ادغام کے سبب تین ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① تماثل ② تجانس ③ تقارب۔

سوال: سبب کے اعتبار سے ادغام کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: سبب کے اعتبار سے ادغام کی تین قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① مثلین ② متجانسین ③ متقاربین۔

سوال: کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① تام ② ناقص۔
سوال: ادغام تام کی تعریف کیا ہے اور ناقص کی کیا؟
جواب: ادغامِ تام کی تعریف یہ ہے: مُدْغَمْ بِعَیْنِہٖ مُدْغَمْ فِیْہٖ بن جائے کہ نہ اُس کی ذات باقی رہے اور نہ ہی اُس کی کوئی صفت باقی رہے جیسے: مِنْ لَّدُنْہُ وغیرہ۔
اور ادغامِ ناقص کی تعریف یہ ہے: مُدْغَمْ بِعَیْنِہٖ مُدْغَمْ فِیْہٖ نہ بنے بلکہ اُس کی کوئی صفت باقی رہے جیسے: مَنْ یَّقُوْلُ کہ اِس میں صفتِ غنہ باقی ہے، اسی طرح لَئِنْ بَسَطْتَّ میں طاء کی صفتِ استعلاء اور اطباق باقی ہیں۔
سوال: سبب اور کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟
جواب: سبب اور کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی چھ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① مثلین تام ② مثلین ناقص ③ متجانسین تام ④ متجانسین ناقص ⑤ متقاربین تام ⑥ متقاربین ناقص۔ ان میں سے مثلین ناقص نہیں پائی جاتی کیونکہ مثلین ہمیشہ تام ہی ہوتا ہے ناقص نہیں ہوتا۔
سوال: ادغامِ مثلین کی تعریف کیا ہے؟ نیز یہ ادغام تام ہوتا ہے یا ناقص؟
جواب: مثلین کی تعریف یہ ہے: ایک حرف دوبارآ جائے پہلا پہلے کلمہ کے اخیر میں ہو اور دوسرا دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو، پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنے کو ادغام مثلین کہتے ہیں، یہ ادغام ہمیشہ تام ہی ہوتا ہے ناقص نہیں ہوتا کیونکہ اِس کا سبب قوی ہوتا ہے۔
سوال: ادغامِ متجانسین کی تعریف کیا ہے؟ نیز یہ ادغام تام ہوتا ہے یا ناقص؟
جواب: متجانسین کی تعریف یہ ہے: ایک مخرج کے دو حرف جمع ہوں، پہلا پہلے کلمہ کے اخیر میں ہو اور دوسرا دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو، پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنے کو ادغام متجانسین کہتے ہیں اور یہ ادغام تام بھی ہوتا ہے اور ناقص بھی۔
سوال: ادغامِ متقاربین کی تعریف کیا ہے؟ نیز یہ ادغام تام ہوتا ہے یا ناقص؟
جواب: متقاربین کی تعریف یہ ہے: قَرِیْبُ الْمَخْرَجْ یا قَرِیْبُ الصِّفَاتْ یا قَرِیْبُ الْمَخْرَجْ قَرِیْبُ الصِّفَاتْ دو حرف جمع ہوں، پہلا پہلے کلمہ کے اخیر میں ہو اور

دوسرا دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو، پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنے کو ادغام متقاربین کہتے ہیں اور یہ ادغام تام بھی ہوتا ہے اور ناقص بھی۔

سوال: قرآن مجید میں ادغام مثلین کی کل کتنی صورتیں آئی ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں ادغام مثلین کی کل صورتیں تقریباً چودہ پائی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:

نمبر شمار	مدغم و مدغم فیہ	مثالیں
۱	باء کا باء میں	جیسے: اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ وغیرہ
۲	تاء کا تاء میں	جیسے: فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وغیرہ
۳	دال کا دال میں	جیسے: قَدْ دَّخَلُوْا وغیرہ
۴	ذال کا ذال میں	جیسے: اِذْ ذَّهَبَ وغیرہ
۵	راء کا راء میں	جیسے: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ وغیرہ
۶	عین کا عین میں	جیسے: تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ وغیرہ
۷	فاء کا فاء میں	جیسے: فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ وغیرہ
۸	کاف کا کاف میں	جیسے: يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وغیرہ
۹	لام کا لام میں	جیسے: قُلْ لَّكُمْ وغیرہ
۱۰	میم کا میم میں	جیسے: وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وغیرہ
۱۱	نون کا نون میں	جیسے: مِنْ نَّصِيْرٍ وغیرہ
۱۲	واؤ لین کا واؤ متحرک میں	جیسے: اَوْ وَّزَنُوْهُمْ وغیرہ
۱۳	هاء کا هاء میں	جیسے: اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ وغیرہ
۱۴	یاء کا یاء میں	جیسے: بِيَدَيَّ وغیرہ

سوال: بِيَدَيَّ میں تو ایک یا لکھی ہوئی ہے تو یہاں یا کا یا میں ادغام کیسے ہوا ہے؟

جواب: بِيَدَيَّ میں اگرچہ دال کے بعد ایک ہی یاء لکھی ہوئی ہے لیکن اصل میں دو ہیں پہلی تثنیہ کی اور دوسری ضمیر متکلم کی مگر چونکہ دوسری یاء ایک حرفی ہے اس لئے قرآن کے

کاتبوں نے تلفظ کا اعتبار کرتے ہوئے ایک ہی یاء لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

سوال: قرآن مجید میں ادغامِ متجانسین کی کل کتنی صورتیں پائی گئی ہیں؟ نیز تام کی کتنی ہیں اور ناقص کی کتنی؟

جواب: قرآن مجید میں ادغامِ متجانسین کی کل سات صورتیں پائی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

نمبر شمار	مدغم ومدغم فیہ	مثالیں
۱	تاء کا دال میں	جیسے: أَثْقَلَت دَّعَوَا اللّٰهَ وغیرہ
۲	تاء کا طاء میں	جیسے: وَقَالَت طَّائِفَةٌ وغیرہ
۳	دال کا تاء میں	جیسے: قَد تَّبَيَّنَ وغیرہ
۴	ذال کا ظاء میں	جیسے: إِذ ظَّلَمُوا وغیرہ
۵	ثاء کا ذال میں	جیسے: يَلْهَث ذَّٰلِكَ (بحالتِ وصل)
۶	باء کا میم میں	جیسے: ارْكَب مَّعَنَا
۷	طاء کا تاء میں	جیسے: أَحَطتُ وغیرہ

سوال: ادغامِ متجانسین کی مذکورہ ساتوں صورتوں میں سے تام کی کونسی ہیں اور ناقص کی کونسی؟

جواب: ادغامِ متجانسین کی مذکورہ سات صورتوں میں سے پہلی چھ صورتیں تام کی ہیں اور ساتویں ناقص کی۔

سوال: ادغامِ متجانسین کی مذکورہ ساتوں صورتوں میں صرف ادغام ہی ضروری ہے یا اظہار بھی جائز ہے؟

جواب: ادغامِ متجانسین کی مذکورہ سات صورتوں میں سے پہلی چار صورتوں میں تو صرف ادغام ہی ضروری ہے، البتہ پانچویں اور چھٹی صورت یعنی يَلْهَث ذَّٰلِكَ اور ارْكَب مَّعَنَا میں جزریۃ کے طریق سے اظہار بھی جائز ہے، اگرچہ شاطبیۃ کے طریق سے ادغام ہی ضروری ہے۔

سوال: روایتِ حفص کے موافق قرآن مجید میں ادغامِ متقاربین کی کتنی صورتیں پائی گئی ہیں

اور کون کونسی ہیں؟

جواب: لام تعریف کے حروف شمسیہ میں ادغام کے علاوہ ادغام متقاربین کی بھی روایت حفص کے موافق قرآن مجید میں کل سات صورتیں آئی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

نمبر شمار	مدغم و مدغم فیہ	مثالیں
۱	نون ساکن اور تنوین کا لام میں	جیسے مِن لَّدُنْهُ، هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ وغیرہ
۲	نون ساکن اور تنوین کا راء میں	جیسے مِن رَّبِّهِمْ، مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا وغیرہ
۳	لام کا راء میں	جیسے: قُل رَّبِّ وغیرہ
۴	نون ساکن اور تنوین کا واؤ میں	جیسے: مِن وَّلِيٍّ، مَغْفِرَةٌ وَّرَحْمَةٌ وغیرہ
۵	نون ساکن اور تنوین کا یاء میں	جیسے: مَن يَّقُوْلُ، يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ وغیرہ
۶	قاف کا کاف میں	جیسے: اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ
۷	نون ساکن اور تنوین کا میم میں	جیسے: مِن مَّاءٍ مَّهِيْنٍ وغیرہ

سوال: ادغام متقاربین کی مذکورہ سات صورتوں میں سے تام کی کتنی ہیں اور ناقص کی کتنی؟

جواب: ادغام متقاربین کی مذکورہ سات صورتوں میں سے پہلی تین صورتیں تو تام کی ہیں اور چوتھی اور پانچویں ناقص کی، جبکہ چھٹی میں خلف ہے یعنی تام اور ناقص دونوں جائز ہیں، مگر تام اولیٰ ہے، پس تام میں تو قاف کو بالکل کاف سے بدل کر اور ناقص میں قاف کی صفت اِستِعلاء کو باقی رکھ کر ادغام کیا جاتا ہے۔ رہی ساتویں؟ سو وہ مختلف فیہ ہے یعنی بعض اس کو تام کہتے ہیں اور بعض ناقص اور تفصیل ان کی یہ ہے کہ اس میں شیخ ابن کیسان رحمہ اللہ کی رائے پر تو غنہ مدغم (یعنی نون ساکن) کا ہے اور جمہور کی رائے پر غنہ مدغم فیہ (یعنی میم) کا، پس پہلی صورت میں ناقص ہوگا اور دوسری صورت میں تام، مگر یہ اختلاف صرف لفظی ہے، ادا پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، وہ ہر دو اقوال کی رو سے یکساں اور برابر ہے ہی ہے، خوب سمجھ لو۔

سوال: مدغم کے اعتبار سے ادغام کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: مدغم کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① ادغام کبیر ② صغیر۔

سوال: ادغام کبیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: مدغم اور مدغم فیہ دونوں متحرک ہوں اور مدغم کو ساکن کرکے مدغم فیہ میں داخل کیا جائے تو وہ ادغام کبیر کہلاتا ہے جیسے: مَکَّنِّیْ اصل میں مَکَّنَنِیْ تھا۔

سوال: حضرت حفص رحمہ اللہ کی روایت میں ادغام کبیر کتنی جگہ ہوا ہے؟

جواب: حضرت حفص رحمہ اللہ کی روایت میں ادغام کبیر صرف درج ذیل پانچ کلمات میں ہوا ہے:۔ ① نِعِمَّا دو جگہ (سورۃ بقرۃ کے رکوع نمبر ۳۷، اور سورۃ النساء کے رکوع نمبر ۸ میں) ② اَتُحَآجُّوْنِّیْ (سورۃ انعام کے رکوع نمبر ۹ میں) ③ مَکَّنِّیْ (سورۃ کہف کے رکوع نمبر ۱۱ میں) ④ تَاْمُرُوْنِّیْ (سورۃ الزمر کے رکوع نمبر ۷ میں) ⑤ لَا تَاْمَنَّا (سورۃ یوسف کے رکوع نمبر ۲ میں) نِعِمَّا اصل میں نِعْمَ مَا، اَتُحَآجُّوْنِّیْ اصل میں اَتُحَآجُّوْنَنِیْ، مَکَّنِّیْ اصل میں مَکَّنَنِیْ، تَاْمُرُوْنِّیْ اصل میں تَاْمُرُوْنَنِیْ اور لَا تَاْمَنَّا اصل میں لَا تَاْمَنُنَا تھا اور ان میں سے پہلے لفظ یعنی نِعْمَ مَا میں تو پہلا میم اور باقی چار میں پہلا نون متحرک تھا پھر ان کو ساکن کرکے دوسرے میں ادغام کردیا۔

سوال: کیا ان پانچوں کلمات میں صرف ادغام ہی ہوتا ہے یا کوئی دوسری وجہ بھی ہے؟

جواب: پہلے چار لفظوں میں تو صرف ادغام ہی ہوتا ہے اور پانچویں لفظ یعنی لَا تَاْمَنَّا میں دو وجہیں ہیں:۔ ① ادغام ② اظہار۔ لیکن ادغام کے ساتھ اشمام اور اظہار کے ساتھ روم ضروری ہے، پس خالص ادغام اور خالص اظہار جائز نہیں۔

سوال: ادغام مع الاشمام اور اظہار مع الروم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: ادغام مع الاشمام کا طریقہ یہ ہے کہ نون کی تشدید اور اُس کے غنہ کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کو اسی طرح گول کرلیا جائے جس طرح ضمہ (یعنی پیش) میں کیے جاتے ہیں اور اِس کی پوری کیفیت اُستاد کے ہونٹوں کو دیکھ کر ہی سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور اظہار مع الروم کا طریقہ یہ ہے پہلے نون کے ضمہ کو کامل طور پر ادا نہ کیا جائے بلکہ اُس کو

سرعت اور جلدی کے ساتھ اس طرح ادا کیا جائے کہ جس طرح کوئی چیز اُچک لی جاتی ہے اور اس کی صحیح کیفیت ادا بھی اُستاد کی زبان سے سننے سے معلوم ہو سکتی ہے۔

سوال: ادغام صغیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: اگر مدغم پہلے ہی سے ساکن ہو جیسا کہ قُلْ رَّبِّ اور عَبَدْتُّمْ جیسی مثالوں میں ہے تو اس ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں۔

سوال: ادغام کبیر کو کبیر کیوں کہتے ہیں اور ادغام صغیر کو صغیر کیوں؟

جواب: کبیر کو کبیر کہنے کی درج ذیل چار وجوہ ہیں ① قرآن میں صغیر کی بہ نسبت کبیر زیادہ آیا ہے، اسلئے کہ سکون کی بہ نسبت حرکت زیادہ ہے۔ ② بعض نے کہا ہے کہ اس میں ادغام سے پہلے متحرک حرف کو ساکن کرنا پڑتا ہے (تو اس میں صغیر کی بہ نسبت عمل زیادہ ہوتا ہے۔ پس اگر کبیر مثلین میں ہو تو دو عمل کرنے پڑتے ہیں یعنی اول کو ساکن کرنا، پھر دوسرے سے ملانا جیسے: قِيلَ لَهُمْ ۔اس کے برعکس صغیر میں صرف ایک عمل کرنا پڑتا ہے یعنی پہلے حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر اس کو مشدد کرنا جیسے: وَقَدْ دَّخَلُوا اور اگر ادغام کبیر متجانسین اور متقاربین میں ہو تو تین عمل ہوتے ہیں ① اول کو ساکن کرنا ② پھر دوسرے سے بدلنا ③ پھر اس میں ملا کر مشدد کر دینا جیسے: وَلْتَأْتِ طَّآئِفَةٌ اور وَمَن يَفْعَل ذَّٰلِكَ اور اس کے مقابلے میں صغیر اگر متجانسین اور متقاربین میں ہو تو دو کام کرنے پڑتے ہیں ① اول کو ثانی سے بدلنا ② پھر اس میں ملا کر مشدد کر دینا جیسے: وَقَالَت طَّآئِفَةٌ اور قُل رَّبِّ۔ ③ کبیر بہ نسبت صغیر کے دشوار ہے۔ ④ یہ مثلین، متجانسین اور متقاربین تینوں قسموں میں ہوتا ہے جبکہ صغیر واجب میں سے متقاربین میں کم ہے۔ نیز مثلین میں جائز واختلافی بالکل معدوم ہے (کتاب النشر جلد نمبر ۱) ● اور ادغام صغیر کو صغیر اسلئے کہتے ہیں کہ صغیر بمعنی قلیل ہے یعنی اس میں عمل کم کرنا پڑتا ہے کہ مدغم پہلے سے ساکن ہوتا ہے اور اس کو مدغم فیہ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

سوال: ادغام کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: ادغام کا فائدہ تخفیف اور آسانی ہے یعنی ادغام کی وجہ سے کلمہ کا ادا کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں دو حرفوں کے ادا کرنے کیلئے مخرج کو ایک بار حرکت ہوتی ہے۔

سوال: ادغام کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ادغام کی وجہ قُربِ مخارج یعنی اصلوں کے اعتبار سے قُرب ہے۔

سوال: ادغام کی شرط کیا ہے؟

جواب: ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم (یعنی پہلا حرف) ساکن ہو اور مدغم فیہ (یعنی دوسرا حرف) متحرک ہو جیسے: اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ، وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ اور قُلْ رَّبِّ وغیرہ دیکھو ان تینوں مثالوں میں پہلا حرف ساکن ہے اور اسی وجہ سے ان میں ادغام ہوتا ہے پس جِبَاهُهُمْ، جَعَلَكُمْ بَيْنَكُمْ اور خَلَقَ كُلَّ وغیرہ میں ادغام نہ ہوگا اس لئے کہ ان میں ادغام کی شرط نہیں پائی جاتی یعنی پہلا حرف ساکن نہیں ہے۔

لامِ تعریف کے احکام

سوال: لامِ تعریف کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی اسم معرفہ کو نکرہ بنانے کے لئے اس کے شروع میں جو لام داخل کیا جاتا ہے اس کو لامِ تعریف کہتے ہیں۔

سوال: لامِ تعریف کے کتنے احکام ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: لامِ تعریف کے دو احکام ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① اظہار ② ادغام۔

سوال: لامِ تعریف کے اظہار کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: لامِ تعریف کے بعد اگر ان چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے جن کا مجموعہ اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ (یعنی تو اپنے حج کی خوبی کو تلاش کر اور ڈر تو اس کے بانجھ یعنی بے ثواب ہو جانے سے) ہے تو اظہار ہوگا جیسے:۔ اَلْاٰنَ، اَلْبَغْلِ، اَلْغُرُوْرِ، اَلْحَسَنَةِ، بِالْجُنُوْدِ، اَلْكَوْثَرَ، اَلْوَاقِعَةُ، اَلْخَاطِئِيْنَ، اَلْفَائِزُوْنَ، اَلْعُل، اَلْقِيْلُ، اَلْيَوْمَ، اَلْمُحْسِنَاتِ وغیرہ۔

سوال: لامِ تعریف کے ادغام کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: لامِ تعریف کے بعد اگر مذکورہ چودہ حرفوں کے سوا باقی چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے گا تو ادغام ہوگا جیسے وَالضُّحٰی، وَالذّٰرِیٰتِ، اَلثَّاقِبُ، اَلنَّازِعٰتِ، اَلتَّآئِبُوْنَ، اَلزَّانِیْ، اَلسّٰلِکِیْنَ، اَلرَّحْمٰنُ، اَلشَّمْسُ، وَلَا الضَّآلِّیْنَ، اَلطَّارِقُ، اَلظّٰلِمِیْنَ، فَلِلّٰهِ، اَلنَّجْمُ وغیرہ۔

سوال: جن چودہ حرفوں سے پہلے لامِ تعریف کا اظہار ہوتا ہے اُن کو کیا کہتے ہیں اور جن چودہ حرفوں میں لامِ تعریف کا ادغام ہوتا ہے اُن کو کیا؟

جواب: جن چودہ حرفوں سے پہلے لامِ تعریف کا اظہار ہوتا ہے اُن کو حُروفِ قَمَرِیَّۃ اور جن چودہ حرفوں میں لامِ تعریف کا ادغام ہوتا ہے اُن کو حُروفِ شَمْسِیَّۃ کہتے ہیں۔

سوال: حُروفِ قَمَرِیَّۃ کو قَمَرِیَّۃ کیوں کہتے ہیں اور حُروفِ شَمْسِیَّۃ کو شَمْسِیَّۃ کیوں؟

جواب: لامِ تعریف کو ستاروں سے اور حُروفِ قَمَرِیَّۃ کو چاند سے اور حُروفِ شَمْسِیَّۃ کو سورج سے تشبیہ دی گئی ہے، پس جس طرح چاند کی روشنی میں ستارے غائب نہیں ہوتے اُسی طرح حُروفِ قَمَرِیَّۃ سے پہلے لامِ تعریف کا اظہار ہوتا ہے اور جس طرح سورج کی روشنی میں ستارے غائب ہو جاتے ہیں اُسی طرح لامِ تعریف کا حُروفِ شَمْسِیَّۃ میں ادغام ہوتا ہے۔

موانعِ ادغام

سوال: موانعِ ادغام کیا کیا ہیں؟

جواب: ادغام کے موانع درج ذیل ہیں:۔ (۱) جب دو واؤ یا دو یا جمع ہوں اور پہلا مدہ ہو جیسے: قَالُوْا وَهُمْ، فِیْ یَوْمٍ وغیرہ تو ادغام نہ ہوگا۔ (۲) حرفِ حلقی کا کسی حرفِ غیر حلقی میں ادغام نہ ہوگا جیسے: لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا وغیرہ۔ (۳) مدغم یعنی پہلا حرف تائے مخاطب ہو جیسے: اَنْتَ تُكْرِهُ یا تائے متکلم ہو جیسے: كُنْتُ تُرٰبًا وغیرہ تو ادغام نہ ہوگا۔ (۴) مدغم منون (یعنی تنوین والا) ہو جیسے وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وغیرہ تو ادغام نہ ہوگا۔ (۵) مدغم مشدد ہو جیسے: تَمَّ مِیْقَاتُ وغیرہ تو ادغام نہ ہوگا۔ (۶) مدغم اور مدغم فیہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے: اَعْیُنَنَا، یُزَكِّیْكُمْ وغیرہ تو ادغام نہ ہوگا۔ (۷)

حرفِ حلقی کا اپنے مجانس میں ادغام نہ ہوگا جیسے: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وغیرہ۔ ⑧ حرفِ حلقی کا اپنے متقارب میں بھی ادغام نہ ہوگا جیسے: فَسَبِّحْهُ البتہ شیٔین میں ہوتا ہے جیسے: اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ، وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ اور مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ وغیرہ۔ ⑨ لام کا ادغام نون میں نہ ہوگا، ایک کلمہ میں ہوں جیسے: قُلْنَا، اَنْزَلْنَا، جَعَلْنَا وغیرہ یا دو کلموں میں ہوں جیسے: قُلْ نَعَمْ، هَلْ نُنَبِّئُكُمْ، بَلْ نَتَّبِعُ، البتہ لامِ تعریف کا نون میں ادغام ہوتا ہے جیسے: اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ النَّارُ، اَلنُّوْرُ اور اَلنَّاسِ وغیرہ کیونکہ وہ کثیر الاستعمال ہے۔

سوال: جب دو واؤ یا دو یاء جمع ہوں جیسے: قَالُوْا وَهُمْ اور فِيْ يَوْمٍ وغیرہ تو ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: قَالُوْا وَهُمْ اور فِيْ يَوْمٍ میں ادغام کرنے سے واؤ اور یاء کی صفتِ مدیت فوت ہوجائے گی کیونکہ صفتِ مدیت ایسی قابلِ لحاظ صفت ہے کہ اس کو ایک مستقل نام "مد تمکین" سے یاد کیا جاتا ہے اور "تمکین" کا مطلب یہ ہے کہ قاری کیلئے ضروری ہے کہ وہ دو واؤ اور دو یاء کے درمیان مدِ طبعی کی مقدار کے مطابق لطیف مد کرے تاکہ ادغام یا حذف سے حفاظت ہو جائے، چنانچہ ابو علی اہوازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم میں اظہار کے واجب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ (نہایت القول المفید)

سوال: یائے لین اور واوِ لین کا اپنے مثل میں ادغام ہوگا یا نہیں؟

جواب: یائے لین اور واوِ لین کا اپنے مثل میں باجماع ادغام ہوگا جیسے: لَدَيَّ اور عَصَوْا وَّكَانُوْا وغیرہ۔ (نہایت القول المفید)

سوال: حروفِ حلقی کا غیر حروفِ حلقی میں جیسے: لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا وغیرہ ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: حروفِ حلقی کا ادغام غیر حروفِ حلقی میں نہ ہونا تو اسلئے ظاہر ہے کہ ادغام کیلئے اتحادِ مخرج یا قربِ مخرج ضروری ہے اور یہاں یہ شرط نہیں پائی گئی کیونکہ غین حلقی ہے اور قاف لسانی۔ اصولِ مخارج کے اعتبار سے ہر ایک کی اصل علیحدہ ہے۔ (تعلیقاتِ مالکیہ)

سوال: مدغم تائے متکلم ہو جیسے: اَنْتَ تُكْرِهُ یا تائے متکلم ہو جیسے: كُنْتُ تُرَابًا وغیرہ تو ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: متکلم اور مخاطب کی تاء کا ادغام اسلئے نہیں ہوتا کہ یہ فاعل ہے جس کا حذف درست نہیں اور مدغم تقریباً حذف ہو جاتا ہے اور آنت میں فقط تاء کو ضمیر کہنا مجاز کی بنا پر ہے کیونکہ حقیقتاً تو پورا کلمہ ضمیر ہے۔

سوال: مدغم منون (یعنی تنوین والا) ہو جیسے نواسعٌ علیمٌ وغیرہ تو ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: جس حرف پر تنوین ہو اُس کا ادغام اسلئے نہیں ہوتا کہ تنوین کتابت میں نہ ہونے کے باوجود بھی مثلین میں قوی فاصل ہے کیونکہ یہ حرف صحیح ہے جو شعر کے وزن میں بھی معتبر ہے اور اس کی طرف ہمزہ کی حرکت بھی نقل کی جاتی ہے اور اجتماع ساکنین کی صورت میں اس پر کسرہ آتا ہے۔

سوال: مدغم مشدد ہو جیسے: تَمَّ مِيقَاتُ وغیرہ تو ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: اس لئے کہ اُس میں مشدد حرف کا مخفف ہونا لازم آتا ہے۔ (عنایات رحمانی)

سوال: مدغم اور مدغم فیہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے: أَعْيُنُنَا، رِزْقُكُمْ وغیرہ تو ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: اسلئے کہ ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم اور مدغم فیہ دو کلموں میں ہوں نہ کہ ایک کلمہ میں۔

سوال: حرف حلقی کا اپنے مجانس میں جیسے: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وغیرہ ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: ادغام سے مقصود کلمہ کے ادا کرنے میں تخفیف اور آسانی ہوتی ہے اور حروف حلقیہ کا اپنے مجانس میں ادغام کرنے سے اہل زبان کے نزدیک بجائے تخفیف اور آسانی کے تلفظ میں ثقالت آجاتی ہے اسلئے ان کا ایک دوسرے میں ادغام نہیں کرتے۔ (المنح الفکریہ)

سوال: حلقی کا اپنے متقارب میں جیسے: فَسَبِّحْهُ ادغام کیوں نہ ہوگا؟

جواب: اسلئے کہ ادغام کرنے سے بجائے تخفیف اور آسانی کے تلفظ میں ثقل آجاتا ہے۔

سوال: حروف حلقی کا اپنے مماثل میں (جیسے: أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ، وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ) ادغام کیوں ہوتا ہے؟

جواب: کیونکہ تماثل ادغام کا قوی ترین سبب ہے اور یوں بھی مثلین میں سے پہلا حرف جب ساکن ہو تو اس کو اظہار سے پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے بلکہ سکتہ لطیفہ کے

بغیر اظہار ہو ہی نہیں سکتا اس لئے تمام ائمہ نے ادغام ہی کو اختیار کیا گیا۔ واللہ اعلم

سوال: لام کا ادغام نون میں کیوں نہ ہوگا؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ لام میں نون کے مقابلہ میں ایک گونہ استقلال ہے بخلاف راء کے کہ اس کے مخرج کی طرف لام انحراف و میلان رکھتا ہے لہٰذا لام راء میں مدغم ہوتا ہے جیسے: قُلْ رَّبِّ، بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ وغیرہ۔

سوال: جب قُلْنَا اور قُلْ نَعُوْذُ جیسے کلمات میں لام کا ادغام نون میں نہیں ہوتا تو پھر قُلْ رَّبِّ میں لام کا راء میں ادغام کیوں ہوتا ہے کیونکہ لام و راء متجانسین یا متقاربین ہیں تو لام و نون بھی تو متجانسین یا متقاربین ہی ہیں؟

جواب: اگرچہ مخرج کی رو سے تو لام و نون اور لام و راء میں ایک جیسا قرب ہے لیکن نون کی صفتِ غنہ کی وجہ سے لام و نون میں ایک طرح کا بُعد اور اجنبیت سی پیدا ہو گئی ہے بخلاف لام و راء کے کہ ان میں یہ بات نہیں اس لئے لام کا راء میں تو ادغام کیا گیا ہے اور نون میں نہیں کیا گیا۔

سوال: جب قُلْ رَّبِّ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ میں لام کا ادغام راء میں ہوتا ہے تو رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ جیسی مثالوں میں راء کا ادغام لام میں کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: ادغام متجانسین اور متقاربین میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ مدغم ضعیف ہو اور مدغم فیہ قوی ہو کیونکہ قوی کا ضعیف حرف میں ادغام نہیں ہوتا، پس چونکہ راء صفتِ تکریر کی وجہ سے لام سے قوی ہے اسلئے لام کا راء میں ادغام کیا گیا ہے لیکن راء کا لام میں نہیں کیا گیا۔

❁❁❁❁❁❁❁

گیارہواں لمعہ

الف اور واؤ اور یاء کے قاعدوں میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "گیارہویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "گیارہویں لمعہ" میں تین حُروفِ مدہ (یعنی الف، واؤ، یاء) اور اُن کے ضمن میں حُروفِ لین کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

سوال: حُروفِ مدہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: حُروفِ مدہ تین ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① واؤ جبکہ ساکن ہو اور اُس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے: اَلْمَغْضُوْبِ۔ ② یاء جبکہ ساکن ہو اور اُس سے پہلے زیر ہو جیسے: نَسْتَعِیْنُ۔ ③ الف جبکہ ساکن بے جھٹکے ہو اور اُس سے پہلے زبر ہو جیسے: صِرَاطَ۔

سوال: کھڑا زبر اور کھڑی زیر اور اُلٹا پیش کا حکم کیا ہے؟

جواب: کھڑا زبر اور کھڑی زیر اور اُلٹا پیش بھی حُروفِ مدہ میں داخل ہیں کیونکہ کھڑا زبر "الف مدہ" کی آواز دیتا ہے اور کھڑی زیر "یاء مدہ" کی اور الٹا پیش "واؤ مدہ" کی۔

سوال: حُروفِ مدہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: حُروفِ مدہ کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① مکتوبی: یعنی جو رسم میں لکھے ہوئے ہوں۔ ② ملفوظی: یعنی جو لکھنے میں نہ ہوں اور پڑھنے میں ہوں البتہ تلفظ کے اعتبار سے دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

سوال: حُروفِ لین کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں؟

جواب: حُروفِ لین دو ہیں اور وہ یہ ہیں: ① واؤ جبکہ ساکن ہو اور اُس سے پہلے زبر ہو جیسے: مِّنْ خَوْفٍ وغیرہ۔ ② یاء جبکہ ساکن ہو اور اُس سے پہلے زبر ہو جیسے: وَالصَّیْفِ وغیرہ۔

سوال: مد کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: مد کے لغوی معنٰی ہیں "کھینچنا، دراز کرنا، لمبا کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: اِطَالَةُ الصَّوْتِ عَلٰی حَرْفٍ مِّنْ حُرُوْفِ الْمَدِّ اَوِ اللِّیْنِ بِحَسَبِ

اَلزِّوَایَۃ یعنی حُروفِ مدہ یا حُروفِ لین میں سے کسی حرف پر روایت کے مطابق آواز کو دراز کرنا۔

سوال: مدیت کے لئے حُروفِ مدہ اور حُروفِ لین کی وجہ خصوصیت کیا ہے؟

جواب: مدیت کیلئے حروفِ مدہ اور حُروفِ لین کی وجہ خصوصیت یہ ہے کہ حُروفِ مدہ کی تو ذات واصلیت میں ہی درازی اور مدیت کی صفت پائی جاتی ہے کہ اُس کے بغیر ان حُروف کی ذات کا وجود ہی قائم نہیں ہو سکتا اور حُروفِ لین لطافت ونرمی اور تحرّاکت میں حُروفِ مدہ کے مشابہ ہیں۔

سوال: مد کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: اولاً مد کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① مدِ اصلی ② مدِ فرعی۔

سوال: مدِ اصلی کی تعریف کیا ہے؟

جواب: مدِ اصلی وہ ہے جو بغیر کسی سبب کے پائی جائے اور اس کو مدِ ذاتی اور طبعی، لازمی اور قصر بھی کہتے ہیں۔

سوال: مدِ اصلی کی مقدار کیا ہے؟

جواب: مدِ اصلی کی مقدار ایک الف ہے۔

سوال: مدِ اصلی کا حکم کیا ہے؟

جواب: مدِ اصلی کا ادا کرنا واجب ہے اور چھوڑنا حرام ہے۔

سوال: مدِ فرعی کی تعریف کیا ہے؟

جواب: مدِ فرعی وہ ہے جس کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہو اور اس کو مدِ زائد بھی کہتے ہیں۔

سوال: مدِ فرعی کا حکم کیا ہے؟

جواب: مدِ فرعی کا چھوڑنا اگرچہ حرام تو نہیں مگر موجبِ گناہ ضرور ہے اس لئے کہ اگر مدِ فرعی ادا نہ کیا جائے تو حرف کی ذات تو معدوم نہیں ہوتی البتہ وہ حُسن اور خوبصورتی جو مد کرنے کی صورت میں پائی جاتی ہے وہ مد کے چھوڑنے کی صورت میں فوت ہو جائے گی۔

سوال: مدِ اصلی کو اصلی کیوں کہتے ہیں اور مدِ فرعی کو فرعی کیوں؟

جواب: اصل کے معنی "جڑ اور بنیاد" کے ہیں اور فرع کے معنی "تنا اور شاخ" کے ہیں چونکہ حروف مدہ مد کیلئے بمنزلہ جڑ اور بنیاد کے ہیں اسلئے اگر یہ ادا نہ ہوں تو مد کا وجود ہی نہیں ہوسکتا اور مد فرعی مد اصلی پر مد کی ایسی زائد مقدار کا نام ہے جیسے جڑ پر تنا اور شاخ زائد ہوتے ہے اسلئے پہلی کو مد اصلی اور دوسری کو مد فرعی کہتے ہیں پس جس طرح شاخ کا وجود جڑ کے بغیر نہیں ہوتا اسی طرح مد فرعی کا وجود بھی مد اصلی کے بغیر نہیں ہوتا اسی لئے اس کو مد زائد سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس طرح جڑ شاخ اور تنے کے بغیر بھی پائی جاتی ہے اسی طرح مد اصلی مد فرعی کے بغیر بھی پائی جاتی ہے۔

سوال: مد کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: ① مد کرنے سے تلاوت قرآن مجید میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ ② مد کرنے سے مقصور اور ممدود اسماء میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

سوال: مد کے لئے کتنی اور کن چیزوں کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے؟

جواب: مد اصلی کے لئے تو صرف ایک ہی چیز (یعنی محل مد) کا اور مد فرعی کے لئے دو چیزوں (یعنی محل مد اور سبب مد) کا پایا جانا ضروری ہے۔

سوال: محل مد اور سبب مد کسے کہتے ہیں؟

جواب: حروف مدہ (عام ہے کہ وہ حروف مدہ مکتوبی ہوں یا ملفوظی) اور حروف لین تو "محل مد اور شرط مد" کہلاتے ہیں اور ہمزہ اور سکون "سبب مد" چنانچہ جَآءَ، بِمَآ اُنْزِلَ، آٰلْٰٔنَ، دَآبَّةٍ، قٓ۝ تُكَذِّبٰنِ۝ میں الف اور بِالسُّوْٓءِ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا، نٓ۝ تَعْلَمُوْنَ۝ مِنْ خَوْفٍ۝ میں واؤ اور سِیْٓـَٔتْ، اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ، حٰمٓ۝ الرَّحِیْمِ۝ اور وَالصَّیْفِ۝ میں یا تو "شرط مد" یا محل مد کہلاتے ہیں اور ہمزہ اور سکون "سبب مد" پھر ان دو قسموں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں چنانچہ ہمزہ کی دو قسمیں تو یہ ہیں:۔ ① ہمزہ متصل ② ہمزہ منفصل۔ اور سکون کی دو قسمیں یہ ہیں:۔
① سکون اصلی اور لازمی ② سکون وقفی اور عارضی۔

سوال: اسباب مد کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ترتیب کیا ہے؟

جواب: اسباب مد کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ترتیب یہ ہے:۔ ① سکون اصلی ② ہمزہ متصل ③ سکون عارضی ④ ہمزہ منفصل۔

سوال: ہمزہ کس محل مد کا سبب بن سکتا ہے اور سکون کس کا؟

جواب: حروف مدہ کے "مد" کے لئے ہمزہ اور سکون میں سے ہر ایک سبب بن سکتا ہے اور حروف لین کے "مد" کا سبب صرف سکون ہی بن سکتا ہے اسلئے کہ حروف لین مد کا ضعیف محل ہیں اس بنا پر اُن کیلئے سکون ہی سبب بن سکتا ہے کیونکہ وہ قوی سبب ہے (جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے) بخلاف ہمزہ کے کہ وہ مد کا ضعیف سبب ہے جو ضعیف محل مد کے مد کا سبب بنے کی لیاقت نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم

سوال: مد اصلی اور مد فرعی کی کتنی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: مد اصلی کی تو کوئی قسم نہیں ہے اور مد فرعی کی اجمالی چار قسمیں ہیں اور تفصیلی نو۔

سوال: مد فرعی کی اجمالی چار قسمیں کون کونسی ہیں اور تفصیلی نو قسمیں کونسی؟

جواب: مد فرعی کی اجمالی چار قسمیں تو یہ ہیں:۔ ① واجب ② جائز ③ لازم ④ عارض۔ اور تفصیلی نو قسمیں یہ ہیں:۔ ① مد متصل یا واجب ② مد منفصل یا جائز ③ مد لازم کلمی مخفف ④ مد لازم کلمی مثقل ⑤ مد لازم حرفی مخفف ⑥ مد لازم حرفی مثقل ⑦ مد لازم لین ⑧ مد عارض وقفی ⑨ مد عارض لین۔

سوال: قوت اور ضعف کے اعتبار سے مدات کے درجات کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب: چھ ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① مد لازم کی چاروں قسمیں ② مد متصل ③ مد عارض وقفی ④ مد منفصل ⑤ مد لازم لین ⑥ مد عارض لین۔

سوال: مد متصل کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حرف مدہ اور یہ ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں وہاں اس مدہ کو بڑھا کر پڑھیں گے اور اس بڑھا کر پڑھنے کو مد کہتے ہیں جیسے: سَوَآءٌ، سُوْٓءًا، سِیْٓئَتْ اور اس کا نام مد متصل ہے اور اس کو مد واجب بھی کہتے ہیں۔

سوال: مد متصل یا واجب کی مقدار کتنی ہے؟

جواب: مد متصل میں توسط ہوتا ہے اور توسط اسلئے کہ حروف مدہ ضعیف اور ہمزہ قوی ہے اور اس قوت وضعف کی وجہ سے کلمہ میں ثقل آ جاتا ہے اس ثقل کو دور کرنے کیلئے توسط کرتے ہیں۔

سوال: توسط کی مقدار کتنی ہے؟

جواب: توسط کی مقدار کے بارے میں چار قول ہیں:۔ ① دو الف ② ڈھائی الف ③ تین الف ④ چار الف۔

سوال: مد متصل کو متصل اور واجب کیوں کہتے ہیں؟

جواب: متصل تو اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں حرف مدہ اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں مل کر اور جڑ کر آتے ہیں اور واجب اسلئے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک تمام قراء اس مد پر متفق نظر آتے ہیں اور الشیخ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے باوجود تلاش کے قصر کسی قراءت صحیحہ یا شاذہ میں نہیں پایا بلکہ روایت صحیحہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے مد ہونے پر نص آتی ہے جس کو سعید بن نصیر نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ ہم سے شہاب بن حراش نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یزید بن کندی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے اس نے "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ" کو مد کے بغیر پڑھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا اس شخص نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن! آنحضرت ﷺ نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ" پڑھا اور "لِلْفُقَرَآءِ" پر مد کیا اور فرمایا تم بھی اس کو مد کے ساتھ پڑھو اس حدیث کے تمام رواوی ثقہ ہیں اور طبرانی نے اس کو اپنی معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔

سوال: مد منفصل کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حرف مدہ اور وہ ہمزہ ایک کلمہ میں نہ ہوں بلکہ ایک کلمہ کے اخیر میں تو حرف مدہ ہو اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو وہاں بھی

اس مدہ کو بڑھا کر یعنی مد کے ساتھ پڑھیں گے جیسے: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا مگر یہ مد اُس وقت ہوگا جب دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں اور اگر کسی وجہ سے پہلے کلمہ پر وقف کر دیا تو پھر یہ مد نہ پڑھیں گے اور اس کو مد منفصل اور مد جائز بھی کہتے ہیں۔

سوال: مد منفصل کو منفصل اور جائز کیوں کہتے ہیں؟

جواب: منفصل تو اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حرف مدہ اور ہمزہ دو کلموں میں جدا ہو کر آتے ہیں اور جائز اس لئے کہ ① یہ مد بعض روایتوں میں ہوتا ہے اور بعض میں نہیں جس کی تفصیل قراءات کی کتابوں میں موجود ہے بلکہ خود روایت حفصؒ میں بھی جزریہ کے طریق سے اس مد میں توسط اور قصر دونوں جائز ہیں نیز ② یہ مد اُس وقت ہوتا ہے جب دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں اور اگر کسی وجہ سے پہلے کلمہ پر وقف کر دیا تو پھر یہ مد نہ پڑھیں گے پس اگر اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ میں اِنَّآ پر اور اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ میں اَلَّذِيْٓ پر اور قَالُوْٓا اٰمَنَّا میں قَالُوْٓا پر وقف کر دیا تو اُس وقت یہ مد نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں صرف مد اصلی ہوگا۔

سوال: مد منفصل یا مد جائز کی مقدار کیا ہے؟

جواب: مد منفصل میں بطریق شاطبی تو صرف توسط ہے اور بطریق جزری توسط اور قصر دونوں جائز ہیں۔

سوال: مد متصل اور مد منفصل میں کیا فرق ہے؟

جواب: مد متصل اور مد منفصل میں درج ذیل پانچ فرق ہیں:۔ ① مد متصل میں حرف مدہ اور ہمزہ ایک کلمہ میں مل کر اور جڑ کر آتے ہیں اور مد منفصل میں حرف مدہ اور ہمزہ الگ الگ کلموں میں ہوتے ہیں۔ ② مد متصل وصلاً وقفاً ہوتا ہے اور مد منفصل میں وصلاً (توسط اور قصر) دو وجہیں ہیں اور وقفاً صرف قصر ہوتا ہے۔ ③ مد متصل میں ہمزہ بسرا نہیں ہوتا ہے سوائے اَلسُّوْٓاٰى اور لَتَنُوْٓاُ اور اَنْ تَبُوْٓاَ کے اور مد منفصل میں ہمزہ بشکل الف ہوتا ہے سوائے هٰٓؤُلَآءِ کے۔ ④ مد متصل میں مد کا نشان موٹا اور بڑا ہوتا ہے اور مد

منفصل میں باریک اور چھوٹا ہوتا ہے۔ ⑤ مدِ متصل قوی اور مدِ منفصل ضعیف ہوتا ہے۔

سوال: مدِ لازم کلمی مخفف کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی ہو یعنی اُس پر وقف کرنے کے سبب سے سکون نہ ہوا ہو جیسے: آٰلْـٰٔنَ (ایسے مدہ پر جو مد ہوتا ہے اُس کو) "مدِ لازم کلمی مخفف" کہتے ہیں۔

سوال: حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک کلمہ کی قید کیوں لگائی ہے؟

جواب: اس لئے کہ اگر حرف مدہ کے بعد ساکن حرف دوسرے کلمہ میں ہوگا تو وہاں یہ مد نہ ہوگا بلکہ وہاں تو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کی بنا پر سرے ہی سے حرف مدہ حذف ہو جائے گا مثلاً اُولِی الْکَیْلَ، وَاسْتَبَقَا الْبَابَ، تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا وغیرہ۔

سوال: مدِ لازم کلمی مخفف کو لازم کہنے کی وجہ کیا ہے اور مخفف کی کیا؟

جواب: لازم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا سبب سکون لازمی ہوتا ہے نیز مخفف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حرف مد کے بعد والا حرف (جس کی وجہ سے یہ مد ہوتا ہے) محض ساکن پڑھا جاتا ہے نہ کہ مشدد بھی۔

سوال: مدِ لازم کلمی مثقل کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف مشدد ہو جیسے: وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ (ایسے مدہ پر جو مد ہوتا ہے اُس کو) مدِ لازم کلمی مثقل کہتے ہیں۔

سوال: مدِ لازم کلمی مثقل کو کلمی مثقل کیوں کہتے ہیں؟

جواب: کلمی تو اس لئے کہ یہ مد کلمہ میں واقع ہوتا ہے اور مثقل اس لئے کہ اس میں حرف مدہ کے بعد والا حرف (جس کی وجہ سے یہ مد ہوتا ہے) مشدد پڑھا جاتا ہے اور مشدد و مثقل کا مطلب ایک ہی ہے۔

سوال: حُروفِ مُقَطَّعَات کن حرفوں کو کہتے ہیں اور یہ کل کتنے حرف ہیں؟

جواب: بعض سورتوں کے اول میں جو بعضے حُروف الگ الگ پڑھے جاتے ہیں جیسے سورۃ البقرہ کے شروع میں ہے الٓمّٓ ○ (یعنی الف لام میم) اُن کو حُروف مُقَطَّعَۃ کہتے

ہیں (اور ایسے حُروف کل چودہ ہیں جو اس مجموعہ میں جمع ہیں مَنْ قَطَعَكَ صِلْهُ مُشْفِقًا) اور اس کے معنٰی یہ ہیں جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے صبح سویرے یعنی بہت جلدی صلہ رحمی کر۔

سوال: ان کو مُقَطَّعَات کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ان کو مُقَطَّعَات اس لئے کہتے ہیں کہ مُقَطَّعَات کے معنٰی ہیں "قطع کئے ہوئے، جدا کئے ہوئے" اور یہ حُروف بھی کٹے کٹے اور الگ الگ پڑھے جاتے ہیں اور ان سے کلمات مرکب نہیں ہوتے۔

سوال: حُروفِ مُقَطَّعَات کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ان میں ایک تو خود الف ہے اُس کے متعلق تو یہاں کوئی قاعدہ نہیں اور اس کے سوا جو اور حروف رہ گئے وہ دو طرح کے ہیں ایک وہ جن میں دو حرف ہیں اُن کے متعلق بھی یہاں کوئی قاعدہ نہیں اور جن میں تین حرف ہیں اُن پر مد ہوتا ہے اُس کو بھی مد لازم کہتے ہیں اور اُس کی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مد کو "مد حرفی" کہتے ہیں۔

سوال: الف کے متعلق یہاں کوئی قاعدہ کیوں نہیں ہے؟

جواب: کیونکہ الف کے تلفظ میں تین حرف ہیں ہمزہ، لام، فاء، تینوں میں سے کوئی بھی حرف مد نہیں لہذا محلِ مد موجود نہ ہونے کی وجہ سے مد کی بحث سے خارج ہے۔

سوال: وہ حُروف کون کونسے ہیں جن کے تلفظ میں دو حرف ہیں نیز اُن کے متعلق یہاں کوئی قاعدہ کیوں نہیں؟

جواب: ایسے حُروف پانچ ہیں جو حَيٌّ طُهِرَ میں جمع ہیں اور ان کے متعلق یہاں کوئی قاعدہ اس لئے نہیں کہ اُن کے تلفظ میں محلِ مد تو ہے سببِ مد نہیں لہذا اُن میں مد فرعی نہیں ہوگا البتہ محلِ مد کے پائے جانے کی وجہ سے مد اصلی ضرور ہوگا۔

سوال: وہ حُروف کون کونسے ہیں جن کے تلفظ میں تین تین حُروف ہیں نیز اُن پر مد کیوں ہوتا ہے؟

جواب: ایسے حُروف آٹھ ہیں جو كَمْ عَسَلْ نَقَصْ میں جمع ہیں، ان میں سے سات حُروف میں بیچ کا حرف مدہ ہے اور تیسرا حرف سب میں ساکن ہے جیسے: لام، سین

وغیرہ اور ایک حرف میم ہے اس میں یٰ کا حرف لین ہے جیسے: کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ ۝ اور تیسرا حرف (یعنی نون) ساکن ہے اس لئے ان آٹھ حرفوں میں سکون لازم کی وجہ سے مد ہوگا۔

سوال: مد لازم حرفی مخفف کی تعریف کیا ہے؟

جواب: تین حرفی مُقَطَّعَات میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی اور لازمی ہو جیسے: الٓرٰ ۝ قٓ ۝ صٓ ۝ وغیرہ۔

سوال: مد لازم حرفی مخفف کو حرفی مخفف کیوں کہتے ہیں؟

جواب: حرفی تو اسلئے کہ یہ مد حروف مُقَطَّعَات میں ہوتا ہے اور مخفف اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں حرف مدہ کے بعد والا حرف (جس کی وجہ سے یہ مد ہوتا ہے) محض ساکن پڑھا جاتا ہے نہ کہ مشدد بھی۔

سوال: مد لازم حرفی مثقل کی تعریف کیا ہے؟

جواب: تین حرفی مُقَطَّعَات میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف مشدد ہو جیسے: الٓمٓ ۝ اور الٓمٓرٰ ۝ کے لام پر اس کو مد لازم حرفی مثقل کہتے ہیں۔

سوال: مد لازم حرفی مثقل کو حرفی مثقل کیوں کہتے ہیں؟

جواب: حرفی تو اس لئے کہ یہ مد حروف مُقَطَّعَات میں ہوتا ہے اور مثقل اس لئے کہ اس میں حرف مد کے بعد والا حرف (جس کی وجہ سے یہ مد ہوتا ہے) مشدد پڑھا جاتا ہے اور مشدد و مثقل کا مطلب ایک ہی ہے۔

سوال: مد لازم کی مقدار کتنی ہے؟

جواب: جمہور کے نزدیک مد لازم کی چاروں قسموں میں طول علی التساوی ہوگا اور طول اسلئے کہ اجتماع ساکنین فی کلمۃ ثقالت کا سبب ہے اس ثقل کو دور کرنے کیلئے طول کرتے ہیں۔

سوال: طول کی مقدار کیا ہے؟

جواب: طول کی مقدار کے بارے میں درج ذیل تین قوال ہیں:۔ ① تین الف ② چار الف ③ پانچ الف۔

سوال: مدلازم لین کی تعریف کیا ہے؟

جواب: تین حرفی مُقَطَّعَات میں حرف لین کے بعد سکون اصلی اور لازمی ہو جیسے:

کٓهٰیٰعٓصٓ ۝ میں عین ہے۔

سوال: مدلازم لین کو لازم لین کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ اس میں مد کا محل حرف لین ہے اور اُس کا سکون اصلی اور لازمی ہے۔

سوال: مدلازم لین سارے قرآن مجید میں کتنی جگہ ہے؟

جواب: مدلازم لین سارے قرآن مجید میں صرف ایک ہی لفظ میں پایا گیا ہے اور وہ لفظ عین ہے جو دو جگہ آیا ہے یعنی سورۂ مریم اور سورۂ شوریٰ کے حُروف مُقَطَّعَات میں بس اس لفظ کے سوا اور کسی کلمہ میں مدلازم لین نہیں پایا گیا اور رَآیِ الْعَیْنِ جو سورۃ آل عمران کے رکوع نمبر ۲ میں ہے چونکہ اس کے نون کا سکون عارضی ہے اس لئے اس میں مد عارض لین ہے اور چونکہ حرف لین میں ہمزہ مد کا سبب نہیں بن سکتا اس لئے فَاَلْقَوْا اِلَی اللّٰهِ اور اِبْنَیْ اٰدَمَ جیسے کلمات میں مد نہیں ہوگا اور سوءٍ شَیْءٍ اور اَلسَّوْءِ جیسی مثالوں میں بھی صرف وقفاً مد عارض لین ہوگا اور وصل میں سکون وقفی کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے مد نہیں ہوگا خوب سمجھ لو۔

سوال: مدلازم لین کی مقدار کیا ہے؟

جواب: مدلازم لین میں "اگر مد نہ کریں (یعنی قصر کریں) تب بھی درست ہے لیکن افضل یہی ہے کہ مد (یعنی طول، توسط) کریں" طول اس لئے کہ مد فرعی کا سبب سکون اصلی اور لازمی پایا جا رہا ہے نیز اس لئے کہ اس سے تمام حُروف مُقَطَّعَات کی مقدار مد بالکل یکساں اور برابر رہتی ہے اس کے بعد توسط کا درجہ ہے اس لئے کہ اس میں حرف مد کے ماقبل مخالف حرکت یعنی زبر ہے اور قصر اس لئے کہ سکون کا اعتبار ہی نہیں کیا اور قصر نہایت ضعیف ہے۔ نیز یاد رہے کہ مدلازم لین کی مقدار مدہ کی مقدار سے کسی قدر کم ہے اور ہمارے مشائخ کے یہاں قصر والی وجہ معمول و مروّج نہیں ہے۔

سوال: سورۃ آل عمران کے شروع میں الٓمّٓ کو اَللّٰهُ سے ملا کر پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

جواب: سورۃ آلِ عمران کے شروع میں الٓمّٓ کو اگر اَللّٰہُ سے ملا کر پڑھیں تو پانچ صورتیں نکلتی ہیں جن میں سے تین جائز ہیں ایک ضعیف اور غیر معمول بہ ہے اور ایک ناجائز ہے۔

سوال: وہ پانچ صورتیں کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ پانچ صورتیں یہ ہیں:۔ ① الٓمّٓ کی میم پر وقف جیسے: الٓمّٓ ○ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ ② وصلاً الٓمّٓ کی میم پر زبر اور یاء مدہ میں میم کے سکونِ لازمی کا اعتبار کرتے ہوئے طول جیسے: اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ ○ اللّٰہُ۔ ③ وصلاً الٓمّٓ کی میم پر زبر اور یاء مدہ میں میم کی حرکتِ عارضی کا اعتبار کرتے ہوئے قصر جیسے: اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ ○ اللّٰہُ یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ ④ وصلاً الٓمّٓ کی میم پر زبر اور یاء مدہ میں توسط جیسے: اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ ○ اللّٰہُ یہ ضعیف اور غیر معمول بہ ہے۔ ⑤ الٓمّٓ کی میم پر سکتہ جیسے: الٓمّٓ ۜ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یہ صورت ناجائز ہے۔

سوال: مدِ عارض وقفی کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اگر حرفِ مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی نہ ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سکون ہو گیا ہو جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اس مدہ پر جو مد ہوتا ہے اُس کو مدِ عارض وقفی کہتے ہیں۔

سوال: مدِ عارض وقفی کو مدِ عارض وقفی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ یہ مد اس سکون کی وجہ سے ہوتا ہے جو وقف کی وجہ سے عارض ہوتا ہے اور وقفی کہنے کی وجہ بھی اسی سے معلوم ہو گئی۔

سوال: مدِ عارض وقفی کی مقدار کیا ہے؟

جواب: اس میں افضل طول ہے پھر توسط پھر قصر اور یہ بھی یاد رکھو کہ ان تینوں میں سے جو طریقہ اختیار کرو ختمِ تلاوت تک اُسی کے موافق کرتے چلے جاؤ ایسا نہ کرو کہ کہیں طول، کہیں قصر کہ یہ بدنما ہے اور یہ مد (عارض وقفی) بھی مدِ جائز کی ایک قسم ہے۔

سوال: مدِ عارض وقفی میں طول، توسط، قصر کیوں ہوتا ہے؟

جواب: طول اس بناء پر کہ سکونِ عارضی کو سکونِ اصلی کا درجہ دے دیا گیا تا کہ دو ساکنوں

میں کامل درجہ کی جدائی ہو جائے اور توسط اس بنا پر کہ سکون اصلی اور سکون عارضی میں فرق ہو جائے اور قصر اس بنا پر کہ سکون عارضی کا اعتبار ہی نہیں کیا۔ ❁ اور یاد رہے کہ وقف بالاسکان اور وقف بالاشمام میں یہ تینوں وجوہ جائز ہیں البتہ وقف بالروم میں صرف قصر ہوگا اور طول، توسط جائز نہیں اس لئے کہ مد کے واسطے بعد حرف مد کے سکون چاہئے اور روم کی حالت میں سکون نہیں ہوتا بلکہ حرف متحرک ہوتا ہے۔

سوال: مد عارض وقفی کو مدِ جائز کی ایک قسم کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: مد عارض وقفی کو مدِ جائز کی ایک قسم کہنے کی تین وجوہ ہیں اول یہ کہ اس میں طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں (جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا) دوسرے یہ کہ یہ مد صرف وقفاً ہوتا ہے نہ کہ وصلاً بھی تیسرے یہ کہ یہ مد صرف وقف بالاسکان وقف بالاشمام میں ہی ہوتا ہے اور وقف بالروم میں نہیں ہوتا۔

سوال: جہاں خود مدہ پر وقف ہو وہاں یہ مد ہوتا ہے یا نہ؟

جواب: جہاں خود مدہ پر وقف ہو وہاں یہ مد نہیں ہوتا (اس لئے کہ مد عارض وقفی کا سبب یعنی سکون نہیں ہوتا) جیسے بعض لوگ غَفُوْرًا ۝ شَكُوْرًا ۝ پر وقف کر کے مد کرتے ہیں (یا حرف مدہ کے بعد ہمزہ اور ہاء پیدا کر دیتے ہیں جیسے: غَفُوْرَاۗءْ ۝ شَكُوْرَاۗءْ ۝ یا غَفُوْرَاهْ ۝ شَكُوْرَاهْ ۝) جو بالکل غلط ہے۔

سوال: مد عارض لین کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حُروفِ مُقَطَّعات کے علاوہ حرف لین کے بعد سکونِ عارضی اور وقفی ہو جیسے: وَالصَّيْفِ ۝ پر یا مِنْ خَوْفٍ ۝ پر وقف کریں۔

سوال: مد عارض لین کو مد عارض لین کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہ حرف لین کے بعد سکون وقفی اور عارضی پایا جا رہا ہے نہ کہ اصلی ولازمی اسی لئے اس کو مد لین وقفی بھی کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مد عارض لین کی مقدار کیا ہے؟

جواب: اس میں افضل قصر ہے پھر توسط پھر طول" قصر اسلئے کہ حرف مد کے ماقبل کی حرکت

مخالف (یعنی زبر) ہے اور توسط اس لئے کہ محل مد (یعنی حروف لین) اور سبب مد (یعنی سکون) دونوں کی رعایت ہو جائے۔ اور طول اسلئے کہ مد فرعی کا سبب (یعنی سکون) موجود ہے نیز اسلئے کہ سبب (مد یعنی سکون) کی قوت کا لحاظ ہو جائے۔

سوال: الف موٹا پڑھا جاتا ہے یا باریک؟

جواب: الف خود تو باریک پڑھا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے اگر کوئی حرف پُر ہو یعنی یا تو حروف مُسْتَعْلِیَۃ میں سے کوئی حرف ہو جن کا بیان لمعہ نمبر ۵ کی صفت نمبر ۵ میں گزر چکا ہے یا حرف راء ہو جو کہ مفتوح ہونے سے پُر ہو جائے گی یا پُر لام ہو جیسے: لفظ اللہ کا لام ہے جب کہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو ان صورتوں میں الف کو بھی موٹا پڑھیں گے۔

سوال: جو حروف موٹے پڑھے جاتے ہیں کل کتنے ہیں؟

جواب: ایسے حروف دس ہیں جن میں سے خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات حروف تو ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں اور لفظ اللہ کا لام، راء اور الف یہ تینوں کبھی موٹے پڑھے جاتے ہیں اور کبھی باریک۔

سوال: مذکورہ دس حروف ایک جیسے موٹے پڑھے جاتے ہیں یا اُن میں کچھ فرق ہے؟

جواب: فرق ہے وہ یہ کہ سب سے زیادہ پُر تو اسم اللہ کا لام ہے اُس کے بعد طاء اُس کے بعد صاد اور ضاد اُن کے بعد ظا اُس کے بعد قاف اُس کے بعد غین اور خاء اُن کے بعد راء (اور جیسا) کہ ان حرفوں کے پُر ہونے میں تفاوت (یعنی فرق) ہے تو ویسا ہی تفاوت (یعنی فرق) اُس الف کے پُر ہونے میں بھی ہوگا جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے۔

سوال: گیارھویں لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "گیارھویں لمعہ" میں مد کی قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ❁ مد کے معنی: حروف "مدہ" یا حروف "لین" میں سے کسی حرف پر روایت کے مطابق آواز کو دراز کرنا۔ ❁ مد کی دو قسمیں ہیں: ① مد اصلی (جو بغیر کسی سبب کے پائی جائے) ② مد فرعی (جس کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہو)۔ اور سبب دو ہیں:۔ ① ہمزہ ②

سکون۔ ❁ مدفرعی کی اجمالی صورتیں چار ہیں:۔ ① واجب ② جائز ③ لازم ④ عارض۔ ❁ اور مدفرعی کی تفصیلی صورتیں نو ہیں:۔ ① مدمتصل یا واجب ② مدمنفصل یا جائز ③ مدلازم کلمی مخفف ④ مدلازم کلمی مثقل ⑤ مدلازم حرفی مخفف ⑥ مدلازم حرفی مثقل ⑦ مدلازم لین ⑧ مدعارض وقفی ⑨ مدعارض لین۔

❁❁❁❁❁❁

بارہواں لمعہ

ہمزہ کے قاعدوں میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "بارھویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "بارھویں لمعہ" میں ہمزہ کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

سوال: ہمزہ کے بعض قاعدے بدون عربی پڑھے سمجھ میں کیوں نہیں آسکتے؟

جواب: اسلئے کہ ہمزہ کے قاعدوں کو پوری طرح سمجھنے کیلئے پہلے ہمزہ کی اقسام اور اس کے احکام کو جاننا ضروری ہے یعنی یہ کہ ہمزہ اصلی کونسا ہے اور ہمزہ زائد کونسا ہے؟ نیز ہمزہ قطعی کونسا ہے اور وصلی کونسا ہے؟۔ نیز اسلئے بھی کہ ہمزہ کہیں ثابت رہتا ہے (جیسے: فَلَمَّآ اَلْقَوْا، فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا وغیرہ میں ہمزہ ثابت ہے) اور کہیں حذف ہوجاتا ہے (جیسے: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، فِي الْاَرْضِ، تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ وغیرہ میں ہمزہ حذف ہوگیا ہے) اور کہیں بالکل حرف مدسے بدل جاتا ہے (جیسے: اٰدَمُ جواصل میں ءَاْدَمُ تھا) وغیرہ۔

سوال: متن کی عبارت "صرف دو موقع کے قاعدے لکھے دیتا ہوں کہ سب قرآن پڑھنے والوں کو اُن کی ضرورت ہے" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہاں "ضرورت ہے" کا مطلب یہ ہے کہ ان دو موقعوں میں پڑھنے والوں کو قاعدہ کے موافق یاد نہیں ہوتا اسلئے قاعدہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے بخلاف ان دوسرے مواقع کے کہ ان میں اکثر وبیشتر قاعدہ کے موافق یاد ہوتا ہے اور غلطی شاذ ونادر ہی

ہوتی ہے اسلئے ان کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

سوال: ہمزہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: ہمزہ کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① اصلی ② زائد۔

سوال: ہمزہ اصلی کسے کہتے ہیں اور زائد کسے؟

جواب: ہمزہ اصلی اُسے کہتے ہیں جو وزن کرنے میں فا، عین، لام کلمہ کے مقابلہ میں آئے جیسے: اَمَرَ سَئَلَ، قَرَءَ چنانچہ اَمَرَ میں ہمزہ فاکلمہ کے مقابلہ میں ہے اور سَئَلَ میں میں ہمزہ عین کلمہ کے مقابلہ میں ہے اور قَرَءَ میں ہمزہ لام کلمہ میں ہے۔ اور ہمزہ زائد اُسے کہتے ہیں جو وزن کرنے میں فا، عین، لام کلمہ کے مقابلہ میں نہ ہو جیسے اِجْتَنَبَ، اِفْتَعَلَ کے وزن پر ہے اور اس میں فاء، عین اور لام اصلی حروف ہیں اور ہمزہ اور تا مزائد، اور اِجْتَنَبَ میں جیم، نون، باء اصلی حروف ہیں اور ہمزہ اور تا مزائد۔

سوال: ہمزہ زائد کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: ہمزہ زائد کی بھی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① قطعی ② وصلی۔

سوال: ہمزہ قطعی کسے کہتے ہیں اور وصلی کسے؟

جواب: ہمزہ قطعی اُسے کہتے ہیں جو وصل اور ابتداء دونوں حالتوں میں ثابت رہے (یعنی پڑھا جائے) اور کبھی حذف نہ ہو جیسے: اَمْ اَبْرَمُوْا، اَمْلِهْ، اُخْرِجَتْ اور اَقْسِطُوْا وغیرہ۔ اور ہمزہ وصلی اُسے کہتے ہیں جو صرف ابتداء یا اعادہ کی حالت میں ثابت رہے (یعنی پڑھا جائے) اور وصل کی حالت میں حذف ہو جائے جیسے: رَبُّ الْعَرْشِ، تَبٰرَكَ اسْمُ، قَالُوا اقْتُلُوْهُ وغیرہ۔

سوال: ہمزہ قطعی کی پہچان کیا ہے اور ہمزہ وصلی کی کیا؟

جواب: ① حرفوں میں سے لامِ تعریف (یعنی اَلْ) کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے جیسے: اَلْحَمْدُ، اَلرَّحْمٰنُ، اَلشَّمْسُ وغیرہ کا ہمزہ اس کے علاوہ ہر حرف کا ہمزہ قطعی ہے جیسا کہ اِنْ، اِلٰى، اِذَا وغیرہ۔ ② اسموں میں سے اِسْمٌ، اِبْنٌ، اِبْنَةٌ، اِمْرُءٌ، اِمْرَءَةٌ، اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ کا ہمزہ اور باب اِفْعَالٌ کے علاوہ ثلاثی مزید فیہ رباعی مزید فیہ

اور ملحق بہ رُباعی کے تمام مصادر کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اِن کے علاوہ ہر اسم کا ہمزہ قطعی ہے۔ ③ اَفْعَال میں سے ثلاثی مجرد کا امر حاضر اور بابِ اِفْعَال کے علاوہ ثلاثی مزید فیہ رباعی مزید فیہ اور ملحق بہ رُباعی کی ماضی معروف، ماضی مجہول اور امر حاضر کے تمام صیغوں کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اِن کے ماسوا فعل کا ہر ہمزہ قطعی ہے۔

سوال: ہمزہ وصلی پر کونسی حرکت پڑھنی چاہیے؟

جواب: ① حرفوں میں سے لامِ تعریف کا ہمزہ وصلی مفتوح ہوتا ہے جیسے: اَلَّذِیْنَ، اَلْحَمْدُ اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمِ، اَلْقَارِعَةُ وغیرہ۔ ② اسم (سماعی اور قیاسی) کا ہمزہ وصلی مکسور ہوتا ہے جیسے: اِسْمٌ، اِبْنٌ، اِنْتِقَامٌ، اِسْتِغْفَارٌ وغیرہ۔ ③ فعل کے ہمزہ کی حرکت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر پیش اصلی ہو تو ہمزہ بھی مضموم ہوگا جیسے: اُقْتُلُوْا، اُنْظُرُوْا، اُجْتُثَّتْ وغیرہ اور اگر ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر پیش اصلی نہ ہو (یعنی عارضی ہو) یا زبر یا زیر ہو تو ہمزہ مضموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہوگا جیسے:

اِضْرِبْ، اِنْفَجَرَتْ، اِفْتَحْ اور اِمْشُوْا، اِتَّقُوْا، اِیْتُوْا، اِقْضُوْا، اِبْنُوْا۔

سوال: اِمْشُوْا، اِتَّقُوْا، اِیْتُوْا وغیرہ میں ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر پیش ہے اس لئے ہمزہ مضموم ہونا چاہیے مکسور کیوں ہے؟

جواب: اسلئے کہ اِن کلمات میں ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر پیش اصلی نہیں ہے کیونکہ یہ اصل میں اِمْشِیُوْا، اِتَّقِیُوْا، اِیْتِیُوْا، اِقْضِیُوْا، اِبْنِیُوْا تھے پھر یاء پر ضمہ چونکہ ثقیل تھا اس لئے ماقبل حرف کے کسرہ کو زائل کر کے یہ ضمہ اس کی طرف نقل کر دیا اور پھر اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی اور موجودہ صورت بن گئی اس وجہ سے ہمزہ مضموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہوگا۔ واللہ اعلم۔

سوال: ہمزہ وصلی کی حرکت کا کوئی آسان ترین قاعدہ بتائیں جو قرآن مجید کے تمام کلمات کے لئے کافی ووافی ہو؟

جواب: اس ہمزہ کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:۔ ① اَلْ تعریفی کا ہمزہ ہو جیسی اَلْحَمْدُ، اَلرَّحْمٰنِ، اَلشَّمْسُ وغیرہ اس پر ہر جگہ فتحہ آتا ہے۔ ② وہ ہمزہ جس کے بعد تشدید والا

حرف ہو یہ ہر جگہ کسرہ سے پڑھا جاتا ہے جیسے: اِتَّقُوْا، اِتَّقِ، اِتَّقَیْتُنَّ وغیرہ البتہ
اَلَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا میں اُتُّبِعُوْا ہمزہ کے ضمہ سے ہے۔ ﴿۲﴾ وہ ہمزہ جس کے بعد ساکن
حرف ہو اور اس کے بعد (یعنی ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر) ضمہ ہو اس پر ہمیشہ ضمہ
آتا ہے جیسے: اُدْخُلُوْهَا، اُوْتُمِنَ لیکن ذیل کے سات کلمات میں کسرہ ہے:۔ ﴿۱﴾
اِمْرُؤٌ ﴿۲﴾ اِمْشُوْا ﴿۳﴾ اِیْتُوْا ﴿۴﴾ اِبْنٌ ﴿۵﴾ اِسْمُهٗ، اِسْمٌ ﴿۶﴾ اِقْضُوْا (یونس کے
رکوع نمبر ۸ میں) اِبْنُوْا (سورۃ کہف وصٰفٰت کے رکوع نمبر ۳ میں)۔ وہ ہمزہ جس
کے بعد ساکن حرف ہو اور اُس کے بعد (یعنی ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر) فتحہ یا کسرہ
ہو اس پر ہر جگہ کسرہ آتا ہے جیسے: اِلْتَحَقُوْهَا، اِهْدِنَا وغیرہ لیکن امام ابوجعفر یزید
بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں اس قسم سے اُضْطُرَّ مستثنیٰ (یعنی الگ کر دیا گیا) ہے
کیونکہ اس میں چاروں جگہ اُن کیلئے ہمزہ سمیت تیسرے حرف پر کسرہ ہے لیکن اس
کے باوجود بھی ہمزہ کو ضمہ ہی سے پڑھتے ہیں۔ (العطایا الوھبیۃ)

فائدہ: چونکہ بغیر عربی پڑھے ہمزہ وصلی کی پہچان نہیں ہو سکتی اس لئے غیر عربی داں طلباء
عزیز کی سہولت کی غرض سے آیت یا علامتِ وقف کے بعد والے وہ تمام کلمات
(جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ متحرک ہے) قرآن کریم سے نقل کئے جاتے ہیں۔

آیت یا علامتِ وقف کے بعد والے وہ کلمات جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ متحرک ہے

نمبر شمار	کلمات	نام سورت	رکوع نمبر	آیت نمبر
۱	اَلْحَمْدُ	ہر جگہ		
۲	اَللّٰهُ	ہر جگہ		
۳	اَلَّذِیْنَ	ہر جگہ		
۴	اَلْیَوْمَ	ہر جگہ		
۵	اِهْدِنَا	الفاتحۃ	۱	۵
۶	اِهْبِطُوْا مِصْرًا	البقرۃ	۷	۶۱
۷	اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	البقرۃ	۱۷	۱۴۷

نمبر	آیت	سورۃ	رکوع	آیت نمبر
۸	اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ	البقرة	۲۲	۱۷۸
۹	اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ	البقرة	۲۴	۱۹۴
۱۰	اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ	البقرة	۲۵	۱۹۷
۱۱	اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ	البقرة	۲۹	۱۲۹
۱۲	اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ	البقرة	۳۴	۵۵۲
۱۳	اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ	البقرة	۳۷	۲۶۸
۱۴	اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ	ال عمران	۲	۱۷
۱۵	اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	ال عمران	۶	۲۰
۱۶	اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ	النسآء	۶	۳۴
۱۷	اُنْظُرْ كَیْفَ یَفْتَرُوْنَ	النسآء	۷	۵۰
۱۸	اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ	النسآء	۲۳	۱۷۱
۱۹	اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ	المآئدة	۲	۸
۲۰	اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ	المآئدة	۱۰	۷۵
۲۱	اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ	المآئدة	۱۳	۹۸
۲۲	اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ	الانعام	۳	۲۴
۲۳	اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ	الانعام	۵	۶۵
۲۴	اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖ	الانعام	۱۲	۹۹
۲۵	اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ	الانعام	۱۳	۱۰۶
۲۶	اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ	الاعراف	۱	۳
۲۷	اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ	الاعراف	۶	۴۹
۲۸	اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً	الاعراف	۷	۵۵
۲۹	اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ	الاعراف	۱۸	۱۳۸

۳۰	اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ	الانفال	۹	۶۶
۳۱	اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا	التوبة	۲	۹
۳۲	اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ	التوبة	۵	۳۱
۳۳	اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا	التوبة	۶	۴۱
۳۴	اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ	التوبة	۹	۶۷
۳۵	اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا	التوبة	۱۰	۸۰
۳۶	اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا	التوبة	۱۲	۹۷
۳۷	اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ	التوبة	۱۴	۱۱۲
۳۸	اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ	يوسف	۱	۹
۳۹	اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ	يوسف	۱۰	۸۱
۴۰	اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا	يوسف	۱۰	۸۷
۴۱	اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ○	الحجر	۴	۴۶
۴۲	اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ	النحل	۱۶	۱۲۱
۴۳	اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ	النحل	۱۶	۱۲۵
۴۴	اِقْرَاْ كِتٰبَكَ	الاسرآء	۲	۱۴
۴۵	اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا	الاسرآء	۲	۲۱
۴۶	اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ	الكهف	۶	۴۶
۴۷	اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ	طٰهٰ	۱	۵
۴۸	اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ	طٰهٰ	۱	۲۴
۴۹	اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ	طٰهٰ	۲	۴۲
۵۰	اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى○	طٰهٰ	۲	۴۳
۵۱	اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ	الانبيآء	۱	۱

۵۲	اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ	الحج	۷	۵۶
۵۳	اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	الحج	۹	۷۲
۵۴	اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ	المؤمنون	۶	۹۶
۵۵	اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ	النور	۱	۲
۵۶	اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ	النور	۱	۳
۵۷	اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ	النور	۳	۲۶
۵۸	اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ	النور	۵	۳۵
۵۹	اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ	النور	۵	۳۵
۶۰	اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ٱلْحَقُّ	الفرقان	۳	۲۶
۶۱	اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ	الفرقان	۵	۵۹
۶۲	اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا	النمل	۲	۲۸
۶۳	اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ	النمل	۳	۳۷
۶۴	اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ	القصص	۴	۳۲
۶۵	اِتَّخَذْتُمْ بَيْنَنَا	العنکبوت	۴	۲۵
۶۶	اُتْلُ مَا اُوْحِيَ	العنکبوت	۵	۴۵
۶۷	اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ	الاحزاب	۱	۵
۶۸	اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ	الاحزاب	۱	۶
۶۹	اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا	سبا	۲	۱۳
۷۰	اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ	یٰس	۴	۶۴
۷۱	اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	الصّٰفّٰت	۲	۲۲
۷۲	اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ	صٓ	۲	۱۷
۷۳	اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ	صٓ	۴	۴۲

۷۴	اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ	صٓ	۵	۷۴
۷۵	اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا	المؤمن	۵	۴۶
۷۶	اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ	المؤمن	۸	۷۶
۷۷	اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ	حٰمٓ السجدہ	۵	۳۴
۷۸	اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ	حٰمٓ السجدہ	۵	۴۰
۷۹	اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ	الشوریٰ	۵	۴۷
۸۰	اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ	الزخرف	۲	۶۷
۸۱	اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ	الزخرف	۷	۷۰
۸۲	اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ	الاحقاف	۱	۴
۸۳	اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا	الطور	۱	۱۶
۸۴	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ	القمر	۱	۱
۸۵	اَلرَّحْمٰنُ	الرحمٰن	۱	۱
۸۶	اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ	الرحمٰن	۱	۵
۸۷	اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ	الحدید	۲	۱۷
۸۸	اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	الحدید	۳	۲۰
۸۹	اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	المجادلہ	۳	۱۶
۹۰	اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ	المجادلہ	۳	۱۹
۹۱	اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ	الحشر	۳	۲۳
۹۲	اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	المنٰفقون	۱	۲
۹۳	اَلْحَاۗقَّةُ ۝	الحاۗقۃ	۱	۱
۹۴	اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ	المرسلات	۱	۲۹
۹۵	اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ	المرسلات	۱	۳۰

۹۶	اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ	النّٰزعٰت	١	١٧
۹۷	اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○	العلق	١	١
۹۸	اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○	العلق	١	٣
۹۹	اَلْقَارِعَةُ ○	القارعة	١	١

سوال: دو ہمزوں کے ایک کلمہ میں جمع ہونے کے کتنے قاعدے ہیں؟

جواب: دو ہمزوں کے ایک کلمہ میں جمع ہونے کے پانچ قاعدے ہیں جن میں سے ایک میں تحقیق ایک میں تسہیل ایک میں حذف اور دو میں ابدال ہے۔

سوال: تحقیق کسے کہتے ہیں؟

جواب: تحقیق کہتے ہیں ہمزہ کو صفتِ جَھْرْ اور شدت کے ساتھ ادا کرنا، اور یاد رہے کہ ہمزہ میں تحقیق ہی اصل ہے۔

سوال: تحقیق کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں دونوں متحرک ہوں دونوں قطعی ہوں تو اُن کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:۔ ① دونوں مفتوح ہوں جیسے: ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ ② پہلا مفتوح دوسرا مکسور ہو جیسے: ءَاِنَّكَ۔ ③ پہلا مفتوح دوسرا مضموم ہو جیسے: ءَاُنْزِلَ ان کا حکم یہ ہے کہ دونوں ہمزہ ہر جگہ تحقیق کے ساتھ پڑھے جائیں گے سوائے ءَاَعْجَمِیٌّ کے اِس کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل واجب ہے۔

سوال: تسہیل کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: تسہیل کے لغوی معنٰی ہیں "آسان کرنا، نرم کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے:۔ ① ہمزہ کو صفت رخوت کے ساتھ خوب نرم ادا کرنا۔ ② ہمزہ کو ہمزہ اور اُس کی حرکت سے پیدا ہونے والے حرف علت کے درمیان ادا کرنا۔ ③ ہمزہ کو ہمزہ اور الف کی درمیانی کیفیت پر ادا کرنا، ہمزہ کو ہمزہ اور یا کی درمیانی کیفیت پر ادا کرنا، ہمزہ کو ہمزہ اور واؤ کی درمیانی کیفیت پر ادا کرنا، اور یہ صفت صرف ہمزہ میں پائی جاتی ہے۔

سوال: تسہیل کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: تسہیل کی دو قسمیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① تسہیل وجوبی، جیسے: ءَاَعْجَمِیٌّ کے دوسرے ہمزہ کی تسہیل۔ ② تسہیل جوازی، جیسے: آٰلْئٰنَ، ءٰالذّٰکَرَیْنِ، آٰللّٰہُ کی تسہیل۔

سوال: تسہیل وجوبی کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: چوبیسویں پارے کے ختم کے قریب ایک آیت میں ہے ءَاَعْجَمِیٌّ سو اس کا دوسرا ہمزہ ذرا نرم کرکے (یعنی تسہیل سے) پڑھو اس کو تسہیل (وجوبی) کہتے ہیں۔

سوال: تسہیل جوازی کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں پہلا استفہامی مفتوح دوسرا وصلی مفتوح ہو تو پہلے ہمزہ میں تو تحقیق ہی ضروری ہے اور دوسرے ہمزہ میں تسہیل اور ابدال دونوں جائز ہیں مگر ابدال اولیٰ ہے کیونکہ اس میں تغیر تام ہے بخلاف تسہیل کے۔ اور یہ چھ جگہ ہے آٰلْئٰنَ دو جگہ سورۂ یونس میں، ءٰالذّٰکَرَیْنِ دو جگہ سورۂ انعام میں، آٰللّٰہُ دو جگہ ایک سورۂ یونس میں دوسرا سورۂ نمل میں، پس ان میں دوسرے ہمزہ کو خالص الف سے بدل کر آٰلْئٰنَ، ءٰالذّٰکَرَیْنِ، آٰللّٰہُ پڑھنا بھی جائز ہے اور دوسرے ہمزہ میں تسہیل کرکے ءَآلْئٰنَ، ءَآلذّٰکَرَیْنِ، ءَآللّٰہُ پڑھنا بھی جائز ہے۔

سوال: ہمزہ وصلی تو درمیانِ کلام میں حذف ہوتا ہے لیکن آٰللّٰہُ وغیرہ میں حذف کیوں نہیں کیا گیا اور ثابت کیوں رکھا گیا ہے؟

جواب: اگرچہ ہمزہ وصلی کا حذف عربیت اور قراءت دونوں کی رو سے مُسَلَّم اور درست ہے مگر آٰللّٰہُ وغیرہ میں حذف کرنے کی صورت میں چونکہ انشاء کا خبر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے (یعنی یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ جملہ انشائیہ ہے یا خبریہ) اس لئے حذف نہیں کرسکتے۔ اور رہا ہمزہ کو ثابت رکھ کر تحقیق سے پڑھنا؟ سو وہ چونکہ ہمزہ قطعی کے احکام میں سے ہے اس لئے ہمزہ وصلی میں تغیر ضروری ہے تاکہ ہمزہ وصلی ہمزہ قطعی کی طرح اپنی اصلی حالت پر باقی نہ رہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ تغیر دو طرح کا ہے۔ ① ابدال۔ ② تسہیل، اور یہاں یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔

سوال: ابدال کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: ابدال کے لغوی معنیٰ ہیں "بدلنا" اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) یہ ہے ہمزہ متحرک کو اُس کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا اور اگر ہمزہ ساکن ہو تو اُس سے پہلے والے حرف کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا اور یہ صفت بھی صرف ہمزہ ہی میں پائی جاتی ہے۔

سوال: ابدال کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: ابدال کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① ابدال وجوبی، ② ابدال جوازی۔

سوال: آٰلْـٰٔنَ، لَآالذّٰكَرَيْنِ، آٰللّٰهُ میں ابدال جوازی کا قاعدہ تو اوپر معلوم ہو گیا ہے لیکن ابدال وجوبی کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: ابدال وجوبی کے درج ذیل دو قاعدے ہیں:۔ قاعدہ نمبر ①: دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں پہلا قطعی متحرک دوسرا اصلی ساکن ہو جیسے: اٰمَنُوْا، اِيْمَانًا اصل میں ءَاْمَنُوْا، اِئْمَانًا تھے اس کا حکم یہ ہے کہ دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا واجب ہے۔ قاعدہ نمبر ②: دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں پہلا وصلی متحرک دوسرا اصلی ساکن ہو جیسے: اُوْتُمِنَ، اِيْتُوْنِيْ اصل میں اُؤْتُمِنَ، اِئْتُوْنِيْ تھے ان کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کلمہ سے ابتداء کریں تو اٰمَنُوْا کی طرح دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا واجب ہے اور اگر ماقبل سے ملا کر پڑھیں تو ابدال نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں پہلا ہمزہ وصلی ہونے کی وجہ سے حذف ہو جائے گا اور دوسرا ہمزہ ساکنہ اپنے سے پہلے والے حرف سے مل کر بغیر ابدال کے تحقیق کے ساتھ پڑھا جائے گا چنانچہ اُوْتُمِنَ اور اِيْتُوْنِيْ کو اگر الَّذِي اور فِي السَّمٰوٰتِ اور فِرْعَوْنُ سے ملا کر پڑھیں گے تو اس طرح پڑھیں گے الَّذِي اؤْتُمِنَ، فِي السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِيْ، فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ اور قَالُوا ائْتِنَا وغیرہ خوب سمجھ لو۔

سوال: حذف کے لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: حذف کے لغوی معنیٰ ہیں "گرانا، دور کرنا" اور اصطلاحی معنیٰ (یعنی تعریف) یہ ہے ہمزہ کو تلفظ سے گرا دیا جائے یعنی اُسے پڑھا نہ جائے اور یہ صفت ہمزہ میں بھی پائی جاتی ہے

اور حروف مدہ میں بھی، لیکن یہاں ہمزہ ہی سے متعلق احکام بیان ہوں گے کیونکہ حروف مدہ کے حذف کا موقع اجتماع ساکنین کے بیان میں آئے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

سوال: ہمزہ کے حذف کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں، پہلا استفہامی مفتوح ہو اور دوسرا وصلی مکسور جیسے: اَسْتَكْبَرْتَ، اَطَّلَعَ یہ اصل میں ءَاِسْتَكْبَرْتَ، ءَاِطَّلَعَ تھے ان کا حکم یہ ہے کہ دوسرے ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے اور یہ صورت قرآن مجید میں درج ذیل سات کلمات میں آئی ہے:۔

نمبر شمار	کلمہ تعلیلی	کلمہ اصلی	نام سورۃ
۱	قُلْ اَتَّخَذْتُمْ	ءَاِتَّخَذْتُمْ	سورۃ البقرۃ
۲	اَسْتَغْفَرْتَ	ءَاِسْتَغْفَرْتَ	سورۃ المنٰفقون
۳	اَطَّلَعَ الْغَيْبَ	ءَاِطَّلَعَ	سورۃ مریم
۴	اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ	ءَاِفْتَرٰى	سورۃ سبا
۵	اَصْطَفَى الْبَنَاتِ	ءَاِصْطَفَى الْبَنَاتِ	سورۃ الصّٰفّٰت
۶	اَسْتَكْبَرْتَ	ءَاِسْتَكْبَرْتَ	سورۃ صٓ
۷	اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا	ءَاِتَّخَذْنٰهُمْ	سورۃ صٓ

سوال: سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ کے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ کے پڑھنے کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ اصل میں بِئْسَ اَلْاِسْمُ تھا اور اَلْاِسْمُ کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکلِ الف لکھے ہیں وہ وصلی ہونے کی وجہ سے حذف ہو جائیں گے اور لام کو اجتماع ساکنین علیٰ غیرہ حدہٖ کی وجہ سے زیر دے کر بعد کے سین سے ملا دیں گے اور اِسْمُ کے میم کو اَلْفُسُوْقُ کے لام سے ملا کر اس طرح پڑھیں گے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ۔

سوال: اگر بِئْسَ پر وقف کر دیا جائے تو ابتداء اور اعادہ کیسے کریں گے؟

جواب: اس میں ابتداء اور اعادہ (یعنی لوٹانا) دو طرح درست ہے ① آلِاسْمُ یعنی آل کے ہمزہ وصلی سے۔ ② لِاسْمُ یعنی لام سے اور پہلی وجہ اولیٰ ہے کیونکہ وہ رسم کے موافق ہے۔

سوال: اجتماع ساکنین کے معنیٰ کیا ہیں؟

جواب: اجتماع ساکنین کے معنیٰ ہیں "دو ساکن حرفوں کا جمع ہونا"۔

سوال: اجتماع ساکنین کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① علیٰ حدہٖ (یعنی اپنی حالت پر) ② علیٰ غیر حدہٖ (یعنی اپنی حالت کے غیر پر)۔

سوال: اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ اُس کو کہتے ہیں کہ دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا ساکن اصلی ہو خواہ عارضی ہو۔

سوال: اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ کی کتنی حالتیں ہیں؟ نیز اُن میں سے ہر ایک کا حکم کیا ہے؟

جواب: مذکورہ بالا تعریف کو مد نظر رکھتے ہوئے اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ کی دو حالتیں ہیں:۔

① دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا ساکن اصلی ہو جیسے: آلْـٰٔنَ، دَآبَّةٍ، الٓمٓ ○ حٰمٓ ○ یٰسٓ ○ وغیرہ (اس کا حکم یہ ہے کہ یہ اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ وقفاً وصلاً دونوں حالتوں میں جائز ہے چنانچہ حٰمٓ ○ یٰسٓ ○ اور الٓمٓ ○ ان کے علاوہ دوسرے حروفِ مُقَطَّعَات پر وقف کیا جائے یا اُن کو مابعد سے ملا کر پڑھا جائے دونوں حالتوں میں ساکن ہی پڑھے جائیں گے البتہ سورۂ آل عمران کے شروع والے الٓمٓ ○ کے میم کو لفظ اَللّٰہُ سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں اُس پر عارضی طور پر زبر آجاتی ہے (جس کا بیان تم ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ آگے چل کر اسی لمعہ میں پڑھو گے)۔ ② دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دوسرا ساکن عارضی ہو جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ نَسْتَعِیْنُ ○ وغیرہ (اس کا حکم یہ ہے یہ اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ وقفاً جائز ہے اور وصلاً دوسرے ساکن پر حرکت آجاتی ہے)۔ مذکورہ بالا دونوں اقسام اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ

میں داخل ہیں۔

سوال: اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ اس کو کہتے ہیں کہ دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں پہلا ساکن مدہ نہ ہو یا دونوں ساکن ایک کلمہ میں جمع نہ ہوں اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:۔ ① دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن مدہ نہ ہو جیسے: لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ یَوْمُ الْعُسْرِ ۝ اور ذِی الذِّکْرِ ۝ وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ وقفاً جائز ہے اور وصلاً دوسرے ساکن پر حرکت آجاتی ہے، چنانچہ اگر ان کلمات پر وقف نہ کیا جائے تو اُس صورت میں اِن کی راء ساکن نہیں رہے گی بلکہ متحرک پڑھی جائے گی۔ ② دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں پہلا ساکن مدہ ہو جیسے نَوْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ، عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوْا، وَ قَالُوا الْاٰنَ، فِی الْاَرْضِ، تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ، وَ قَالَا الْحَمْدُ، فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ یہ اصل میں وَ اَقِیْمُوْا الصَّلٰوةَ عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا، وَقَالُوْا اَلْاٰنَ، فِیْ اَلْاَرْضِ، تَحْتِهَا اَلْاَنْهٰرُ، وَاسْتَبَقَا اَلْبَابَ، وَقَالَا اَلْحَمْدُ، فَلَمَّا ذَاقَا اَلشَّجَرَةَ تھے پھر ہمزہ وصلی کے حذف ہوجانے کی وجہ سے دو ساکن جمع ہو گئے جس کی صورت یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ تو ہے مگر دونوں ساکن ایک کلمہ میں نہیں ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے ساکن کو حذف کردیں گے۔ ③ دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں پہلا ساکن مدہ نہ ہو جیسے: اِنِ ارْتَبْتُمْ، وَاَنْذِرِ النَّاسَ، مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰهِ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ وغیرہ یہ اصل میں اِنْ اِرْتَبْتُمْ، وَ اَنْذِرْ اَلنَّاسَ، مِمَّا لَمْ یُذْکَرْ اِسْمُ اللّٰهِ، بِئْسَ اَلْاِسْمُ اَلْفُسُوْقُ تھے پھر ہمزہ وصلی کے حذف ہوجانے کے بعد دو ساکن جمع ہو گئے اور ان میں سے پہلا ساکن نہ مدہ ہے اور نہ دونوں ساکن ایک کلمہ میں جمع ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے ساکن کو اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْکَسْرِ (یعنی جب پہلے ساکن حرف کو حرکت دینے کی ضرورت ہوتی ہے تو اُس کو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے) کے

مشہور قاعدہ کے موافق حرکت کسرہ کی دیں گے۔ لیکن چار قسم کے ساکن اِس مشہور قاعدہ سے مستثنیٰ (یعنی الگ کر دیئے گئے) ہیں چنانچہ اُن میں سے دو پر تو بجائے کسرہ کے ضمہ اور دو پر بجائے کسرہ کے فتحہ آتا ہے۔

سوال: وہ دو قسم کے ساکن کون کونسے ہیں جن میں بجائے کسرہ کے ضمہ آتا ہے؟

جواب: وہ دو قسم کے ساکن یہ ہیں: ① دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں پہلا ساکن میم جمع کا ہو جیسے: عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ، عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ وغیرہ اِس کا حکم یہ ہے کہ اِس (میم جمع) کو ضمہ دیا جائے گا تا کہ میم جمع اور غیر جمع میں فرق ہو جائے نیز اس لئے کہ میم جمع کی اصل حرکت ضمہ ہے۔ ② دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں پہلا ساکن واو لین جمع کا ہو جیسے: اٰتَوُا الزَّكٰوةَ، فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ، رَاَوُا الْعَذَابَ اور تَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ، دَعَوُا اللّٰهَ وغیرہ یہ اصل میں اٰتَوْا الزَّكٰوةَ فَلَا تَخْشَوْا النَّاسَ، رَاَوْا الْعَذَابَ اور تَوَلَّوْا الْاَدْبَارَ، دَعَوْا اللّٰهَ تھے اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے ساکن (یعنی واو لین جمع) کو ضمہ دیا جائے گا تا کہ واو لین جمع اور غیر جمع میں فرق ہو جائے، نیز اس لئے کہ واو کی اصل حرکت ضمہ ہے۔

سوال: اِس واو لین کو واو مدہ کی طرح حذف کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب: اِس واو لین کو واو مدہ کی طرح حذف اِس لئے نہیں کیا جاتا تا کہ صیغہ واحد سے مشابہت نہ ہو جائے مثلاً اٰتَوْا اصل میں اٰتَيُوْا تھا یا متحرک ماقبل مفتوح اس لئے یاء کو الف سے بدلا اور الف اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی وجہ سے حذف ہو گیا تو اٰتَوْا ہو گیا اور کسرہ کی بجائے ضمہ دینے کی وجہ بھی یہی ہے تا کہ یہ ضمہ اپنے ماقبل کے حذف اور اُس کی حرکت پر دلالت کرے۔

سوال: وہ دو قسم کے ساکن کون کونسے ہیں جن میں بجائے کسرہ کے فتحہ آتا ہے؟

جواب: وہ دو قسم کے ساکن یہ ہیں:۔ ① دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں پہلا ساکن مِنْ حرف جرّ کا ہو جیسے: مِنَ اللّٰهِ اور وَمِنَ النَّاسِ وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے ساکن کو بجائے کسرہ کے فتحہ دیا جائے گا کیونکہ یہ مِنْ حرف جرّ کثیر الاستعمال ہے نیز

یہ لازم السکون ہے اور لازم السکون خفیف ترین اور آسان ترین حرکت چاہتا ہے اور وہ فتحہ ہی ہے۔ ② دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں اور پہلا ساکن سورہ آل عمران کے شروع والے الٓمّٓ کا میم ہو جیسے: الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ اس کا حکم یہ ہے کہ اس میم کو بجائے کسرہ کے فتحہ دیا جائے گا اس لئے کہ یہ لازم السکون ہے اور لازم السکون خفیف ترین اور آسان ترین حرکت چاہتا ہے اور وہ فتحہ ہے نیز یہ کہ قاعدہ کے خلاف فتحہ دینا توالی کسرات (یعنی مسلسل کئی کسروں کے جمع ہونے) سے بچنے کیلئے ہے کیونکہ اس میم سے پہلے یائے مدہ ہے جو دو کسروں کے قائم مقام ہے اور اُس سے پہلے میم بھی مکسور ہے۔

سوال: نون حرف جر کی طرح اِنْ بھی لازم السکون ہے تو اِنِ امْرُؤٌ میں فتحہ کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب: اِنِ امْرُؤٌ میں ایسا اس لئے نہیں کیا گیا کہ یہ اِنْ مِنْ کے مقابلے میں قلیل الوقوع ہے۔

سوال: بارھویں لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ● بارھویں لمعہ میں مصنف رحمہ اللہ نے ہمزہ کے قاعدے بیان فرمائے ہیں۔

● اولاً ہمزہ کی دو قسمیں ہیں ہمزہ اصلی اور ہمزہ زائد پھر ہمزہ زائد کی دو قسمیں ہیں ہمزہ قطعی اور ہمزہ وصلی۔ جب دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں تو اُس کے پانچ قاعدے ہیں جن میں سے ایک میں تحقیق، ایک میں تسہیل، ایک میں حذف اور دو میں ابدال ہے۔ ● بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ اصل میں بِئْسَ الْاِسْمُ تھا اور اَلْاِسْمُ کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکل الف لکھے ہیں وہ ہمزہ وصلی ہیں اس وجہ سے حذف ہو جائیں گے اور لام کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے زیر دے کر بعد کے سین سے ملا دیں گے اور اجتماع ساکنین کے معنی ہیں "دو ساکن حرفوں کا جمع ہونا" اس کی دو قسمیں ہیں ایک علیٰ حدہٖ (یعنی اپنی حالت پر) دوسرا علیٰ غیر حدہٖ (یعنی اپنی حالت کے غیر پر)۔

●●●●●●

تیرہواں لمعہ

وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "تیرہویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "تیرہویں لمعہ" میں وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد بیان فرمائے ہیں۔

سوال: قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے متعلق کتنے علوم ہیں؟

جواب: قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے متعلق چار علوم ہیں اور قاری مقری کے لئے اُن چار علوم کا جاننا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں: ① علمِ تجوید ② علمِ اوقاف ③ علمِ قراءات ④ علمِ رَسمِ خط اور ان میں سے اصل الاصول جو فرض عین کا درجہ رکھتا ہے فقط علم تجوید ہے جو مخارج الحُرُوف اور صفات الحُرُوف کے بیان پر مشتمل ہے جن کی بحث بفضلہٖ تعالیٰ اوپر لکھی گئی ہے رہے باقی علوم؟ سو وہ اس علم کی تکمیل وتتمہ کا حکم رکھتے ہیں۔

سوال: علمِ اوقاف میں کیا بیان کیا جاتا ہے؟

جواب: علمِ اوقاف میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کہاں ٹھہرنا چاہئے؟ اور کہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے؟ اور کس کلمہ پر کس طرح ٹھہرنا چاہئے؟ اور کس طرح نہیں؟ اور فلاں کلمہ پر کس طرح وقف وابتدا کرنی چاہئے اور فلاں پر کس طرح؟ اور کہاں معنی کے اعتبار سے وقف قبیح اور حسن اور تام ہے؟ اور کہاں لازم اور غیر لازم ہے؟

سوال: علمِ قراءات کی تعریف کیا ہے؟

جواب: علمِ قراءات اُس علم کو کہتے ہیں جس سے کلماتِ قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو آنحضرت ﷺ سے سُن لینے کی بناء پر ہے اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔ (عنایات رحمانی جلد نمبر ۱)

سوال: علمِ قراءات میں کیا بیان کیا جاتا ہے؟

جواب: علمِ قراءات میں یہ چیز بیان کی جاتی ہے کہ قرآنی کلمات کو اللہ تعالیٰ نے کس کس طرح پڑھنے کی اجازت دی ہے؟ مثلاً مٰلِكِ امامِ عاصم کوفی، امامِ کسائی کوفی، امامِ یعقوب حضرمی اور امامِ خلف بغدادی رحمہم اللہ کی قراءت ہے جبکہ مَلِكِ امامِ نافع مدنی، امامِ ابن کثیر مکی، امامِ ابو عمرو بصری، امامِ ابن عامر شامی، امامِ حمزہ کوفی اور امامِ ابو جعفر مدنی رحمہم اللہ کی قراءت ہے۔ ﴿ اسی طرح وَمَا يَخْدَعُوْنَ امامِ ابن عامر شامی امامِ عاصم کوفی، امامِ کسائی کوفی، امامِ ابوجعفر مدنی، اور امامِ خلف بغدادی کی قراءت ہے جبکہ وَمَا يُخٰدِعُوْنَ امامِ نافع مدنی، امامِ ابن کثیر مکی، امامِ ابو عمرو بصری، اور امامِ یعقوب حضرمی رحمہم اللہ کی قراءت ہے۔

سوال: آخر اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ قاری تمام قراءتوں کو جانے؟ کیا یہ کافی نہیں کہ ایک ہی روایت کے اختلاف ومسائل دیکھ کر اسی کو پڑھنا، پڑھانا شروع کردے؟

جواب: تمام قراءتوں کا جاننا اور سیکھنا اگرچہ فرضِ عین تو نہیں لیکن مجموعی طور پر فرضِ کفایہ اور شخصی طور پر مستحب ومحمود ضرور ہے تاکہ کلماتِ قرآنیہ کی مختلف ادائیں اور متعدد طرق اور مختلف وجوہات محفوظ رہ سکیں اور اگر پوری امت ان مختلف قراءتوں کا سیکھنا سکھانا اور ان کا پڑھنا پڑھانا ترک کردے تو اس سے قرآن مجید کے بہت سے لغات متروک ہوجائیں گے جو پوری امت کے لئے بڑی محرومی اور نقصان کی بات ہوگی اس لئے کہ ان قراءتوں کی حفاظت بھی بلاشبہ ضروریاتِ دین میں سے ہے علاوہ ازیں علمِ قراءات کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے۔

سوال: علمِ رسم الخط کے معنی کیا ہیں؟

جواب: رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات حذف وزیادت اور وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اُس شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور جو تواتر کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

سوال: علمِ رسم الخط میں کیا بیان کیا جاتا ہے؟ نیز اُس کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

جواب: علمِ رسم الخط میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کس کلمہ کو کہاں پر کس طرح لکھنا چاہیے؟ اور

کہاں پر کس طرح؟ اور رسم الخط کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ کہیں تلفظ کے مطابق رسم ہے اور اس کو رسم قیاسی کہتے ہیں اور یہی اکثر ہے اور کہیں حذفاً یا زیادۃً غیر مطابق ہے اور اس کو رسم اصطلاحی کہتے ہیں اور یہ کم ہے مثلاً اَلرَّحْمٰنُ، اَلْعٰلَمِیْنَ میں الف نہیں لکھا جاتا ہے اور سورۂ ذٰریٰت میں بِاَیْیدٍ دو یا سے لکھا ہوا ہے اب اگر ایسے مواقع میں (جہاں رسم تلفظ کے مطابق نہیں ہے) لفظ کو رسم الخط کے مطابق تلفظ کر دیا تو بڑی بھاری غلطی ہو جائے گی اسلئے رسم الخط کا علم حاصل کرنا چاہئے نیز رسم عثمانی کا جاننا قاری کیلئے اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ وقف رسم الخط کے تابع ہوتا ہے۔

سوال: وقف کی اہمیت قرآن سے ثابت کریں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَلتَّرْتِیْلُ هُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید سے ادا کرنے اور وقف و ابتداء کے محل و طریقہ کے پہچاننے کا (النشر جلد نمبر ۱) اس سے معلوم ہوا کہ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ کی طرح مَعْرِفَتِ الْوُقُوْفِ بھی ترتیل کا ایک جزو اور اس کا حصہ ہے اور اس کے بغیر ترتیل کامل نہیں ہوتی۔

سوال: وقف کی اہمیت حدیث سے ثابت کریں؟

جواب: ایک صحیح روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خطیب کو یہ کہتے ہوئے سنا مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا (یعنی جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اطاعت نہیں کی وہ ہدایت یافتہ ہیں) یہاں پہنچ کر وہ خطیب ٹھہر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا بِئْسَ خَطِیْبُ الْقَوْمِ اَنْتَ (یعنی تو قوم کا برا خطیب ہے) یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی (یعنی جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہے)۔ (ابوداؤد ابواب الجمعہ جلد نمبر ۱) اس روایت میں واضح دلیل ہے کہ خطیب کے غلط جگہ وقف کرنے پر آنحضرت ﷺ نے اس کو عتاب فرمایا کیونکہ خطیب کیلئے یہ مناسب تھا کہ اگر وہ دونوں فقرے ایک سانس میں نہ

بول سکتا تھا تو پہلے فقرے یعنی مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ پر وقف کرتا اور پھر دوسرے سانس میں دوسرا فقرہ یعنی وَ مَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی کہتا اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عام بول چال میں وقف کی بے اعتدالی نہایت ناگوار اور غلط ہے تو قرآن مجید میں کس درجہ غلط اور مکروہ وقبیح ہوگا؟ اِن سے بچنا کس قدر ضروری ہوا؟ حالانکہ اُس خطیب کا مقصد خیر ہی تھا شر نہ تھا۔

سوال: وقف کی اہمیت اقوالِ صحابہ سے ثابت کریں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ لَقَدْ عِشْنَا بُرْهَةً مِّنْ دَهْرِنَا لَيُؤْتِي الْاِيْمَانَ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ وَ تَتَنَزَّلُ السُّوْرَةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَتَعَلَّمُ حَلَالَهَا وَحَرَامَهَا وَمَا يَنْبَغِي اَنْ يُّوْقَفَ عِنْدَهٗ مِنْهَا كَمَا تَتَعَلَّمُوْنَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ الْقُرْاٰنَ وَلَقَدْ رَاَيْنَا الْيَوْمَ رِجَالًا يُّؤْتٰى اَحَدُ هُمُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ الْاِيْمَانِ فَيَقْرَاُ مَا بَيْنَ فَاتِحَتِهٖ اِلٰى خَاتِمَتِهٖ وَ مَا يَدْرِيْ مَآ اٰمِرُهٗ وَ لَا زَاجِرُهٗ وَ لَا مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّوْقَفَ عِنْدَهٗ وَ كُلُّ حَرْفٍ يُّنَادِيْ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ لِتَعْمَلَ بِيْ وَتَتَّعِظَ بِمَوَاعِظِيْ۔ یعنی ہماری زندگی کا ایک حصہ اس طرح بھی گزرا ہے کہ قرآن پڑھنے سے پہلے اُس پر ایمان لانا ضروری ہوتا تھا۔ آنحضرت ﷺ پر جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو جہاں ہم آپ ﷺ سے اُس سورت کے حلال وحرام کی تعلیم حاصل کرتے تھے وہاں ہم حضور ﷺ سے وقوف بھی سیکھتے تھے جس طرح آج تم قرآن کے (متن وعبارت) کی تعلیم حاصل کرتے ہو اور بے شک آج کل ہم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ایمان لانے سے پہلے ہی اُن پر قرآن پیش کیا جاتا ہے اور وہ سورۃ الفاتحہ سے آخر تک پڑھ جاتا ہے مگر نہ اُس کو قرآن کے اوامر کا علم ہوتا ہے اور نہ اُن کی تنبیہات کا۔ اور نہ اُس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقف کہاں مناسب ہے؟ حالانکہ قرآن کا ایک ایک حرف اُن کو پکار پکار کر کہتا ہے میں تمہارے لئے خدا کا پیغام ہوں تا کہ تم مجھ پر عمل کرو اور میری نصیحتوں سے عبرت آموز ہو۔ (منار الہدٰی فی بیان وقف والابتداء)

سوال: وقف کی اہمیت اقوالِ علماء سے ثابت کریں؟

جواب: امام ابو حاتم سہل بن سجستانی (المتوفّٰی ۲۵۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ۔مَنْ لَمْ يَعْرِفِ الْوَقْفَ لَمْ يَعْرِفِ الْقُرْاٰنَ یعنی جس نے وقف کے مواقع نہ جانے اُس نے قرآن کے معانی نہیں سمجھے (نہایت القول المفید) ﷺ اور علامہ ہذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْوَقْفُ حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ وَزِيْنَةُ الْقَارِئِ وَفَهْمُ الْمُسْتَمِعِ وَفَخْرُ الْعَالِمِ وَ بِهٖ يُعْرَفُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْمَعْنَيَيْنِ الْمُخْتَلِفَيْنِ وَ النَّقِيْضَيْنِ الْمُتَنَافِيَيْنِ وَ الْحُكْمَيْنِ الْمُتَغَايِرَيْنِ یعنی وقف تلاوت کا زیور ہے قاری کی زینت ہے اور سننے والے کا فہم ہے اور عالم کا فخر ہے اور اسی کے ساتھ دو مختلف معنوں اور مختلف مفہوموں میں اور دو متغایر (جدا جدا) حکموں میں فرق کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (تفہیم الوقوف)

سوال: بحُسنِ وقف اور حُسنِ ابتداء کا اہتمام نہ کرنے سے تلاوت میں کیا خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں؟

جواب: اگر قاری دورانِ تلاوت وقف و ابتداء کے متعلق صحیح محل کی رعایت نہیں رکھے گا تو اُس سے بعض دفعہ نہایت قبیح اور نامناسب معنٰی متوہم ہوتے ہیں جیسے: سورۃ النساء کے ساتویں رکوع میں ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى میں لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پر وقف کرنا، جس کے معنٰی ہوتے ہیں "اے ایمان والو! تم نماز کے قریب مت جاؤ۔ ﷺ اسی طرح سورۃ الاعراف کے چوتھے رکوع میں فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ پر وقف کرنا جس کے معنٰی ہوتے ہیں "حق ظاہر بھی ہو گیا اور ناپید بھی۔ ﷺ اور اِسی طرح سورۃ ابراہیم کے چھٹے رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اگر وَمَنْ عَصَانِيْ پر وقف کر دیا جائے تو معنٰی یہ ہوں گے "پس جس نے میری اتباع کی اور جس نے میری نافرمانی کی بیشک وہ مجھ سے ہے" اِس صورت میں نافرمانی کرنے والا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اصحاب میں سے شمار ہوگا۔ ﷺ نیز سورۃ حشر کے پہلے رکوع میں وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ

فَانْتَهُوْا میں فَانْتَهُوْا کو پڑھے بغیر عَنْهُ پر وقف کرنا اس صورت میں معنٰی یہ ہوتے ہیں کہ "جو کچھ تم کو اللہ کا رسول ﷺ دے اُس کو لے لیا کرو اور جس سے منع کرے اُس کو بھی" حالانکہ صحیح معنٰی یہ ہیں "اللہ تعالٰی کا رسول ﷺ جو کچھ تم کو دے وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دے رُک جایا کرو" پس حق تعالٰی کا یہ ارشاد دو مستقل اور ایک دوسرے کے مقابل جملوں پر مشتمل ہے چنانچہ پہلے جملے (یعنی وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ) میں حضور اقدس ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے کا حکم ہے اور دوسرے جملے (یعنی وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) میں حضور اکرم ﷺ کی منع کی ہوئی باتوں سے بچنے کا حکم ہے۔ ● اور ایسے ہی اگر کوئی شخص سورۃ المائدۃ کے دسویں رکوع میں اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ سے یا سورۃ توبہ کے پانچویں رکوع میں عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ سے یا سورۃ آل عمران کے انیسویں رکوع میں اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ سے ابتداء یا اعادہ کرے تو اہلِ علم سمجھ سکتے ہیں کہ اِس سے نہایت قبیح اور فاسد معنٰی متوہم ہوں گے۔

سوال: وقف کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: وقف کے لغوی معنٰی ہیں "ٹھہرنا، روکنا، منع کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے کلمہ غیر موصول کے آخری حرف پر اور کلمہ موصول کے دوسرے کلمہ کے آخری حرف پر سانس اور آواز کا توڑ دینا۔

سوال: کلمہ غیر موصول کسے کہتے ہیں اور موصول کسے؟

جواب: کلمہ غیر موصول کا معنٰی ہے "جدا کرکے لکھا ہوا" جیسے: اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا میں اَیْنَ اور فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ میں فَبِئْسَ مَا سے جدا کرکے لکھا ہوا ہے اور کلمہ موصول کا معنٰی ہے "ملا کر لکھا ہوا" جیسے: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ میں فَاَیْنَ اور قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ میں بِئْسَ مَا سے ملا کر لکھا ہوا ہے، حالانکہ عربیت کے اعتبار سے دو کلمے ہیں فَاَیْنَ اور بِئْسَ الگ کلمہ ہے اور مَا الگ کلمہ۔ پس اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا اور فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ میں اَیْنَ کے نون اور فَبِئْسَ کے سین پر اور اسی طرح مَا

پر وقف جائز ہے کیونکہ یہ کلمہ غیر موصول کے آخری حرف ہیں اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ اور قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ میں فَاَیْنَ کے نون اور بِئْسَ کے سین پر تو وقف جائز نہیں اس لئے کہ یہ رسم کے اعتبار سے کلمہ کا درمیان ہے البتہ مَا پر وقف جائز ہے کیونکہ کلمہ موصول کے دوسرے کلمہ کا آخری حرف ہے۔

سوال: علمِ اوقاف کا موضوع کیا ہے؟

جواب: علمِ اوقاف کا موضوع کلمہ اور کلام ہے اسلئے کہ وقف میں دو چیزیں ہیں ایک کیفیت وقف (یعنی یہ جاننا کہ وقف کس طرح کرنا چاہیے؟ بالاسکان یا بالاشمام یا بالروم وغیرہ) دوسرے محلِ وقف (یعنی یہ پہچاننا کہ وقف کہاں کیا جائے؟) تو وقف کو کیفیت کی حیثیت سے آخر کلمہ سے تعلق ہوتا ہے اور محل وقف کی حیثیت سے کلام کا تعلق ہوتا ہے۔ (وقوف المبتدی)

سوال: علمِ اوقاف کی غرض وغایت کیا ہے؟

جواب: علمِ اوقاف کی غایت وقف کا صحیح ہونا اور معنیٰ کا واضح ہونا۔ (وقوف المبتدی)

سوال: علمِ اوقاف کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: علمِ اوقاف کا فائدہ وثمرہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی معرفت حاصل ہو اور اُس کا مفہوم واضح ہو نیز قرآن مجید میں مقصود کے خلاف پیدا ہونے والے مفہوم سے محفوظ رہا جاسکے۔ (المرشد)

سوال: علمِ اوقاف کا حکم کیا ہے؟

جواب: علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ میں اس بات کی دلیل ہے کہ وقف کا سیکھنا واجب ہے۔ (المرشد)

سوال: وصل اور وقف میں اصل کیا ہے؟

جواب: قراءت میں اصل اور بہتر وصل ہے یعنی قرآن مجید کو ایک ہی سانس میں پڑھنا اس لئے کہ کلام الٰہی شروع سے لے کر آخر تک ایک مضمون کی مانند ہے اور کلام مسلسل فصیح

اور عمدہ اسی وقت معلوم ہوتا ہے جب اُس کو ایک سانس میں ادا کیا جائے نیز یہ کہ وصل میں اعراب کی صراحت اور اظہار ہوتا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ پورے واقعہ یا مضمون کو ایک سانس میں پڑھ لینا انتہائی دشوار ہے اسی لئے وقف کے مواقع متعارف کرائے گئے ہیں۔ (المرشد)

سوال: جو شخص معنیٰ نہ سمجھتا ہو وہ کہاں وقف کرے؟

جواب: جو شخص معنیٰ نہ سمجھتا ہو اس کو چاہئے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے بلا ضرورت بیچ میں نہ ٹھہرے البتہ اگر بیچ میں سانس ٹوٹ جائے تو مجبوری ہے۔

سوال: وہ نشانات کون کونسے ہیں جن پر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وقف کرنے کی ہدایت فرمائی ہے؟

جواب: وہ نشانات یہ ہیں:۔ ① گول دائرہ ② ۵ کا ہندسہ ③ مـ ④ ط ⑤ ج ⑥ ز ⑦ ص ⑧ ق ⑨ قل ⑩ قف ⑪ صل ⑫ صلی ⑬ لا ⑭ قلا ⑮ وقفۃ ⑯ س ⑰ ک۔ لیکن اِن میں سے ① گول دائرہ ② مـ ③ ط ④ ج ⑤ ز ⑥ ص، یہ چھ علامتیں قوی اور معتبر شمار ہوتی ہیں اور باقی ضعیف ہیں پس قاری کو چاہئے کہ غیر اولیٰ کو اولیٰ پر ترجیح نہ دے یعنی آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر یا (مـ) کی جگہ وصل کرکے (ط) وغیرہ پر وقف نہ کرے بلکہ ایسا انداز رکھے کہ جب سانس توڑے تو آیت پر یا (مـ، ط) پر یا (ج، ز، ص) پر۔

سوال: مذکورہ نشانات وعلامات کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) گول دائرہ O: یہ آیت پوری ہونے کی علامت ہے اور راسِ آیت ہونے کی وجہ سے ایسی جگہ وقف کرنا سنت ہے۔

(۲) ۵ کا ہندسہ: یہ پانچ کا ہندسہ بھی آیت پوری ہونے کی علامت ہے لیکن کوفی شمار میں یہاں آیت نہیں ہے بلکہ جہاں کوفی شمار کے علاوہ کسی دوسرے شمار میں آیت ہے وہاں اکثر جگہ یہ ہندسہ ہوتا ہے پس اِس علامت پر آیت کے خیال سے وقف کر سکتے ہیں

باقی یہ کہنا کہ حضرت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں اس جگہ آیت نہیں صحیح نہیں۔

(۳) مـ: یہ وقفِ لازم کا مختصر ہے یہ کلام یعنی بات پوری ہونے کی علامت ہے اور اس جگہ وقف نہ کرنے سے غور سے تلاوت نہ سننے والے کو خلافِ مقصود معنیٰ کا وہم ہوتا ہے اسلئے ایسے موقع پر وقف کرنا لازم ہے تاکہ وصل کرنے سے غلط معنیٰ کا وہم نہ ہو۔

(۴) ط: یہ علامت وقفِ مطلق کا مختصر ہے اور یہ علامت عام طور پر وقفِ تام کے موقع پر لکھی ہوئی ہوتی ہے اسلئے یہاں وقف کرنا بہتر ہے اور مابعد سے ابتداء کرنا ضروری ہے۔

(۵) ج: یہ علامت وقفِ جائز کا مختصر ہے اور یہ علامت عام طور پر وقفِ کافی کے موقع پر لکھی ہوئی ہوتی ہے اس لئے یہاں وقف کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں لیکن وقف کرنا بہتر ہے اور مابعد سے ابتداء کرنا ضروری ہے۔

(۶) ز: یہ علامت وقفِ مُجَوَّزْ کا مختصر ہے اور یہ علامت عموماً وقفِ حسن کے موقع پر لکھی ہوئی ہوتی ہے اس لئے یہاں وصل اور وقف دونوں کی اجازت دی گئی ہے لیکن وصل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(۷) ص: یہ علامت ایسے دو کلاموں کے درمیان واقع ہوتی ہے جن میں سے ہر کلام کا دوسرے کلام سے تعلق ہو لیکن مقصد ظاہر کرنے میں ایک کلام دوسرے کلام کا محتاج نہ ہو بلکہ دونوں مستقل ہوں اس لئے یہاں وصل اور وقف دونوں کی اجازت دی گئی ہے لیکن وصل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(۸) ق: یہ قِيْلَ عَلَيْهِ الْوَقْفُ کا مختصر ہے مطلب یہ ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہاں وقف کرسکتے ہیں اس لئے یہ ضعیف ترین علامت ہے پس اگر مجبوری کی حالت میں یہاں وقف کرلیں تو کوئی حرج نہ ہوگا اور اعادہ کی حاجت بھی نہ ہوگی کیونکہ وہ بعض کے نزدیک وقفِ حسن ہے۔

(۹) قلی: یہ اَلْوَقْفُ اَوْلٰی کا مختصر ہے یعنی یہاں وقف کرنا بہتر ہے (وقوف المبتدی)

(۱۰) **قف:** یہ قَدْ يُوقَفُ عَلَيْهِ کا مختصر ہے نہ کہ صیغہ امر ہے یعنی قِف (جس کے معنی ہوتے ہیں وقف کر) اور اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ یہاں صرف مجبوری کی حالت میں وقف کر سکتے ہیں اور اعادہ (یعنی لوٹانے) کی بھی ضرورت نہیں اس لئے کہ ایسے موقع پر وصل کی بہ نسبت وقف کی وجہ قوی ہوتی ہے لیکن مجبوری کے بغیر وقف کرنا بہتر نہیں ہے۔

(۱۱) **صل:** یہ قَدْ يُوصَلُ عَلَيْهِ کا مختصر ہے نہ کہ یہ صیغہ امر ہے یعنی صِل (جس کے معنی ہوتے ہیں "وصل کر) اور مطلب اس علامت کا یہ ہے کہ اس جگہ وصل کیا جاتا ہے اور وصل ہی قوی اور بہتر ہے اسلئے کہ اس میں وقف کی بہ نسبت وصل کی وجہ قوی ہوتی ہے۔

(۱۲) **صلی:** یہ اَلْوَصْلُ اَوْلٰی کا مختصر ہے یہاں چونکہ مابعد سے لفظی تعلق ہوتا ہے اس لئے وصل کرنا اولیٰ ہے اور وقفِ حسن کی علامت ہونے کی وجہ سے (بوجہ ضرورت وعدم قباحت) وقف بھی جائز ہے لیکن وقف کرنے کے بعد اعادہ کرنا (یعنی لوٹانا) ضروری ہے۔

(۱۳) **لا:** یہ لَا وَقْفَ عَلَيْهِ سے ہے یعنی اس پر وقف تو صحیح ہے لیکن بعد والے جملے سے ابتداء کرنا درست نہیں بلکہ ماقبل سے اعادہ کرنا ضروری ہے پس اگر آیت پر ہو تب تو وقف کرنا درست بلکہ سنت ہے اور اسی طرح بعد کے کلمہ سے ابتداء بھی درست ہے اور اگر آیت کے بغیر ہو تو بعض مشائخ نے وقفِ حسن اور بعض مشائخ نے وقفِ قبیح لکھا ہے پس اگر وقف کر دیں تو فوراً اعادہ کرنا چاہئے۔

(۱۴) **قلا:** یہ قِيلَ لَا وَقْفَ عَلَيْهِ کا مخفف ہے اور یہ وقفِ مختلف فیہ کی علامت ہے یعنی بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہاں وقف نہیں اور بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہاں وقف ہے اور وصل اولیٰ اور بہتر ہے لیکن جو حضرات یہاں وقف کے قائل ہیں اُن کے قول پر یہاں وقف کر دینے کے بعد اعادہ کرنے (یعنی لوٹانے) کی ضرورت

نہیں، لہٰذا مابعد سے ابتداء کی جائے گی۔ (وقوف المبتدی)

(۱۵) وَقْفَة: یہ وقف سے ہے جس کے آخر میں ھائے سکتہ لگادی گئی ہے اور اس کی اصل اَلْوَقْفُ مَعَ السَّكْتِ تھی اختصار اور تخفیف کی غرض سے صرف وقفہ لکھ دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع پر بغیر سانس توڑے سکتہ سے کچھ زیادہ اور وقف سے کچھ کم دیر ٹھہرنا پس یہ سکتہ طویلہ کی علامت ہے (جو آواز رکنے کی مدت کے اعتبار سے وقف کے قریب ہوتا ہے) اس پر وقف کرنا بھی درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس پر سانس نہ لیں اور چونکہ یہاں اصل سکتہ ہے (جو وصل کے قریب ہوتا ہے) اور قراءات کے اماموں سے منقول نہیں اس بناء پر یہ سکتہ اصلی نہیں ہے جیسے: وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وغیرہ پس وقفہ جس جگہ بھی آئے محض اختیاری ہے لازمی نہیں واللہ اعلم۔

(۱۶) س: یہ سکتہ کا مختصر ہے مطلب یہ کہ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ مگر سانس مت توڑو۔

(۱۷) ك: یہ كَذٰلِكَ کا مختصر ہے یعنی یہاں بھی وہی حکم دیا جائے جو اس سے پہلے گزرا ہے یہ علامت وقف کی علامت کے بعد بھی آتی ہے اور وصل کی علامت کے بعد بھی پس جس علامت کے بعد آئے اس کو اسی کے حکم میں سمجھنا چاہیے لیکن یہ علامت ہمارے زمانے کے قرآنوں میں نہیں ہے۔

سوال: قرآن مجید کے حاشیہ پر بھی بعض وقوف لکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کی بھی وضاحت کریں؟

جواب: ① وَقْفِ مُعَانَقَة: یہ قریب قریب دو جگہ تین تین نقطے مُعَانَقَة کی علامت ہیں جس کو وَقْفِ مُرَاقَبَة بھی کہتے ہیں قرآن مجید کے حاشیہ پر جو مع لکھا رہتا ہے وہ بھی اسی کا مختصر ہے مُعَانَقَة کے معنی ہیں وقف کے دو موقعوں کا پاس پاس جمع ہونا جیسے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ○ وَقْفِ مُعَانَقَة کا حکم یہ ہے کہ نہ تو دونوں جگہ وقف کیا جائے اور نہ ہی دونوں جگہ وصل کیا جائے کیونکہ دونوں جگہ وقف کرنے سے تین تین نقطوں کے بیچ میں جو کلمہ ہے وہ دونوں طرف کی

عبارت سے بالکل بے تعلق اور بے فائدہ ہو جاتا ہے اور دونوں جگہ وصل کرنے سے یہ ظاہر نہیں ہوگا کہ فِيْهِ کا تعلق ماقبل لَا رَيْبَ سے ہے یا مابعد هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ سے۔ ❁ پس بہتر یہ ہے کہ پہلی جگہ پر وقف کیا جائے اور دوسری جگہ وصل کیا جائے یا برعکس یعنی پہلی جگہ وصل کیا جائے اور دوسری جگہ پر وقف کیا جائے تاکہ معنیٰ کی وضاحت ہو سکے۔ ❁ البتہ اگر کسی قاری نے اس کا التزام کر لیا ہو کہ سانس پوری ہونے تک کسی علامتِ وقف پر وقف نہیں کروں گا تو وہ اگر مُعَانَقَة کے موقع پر بھی وصل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اِس واسطے کہ یہ صورت وصل کے اہتمام کی ہے اور قراءت میں اصل اور بہتر وصل ہی ہے (جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا) لیکن جس نے وصل کا التزام نہ کیا ہو اُس کو چاہئے کہ جو وقفِ مُعَانَقَة کا حکم بیان کیا گیا ہے اُسی پر عمل کرے۔

② **وَقْفُ النَّبِيِّ ﷺ:** جو وقف خصوصیت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو اُسے وَقْفُ النَّبِيِّ ﷺ کہتے ہیں۔

③ **وَقْفِ مُنَزَّل:** جس موقع پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کو وحی سناتے وقت وقف کیا ہو اور اُن کی پیروی میں آپ ﷺ نے بھی وقف کیا ہو اُس کو وَقْفِ مُنَزَّل اور وَقْفِ جِبْرَئِيل علیہ السلام کہتے ہیں۔

④ **وَقْفِ غُفْرَان:** جس جگہ وقف کرنے سے معنیٰ خوب ظاہر ہو جاتے ہوں اور قراءت سننے والے کے دل میں بشاشت اور خوشی ہوتی ہو اور پڑھنے اور سننے والا اگر اِس موقع پر دعا مانگے تو وہ قبول ہو جائے ایسے وقف کو وَقْفِ غُفْرَان کہتے ہیں۔

⑤ **وَقْفِ كُفْرَان:** جس جگہ وقف کرنے سے خلاف مقصود معنیٰ کا وہم ہوتا ہو اُس جگہ وقف کرنے کو وَقْفِ كُفْرَان کہتے ہیں۔

سوال: اگر مجبوری سے ان مذکورہ نشانوں کے بیچ میں سانس ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

جواب: اگر مجبوری سے ایسا ہو تو چاہئے کہ جس کلمہ پر ٹھہر گیا تھا اُس سے یا اوپر سے پھر لوٹا کر

اور مابعد سے ملا کر پڑھے اور اس کا سمجھنا کہ اسی کلمہ سے پڑھوں یا اوپر سے بدون معنی سمجھے ہوئے مشکل ہے جب تک معنی سمجھنے کی لیاقت نہ ہو شبہ کے موقع میں کسی عالم سے پوچھ لے۔

سوال: قاری کے احوال کے اعتبار سے وقف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: قاری کی ضرورت اور احوال کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں وہ یہ ہیں:۔ ① وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ ② وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ ③ وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ ④ وَقْفِ اِنْتِظَارِیْ۔

سوال: وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو وقف اپنے اختیار اور ارادہ سے کسی مجبوری کے بغیر صرف تازہ دم ہونے کیلئے کیا جائے اُس کو وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ کہتے ہیں اور اوقاف میں یہ وقف اصل ہے نیز یہ وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ آیت پر یا میم طا وغیرہ پر کرنا چاہیے تا کہ وقف کرنے کے بعد ابتداء (یعنی وقف والے کلمہ کے آگے سے قراءت) کی جا سکے۔

سوال: وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو وقف سانس کے پورا ہو جانے یا تنگ ہو جانے کی وجہ سے یا پڑھتے پڑھتے تھک جانے کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے یا کھانسی، ہچکی، چھینک وغیرہ کی وجہ سے کیا جائے اُس کو وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ کہتے ہیں یہ وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ ہر اُس کلمہ کے آخر میں صحیح ہے جو اپنے بعد والے کلمہ سے الگ لکھا ہوا ہو اِسلئے کہ جب قاری مجبور ہی ہو گیا تو پھر کس طرح آگے پڑھ سکتا ہے؟۔

سوال: وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو وقف کیفیتِ وقف وغیرہ سمجھنے اور سمجھانے کی غرض سے کیا جائے اُس کو وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ کہتے ہیں مثلاً استاد شاگرد کو اسکان، اشمام، روم، ابدال، اثبات، حذف وغیرہ کا طریقہ سمجھانے کیلئے یا طول، توسط، قصر کی مقدار بتانے کیلئے وقف کرے، یا استاد شاگرد کی آزمائش کرنے کیلئے اس کو اسکان، اشمام، روم وغیرہ کے ساتھ وقف

کرنے کا حکم کرے کہ یہ وقف کرنا سمجھتا ہے یا نہیں۔ یا یہ پہچاننے کیلئے وقف کرنا کہ یہ کلمہ مقطوع (یعنی اپنے بعد والے کلمہ سے علیحدہ کرکے لکھا ہوا) ہے یا موصول (یعنی اپنے بعد والے کلمہ سے ملا کر لکھا ہوا) ہے وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ بھی ہر کلمہ مقطوعہ کے آخر پر کیا جاسکتا ہے۔

سوال: وَقْفِ اِنْتِظَارِیْ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو وقف قراءات سبعہ یا عشرہ (یعنی سات یا دس قراءتوں) کو جمع کرنے کی غرض سے ایک ہی جگہ پر بار بار کیا جائے اُس کو وَقْفِ اِنْتِظَارِیْ کہتے ہیں جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۔ پس چونکہ اس میں ایک روایت کے بعد دوسری روایت کا انتظار کیا جاتا ہے اس مناسبت سے اس کو وَقْفِ اِنْتِظَارِیْ کہتے ہیں۔ وَقْفِ اِنْتِظَارِیْ قراءات سبعہ یا عشرہ کے اختلاف ادا کرنے کے وقت کیا جاتا ہے اور یہ وقف ہر اُس کلمہ مقطوعہ پر درست ہے جس میں قراءات کی وجوہ ایک سے زیادہ ہوں۔ (وقوف المبتدی)

سوال: جو حضرات عربی میں خوب ماہر ہوں وہ کہاں وقف کریں؟

جواب: جو حضرات عربی میں خوب ماہر ہیں اُن کے لئے محل وقف کے لحاظ سے وقف کی چھ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① وقفِ تام ② وقفِ کافی ③ وقفِ حسن ④ وقفِ قبیح ⑤ وقفِ لازم ⑥ وقفِ اقبح۔

سوال: وقفِ تام کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقفِ تام کی تعریف یہ ہے: کلمہ موقوف علیہ پر جملہ اور مضمون پورا ہو جاتا ہو اور مابعد سے لفظی ترکیبی اور معنوی تعلق نہ ہو جیسے سورۃ فاتحہ میں يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اور نَسْتَعِيْنُ ۝ اور سورۃ البقرہ میں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِس کا حکم یہ ہے کہ مابعد سے ابتداء کرنا ضروری ہے۔

سوال: وقفِ کافی کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقفِ کافی کی تعریف یہ ہے: کلمہ موقوف علیہ پر جملہ پورا ہو جاتا ہو اور مابعد سے لفظی تعلق نہ ہو البتہ معنوی تعلق ہو جیسے: هُمْ يُوقِنُونَ ○ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ○ وَلَٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ○ اس کا حکم یہ ہے کہ مابعد سے ابتداء کرنا ضروری ہے۔

سوال: وقفِ حسن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقفِ حسن کی تعریف یہ ہے: کلمہ موقوف علیہ پر جملہ پورا ہو جاتا ہو لیکن مابعد سے لفظی، ترکیبی اور معنوی تعلق ہو جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور یہ وقفِ حسن آیت پر بھی ہوتا ہے جیسے: رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اور هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ اور آیت کے درمیان میں بھی ہوتا ہے جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ وقفِ حسن آیت پر ہو تو مابعد سے ابتدا کریں گے اور اگر یہ وقفِ حسن آیت کے درمیان ہو تو ماقبل سے اعادہ کرنا (یعنی لوٹانا) ضروری ہے۔

سوال: وقفِ لازم کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقفِ لازم کی تعریف یہ ہے: وقفِ لازم کا اُس کے موقع پر کرنا ضروری اور لازمی ہے اور وصل کرنے سے نامناسب اور مقصود کے خلاف معنیٰ متوہم ہوتے ہوں جیسے: وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا ...... وغیرہ۔

سوال: وقفِ قبیح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقفِ قبیح کی تعریف یہ ہے: کلمہ موقوف علیہ جملہ کا ایک جز بنتا ہو جیسے: اَلْحَمْدُ اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اِعادہ کرنا (یعنی لوٹانا) ضروری ہے۔

سوال: وقفِ اقبح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقفِ اقبح کی تعریف یہ ہے: جس جگہ وقف کرنے سے نامناسب اور مقصود کے خلاف معنیٰ متوہم ہوتے ہوں اُسے وقفِ اقبح کہتے ہیں جیسے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ پر وقف کرنا اور لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پر وقف کرنا اور وَمَا مِنْ اِلٰهٍ پر وقف کرنا وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اِعادہ کرنا (یعنی لوٹانا) ضروری ہے۔

سوال: مواقع اوقاف کے اعتبار سے ابتداء کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور کون کونسی ہیں؟

جواب: مواقع اوقاف کے اعتبار سے ابتداء کی پانچ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① ابتداء اَحسن ② ابتداء حسن ③ ابتداء قبیح ④ ابتداء اَقبح ⑤ ابتداء صحیح۔

سوال: ابتداء اَحسن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ابتداء اَحسن کی تعریف یہ ہے:۔ وقفِ تام اور لازم کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء اَحسن کہتے ہیں جیسے سورۃ فاتحہ میں نَسْتَعِیْنُ ○ کے بعد اِھْدِنَا سے ابتداء کرنا اور ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے ابتداء کرنا اور وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ پر وقف لازم کرنے کے بعد اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ابتداء کرنا وغیرہ۔

سوال: ابتداء حسن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ابتداء حسن کی تعریف یہ ہے:۔ وقفِ کافی اور آیت پر وقفِ حسن کرنے کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء حسن کہتے ہیں جیسے: ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ پر وقفِ حسن کر کے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ سے ابتداء کرنا اور یُنْفِقُوْنَ ○ پر وقف کرنے کے بعد وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ سے ابتداء کرنا اور ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ پر وقف کرنے کے بعد اُولٰٓئِکَ سے ابتداء کرنا وغیرہ۔

سوال: ابتداء قبیح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ابتداء قبیح کی تعریف یہ ہے:۔ آیت کے درمیان وقفِ حسن کرنے کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء قبیح کہتے ہیں جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر وقف کرنے کے بعد رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ سے ابتداء کرنا اور وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ پر وقف کرنے کے بعد وَمَآ اُنْزِلَ سے ابتداء کرنا وغیرہ۔

سوال: ابتداء اَقبح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ابتداء اَقبح کی تعریف یہ ہے: وقفِ قبیح کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء اَقبح کہتے ہیں جیسے: اَلْحَمْدُ پر وقف کرنے کے بعد لِلّٰہِ سے ابتداء کرنا اور وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ پر وقف کرنے کے بعد بِمَآ اُنْزِلَ سے ابتداء کرنا اور اسی طرح کفار و منافقین اور

مشرکین کے مقولہ سے ابتداء کرنا اس کو بھی ابتداء اَقبح کہتے ہیں جیسے: وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ سے ابتداء کرنا یا وَقَالَتِ النَّصٰرٰى پر وقف کرکے الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ سے ابتداء کرنا وغیرہ۔

سوال: ابتداء صحیح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ابتداء صحیح کی تعریف یہ ہے: آیت پر وقف کرنے کے بعد ابتداء کرنے کو ابتداء صحیح کہتے ہیں خواہ وہاں مابعد سے ماقبل کا تعلق ہو یا نہ ہو۔

سوال: جو حضرات معنیٰ وتفسیر اور ترکیب نحوی سے واقف ہوں اُن کیلئے محل اِعادہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: جو حضرات معنیٰ وتفسیر اور ترکیب نحوی سے واقف ہوں اُن کے لئے محل اِعادہ کی چار قسمیں ہیں۔

سوال: وہ چار قسمیں کون کونسی ہیں؟

جواب: وہ چار قسمیں یہ ہیں: ① اِعادہ اَحسن ② اِعادہ حسن ③ اِعادہ قبیح ④ اعادہ اَقبح۔

سوال: اِعادہ اَحسن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اِعادہ اَحسن کی تعریف یہ ہے: وقفِ قبیح کے بعد اعادہ کرنے (یعنی لوٹانے) کو اِعادہ اَحسن کہتے ہیں۔

سوال: اِعادہ حسن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اِعادہ حسن کی تعریف یہ ہے: آیت کے درمیان وقفِ حسن کے بعد اِعادہ کرنے (یعنی لوٹانے) کو اِعادہ حسن کہتے ہیں۔

سوال: اِعادہ قبیح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اِعادہ قبیح کی تعریف یہ ہے: وقفِ کافی اور آیت پر وقفِ حسن کے بعد اِعادہ کرنے (یعنی لوٹانے) کو اِعادہ قبیح کہتے ہیں۔ اسی طرح فعل کو چھوڑ کر فاعل سے مبتدا کو چھوڑ کر خبر سے اور موصوف کو چھوڑ کر صفت سے مفسر کو چھوڑ کر تفسیر سے یا ممیز کو

چھوڑ کر تمیز سے ذوالحال کو چھوڑ کر حال سے اعادہ کرنے (یعنی لوٹانے) کو بھی اعادہ قبیح کہتے ہیں۔

سوال: اعادہ اَقبح کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اعادہ اَقبح کی تعریف یہ ہے: وقف تام اور لازم کے بعد اعادہ کرنے (یعنی لوٹانے) کو اعادہ اَقبح کہتے ہیں۔

سوال: کلمہ کے بیچ میں وقف کرنا کیسا ہے؟

جواب: ایسی مجبوری کے وقف میں ایک اس کا خیال رہے کہ کلمہ کے بیچ میں وقف نہ کرے بلکہ کلمہ کے ختم پر ٹھہرے۔

سوال: بعض ناواقف لوگ اِلَيْكَ، يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ تَفْعَلُوْنَ ۝ اور بَصِيْرٌ ۝ جیسی مثالوں میں سانس اور آواز توڑ دیتے ہیں مگر حرف موقوف علیہ کو نہ تو بالکل ساکن کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی حرکت کا تہائی حصہ سے جائز موقعوں میں اکتفا کرتے ہیں بلکہ حرکت کو وصل کی طرح کامل ادا کرتے ہیں کیا وقف کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب: وقف کا یہ طریقہ بالکل خلاف اصل ہے کیونکہ وقف وصل کی ضد ہے اور وصل میں حرکت پڑھی جاتی ہے پس وقف میں اُس کی ضد (یعنی سکون) ہونا چاہئے۔

سوال: حرکت پر وقف کرنا کیسا ہے؟

جواب: حرکت پر وقف کرنا غلط ہے جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں مثلاً کسی شخص کا سانس سورۃ بقرۃ کے شروع میں بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ کے کاف پر ٹوٹ گیا تو اُس وقت کاف کو ساکن کر دینا چاہئے زبر کے ساتھ وقف نہ کریں۔

سوال: روانگی کے ساتھ تلاوت کرتے ہوئے عام حفاظ نے جو یہ عادت بنا رکھی ہے کہ آیات داوقاف کے مواقع پر آخری حرف کو ساکن کر کے بغیر سانس توڑے اور آیات پر سکتہ کئے بغیر اگلی آیات شروع کر دیتے ہیں کیا اُن کا یہ عمل فن تجوید کی رو سے صحیح ہے؟

جواب: اُن حفاظ کا یہ عمل فن تجوید کے سراسر خلاف ہے اور سخت غلطی ہے لہٰذا اس سے بچنا

نہایت ضروری ہے۔ البتہ آخری حرف کو ساکن کر کے آواز کا اتنی دیر بند کر دینا جس میں عادۃً اور معمولاً سانس لے سکیں (جس کا اندازہ تقریباً ایک الف کے برابر ہے) یہ بھی وقفِ اصطلاحی میں داخل ہے گو عملاً اور بالفعل سانس نہ لیں۔ (اَلنَّشْرُ الْکَبِیْرُ)

سوال: جس کلمہ پر وقف کیا ہے وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اُس کے موافق وقف کرنا چاہئے یا جس طرح پڑھا جاتا ہے اُس کے موافق؟

جواب: ایسی مجبوری میں جو کسی کلمہ پر وقف کرو تو وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اُس کے موافق وقف کرو اگر چہ وہ دوسری طرح پڑھا جاتا ہو پڑھنے کے موافق وقف نہ کریں گے مثلاً اَنَا میں جو الف نون کے بعد ہے وہ ویسے تو پڑھنے میں نہیں آتا لیکن اگر اِس کلمہ پر وقف کیا جائے گا تو پھر اُس الف کو بھی پڑھیں گے اور پھر جب اِس کلمہ کو لوٹائیں گے تو اُس وقت چونکہ مابعد سے ملا کر پڑھیں گے اِس لئے یہ الف نہ پڑھا جائے گا ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو ان میں بڑے بڑے حافظ غلطی کرتے ہیں۔

سوال: وہ الفاظ کون کونسے ہیں جن کے آخر کا الف کسی حال میں بھی نہیں پڑھا جاتا نہ وقف میں نہ وصل میں؟

جواب: وہ الفاظ یہ ہیں:۔ اَوْ یَعْفُوَا سورۂ بقرۃ کے اکتیسویں رکوع میں اور اَنْ تَبُوْٓاَ سورۂ مائدہ کے پانچویں رکوع میں اور لِیَتْلُوَا سورۂ رعد کے چوتھے رکوع میں اور لَنْ نَّدْعُوَا سورۂ کہف کے دوسرے رکوع میں (اور اَنْ اَتْلُوَا سورۂ نمل کے ساتویں رکوع میں) اور لِیَرْبُوَا سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں اور لِیَبْلُوَا سورۂ محمد ﷺ کے اول رکوع میں اور نَبْلُوَا سورۂ محمد ﷺ کے چوتھے رکوع میں اور ثَمُوْدَا: چار جگہ سورۂ ہود علیہ السلام اور سورۂ فرقان اور سورۂ عنکبوت اور سورۂ نجم میں اور دوسرا قَوَارِیْرَا سورۂ دہر کے پہلے رکوع میں اِن سب الفاظ میں الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا نہ وصل میں نہ وقف میں۔

سوال: مذکورہ بالا تمام کلمات کے آخر کا الف کیوں نہیں پڑھا جاتا؟

جواب: ان میں سے پہلے آٹھ الفاظ (یعنی اَوْ یَعْفُوَا، اَنْ تَبُوْٓاَ، لِیَتْلُوَا، لَنْ نَّدْعُوَا،

لِيَرْبُوَا، لِيَبْلُوَا، وَنَبْلُوَا اور اَنْ اَتْلُوَا) میں واؤ اور ہمزہ کے بعد الف زائدہ نہ پڑھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ الف محض فاصل ہے واو عاطفہ اور واو نفس کلمہ میں فرق کرنے کیلئے اور کلمہ کی تمامیت و کاملیت بتانے کیلئے نہ کہ تلاوت وتلفظ کیلئے بھی۔ او
دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اس الف کو پڑھتے تو (اَوْيَعْفُوَا، اَنْ تَبُوْاَ، لِتَتْلُوَا، لِيَرْبُوَا، لِيَبْلُوَا) ان پانچ کلمات میں تو یہ شبہ ہوتا کہ شاید یہ تثنیہ کے صیغے ہیں حالانکہ یہ واحد کے صیغے ہیں اور (لَنْ نَّدْعُوَا، وَنَبْلُوَا اور اَنْ اَتْلُوَا) میں اگر الف پڑھتے تو یہ تینوں کلمات مہمل اور لغو ہو جاتے اس لئے کہ لَنْ نَّدْعُوَا وغیرہ باثبات الف عربیت کی رو سے کوئی صیغے ہی نہیں (جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں) اور اصل وجہ روایت ونقل کی اتباع ہے۔ ۞ اور ثَمُوْدَا اور دوسرے قَوَارِيْرَا میں الف نہ پڑھنے کی درج ذیل پانچ وجوہ ہیں:۔ ① روایت ونقل کی اتباع اور یہی وجہ اصل ہے۔ ② تنوین اور ترک تنوین والی دونوں قراءتوں میں فرق کرنا۔ ③ ان کلمات میں اگر حفص رحمۃ اللہ علیہ کے لئے وقفًا الف پڑھتے تو یہ شبہ ہوتا کہ شاید اُن کی قراءت بھی وصلًا تنوین کے اثبات کے ساتھ ہے حالانکہ وصلًا اُن کے یہاں تنوین کا ترک ہے۔ ④ کلمہ کی اصل ہیئت صیغہ اور حالتِ عربیہ کا لحاظ رکھنا۔ ⑤ خط عربی سے پہلے والے خطوط میں الف فتحہ کی صورت میں ہوتا تھا (جیسا کہ کرمانیؒ نے عجائب میں نقل کیا ہے) اس بناء پر دال اور راء کے فتحہ کو خطوطِ سابقہ کی رعایت ونزدیکیٔ زمانہ کی وجہ سے بصورتِ الف لکھ دیا (كَذَا فِي نَثْرُ الْمَرْجَانْ جلد نمبر ۳) اور یہ سب عقلی حکمتیں اور نکات بعد الوقوع ہیں ورنہ اصل وجہ روایت ونقل کی اتباع ہے جیسا کہ گزرا۔

سوال: وہ الفاظ کون کونسے ہیں جن کے آخر کا الف وصل میں نہیں پڑھا جاتا اور وقف میں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: وہ الفاظ یہ ہیں:۔ لٰكِنَّا خاص سورۂ کہف میں اور اَلظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِيْلَا یہ تینوں سورۂ احزاب میں اور سَلٰسِلَا اور پہلا قَوَارِيْرَا یہ دونوں سورۂ دہر میں اور لفظ اَنَا جہاں کہیں آئے تمام قرآن میں اِن تمام لفظوں میں بحالتِ وصل

الف نہیں پڑھا جاتا اور حالتِ وقف میں الف پڑھا جاتا ہے مگر خاص لفظ سَلٰسِلَاْ کو حالتِ وقف میں بدونِ الف پڑھنا بھی مروی ہے یعنی سَلٰسِلْ۔

سوال: مذکورہ بالا تمام کلمات کے آخر کا الف وصل میں کیوں نہیں پڑھا جاتا اور وقف میں کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: ① لفظِ لٰکِنَّا کے آخر میں اصل کا اعتبار کرتے ہوئے وصلاً الف نہیں پڑھتے اور رسم کا اعتبار کرتے ہوئے وقفاً الف پڑھتے ہیں کیونکہ اس کی اصل لٰکِنْ اَنَا ہے اور اَنَا کی اصل اَنَ بغیر الف کے ہے پھر خلاف قیاس ہمزہ کو حذف کرکے نون کا نون میں ادغام کر دیا تو لٰکِنَّا ہو گیا۔ ② اَلظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِیْلَا میں اصل کا اعتبار کرتے ہوئے وصلاً الف نہیں پڑھتے اور رسم کا اعتبار کرتے ہوئے وقفاً الف پڑھتے ہیں کیونکہ ان کی اصل اَلظُّنُوْنَ، اَلرَّسُوْلَ، اَلسَّبِیْلَ بغیر الف ہے نیز یہ الفات شمول قراءت کیلئے ہیں جیسا کہ سیدنا امامِ نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ وصلاً الف پڑھتے ہیں نیز رعایت و مشابہتِ فواصل کی وجہ سے وقفاً الف نہیں پڑھتے۔ ③ سَلٰسِلَاْ اور قَوَارِیْرَاْ میں الف شمول قراءت کیلئے ہے دوسری قراءت سَلٰسِلًا اور قَوَارِیْرًا ہے محل وقف ہونے کی وجہ سے اور فواصل (یعنی آیات) کی رعایت کی وجہ سے نیز اتباع رسم میں وقفاً الف پڑھتے ہیں مگر خاص لفظ سَلٰسِلَاْ میں بحالتِ وقف اصل کا اعتبار کرتے ہوئے حذف الف اور رسم کا اعتبار کرتے ہوئے اثباتِ الف دونوں صحیح ہیں لیکن اثباتِ الف اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ وہ شاطبیہ کے طریق کے موافق ہے۔ ④ لفظِ اَنَا میں وقفاً الف کا ثابت رکھنا التباس سے بچنے کیلئے ہے کیونکہ اگر الف نہ پڑھتے تو وقفاً نون کو ساکن کرنا پڑتا اور اس سے یہ اَنْ نَاصِبَۃْ یا اَنْ مُخَفَّفَۃْ مِنَ الْمُثَقَّلَۃْ کے ساتھ مشابہ ہو جاتا اسلئے کہ بعض لغات میں لفظ اَنَا بغیر الف کے لکھا جاتا ہے اور بعض میں الف سے لکھا جاتا ہے پس اصل کا اعتبار کرتے ہوئے وصلاً الف نہیں پڑھتے اور رسم کا اعتبار کرتے ہوئے وقفاً الف پڑھتے ہیں۔

سوال: رعایتِ فواصل کا مطلب کیا ہے؟
جواب: رعایتِ فواصل کا مطلب یہ ہے کہ اَلظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِيْلَا کے جانبین میں جو آیتیں ہیں وہ چونکہ الف پر ختم ہوتی ہیں اس لئے اِن کے آخر میں بھی الف پڑھا گیا تاکہ تمام آیتیں ایک طرح کے الفاظ پر ختم ہوں۔
سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ لٰكِنَّا کے ساتھ "خاص سورۂ کہف" کی قید کیوں لگائی؟
جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ لٰكِنَّا کے ساتھ "خاص سورۂ کہف" کی قید اس لئے لگائی کہ اور موقعوں میں تو نون کے بعد الف زائدہ لکھا ہوا ہی نہیں مثلاً وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ۔
سوال: کیفیت کے اعتبار سے وقف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟
جواب: کیفیت کے اعتبار سے وقف کی دس قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① وقف بالحذف ② وقف بالاثبات ③ وقف بالسکون ④ وقف بالاسکان ⑤ وقف بالروم ⑥ وقف بالاشمام ⑦ وقف بالابدال ⑧ وقف بالاظہار ⑨ وقف بالتشدید ⑩ وقف بالالحاق۔
سوال: وقف بالحذف کی تعریف کیا ہے؟
جواب: وقف بالحذف کی تعریف یہ ہے: جو حرف وصلاً پڑھا جاتا ہواُسے وقفاً حذف کرکے سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ میں وقفاً یاء کو اور سَلٰسِلَا میں الف کو حذف کرکے سانس اور آواز کا توڑ دینا اور اسی طرح اَوْ يَعْفُوَا سورۂ بقرۃ کے اکتیسویں رکوع میں اور اَنْ تَبُوْٓاَ سورۂ مائدہ کے پانچویں رکوع میں اور لِتَتْلُوَا سورۂ رعد کے چوتھے رکوع میں اور لَنْ نَّدْعُوَا سورہ کہف کے دوسرے رکوع میں (اور اَنْ اَتْلُوَا سورۂ نمل کے ساتویں رکوع میں) اور لِيَرْبُوَا سورہ رُوم کے چوتھے رکوع میں اور لِيَبْلُوَا سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اول رکوع میں اور نَبْلُوَا سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے رکوع میں اور ثَمُوْدَا:۔ چار جگہ سورۂ ہود علیہ السلام اور سورۂ فرقان اور سورۂ عنکبوت اور سورۂ نجم میں اور دوسرا قَوَارِيْرَا سورۂ دہر کے پہلے رکوع میں جن کے آخر کے الفات رسم میں ثابت ہیں لیکن قراءت (یعنی پڑھنے) میں ثابت نہیں۔ ۞ اسی طرح لفظ

مِنۡ تِلۡقَآئِ (سورۂ یونس) وَ اِیۡتَآئِ (سورۂ نحل) جیسے کلمات میں جن کی یاء ات لکھی ہوئی ہیں لیکن پڑھی کسی حال میں نہیں جاتیں اُن تمام کلمات پر بھی وقف کرنے کو وقف بالحذف کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (وقوف المبتدی)

سوال: وقف بالاثبات کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقف بالاثبات کی تعریف یہ ہے: جو حرف مدہ وصلاً حذف ہو جاتا ہو یا جو حرف مدہ اصل میں ثابت ہونے کے باوجود رسم (یعنی قرآن شریف کی لکھائی اور کتابت) میں محذوف ہو اُسے وقفاً ثابت رکھ کر سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: وَ ادۡخُلُوا الۡبَابَ میں واؤ کو اور رَمَا اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ میں یاء کو اور اسی طرح لفظ لٰكِنَّا خاص سورۂ کہف میں اور: الظُّنُوۡنَا اور الرَّسُوۡلَا اور السَّبِيۡلَا یہ تینوں سورۂ احزاب میں اور سَلٰسِلَا اور پہلا قَوَارِيۡرَا یہ دونوں سورۂ دہر میں اور لفظ اَنَا جہاں کہیں آئے تمام قرآن میں اِن تمام لفظوں میں وقفاً الف کو ثابت رکھ کر سانس اور آواز کا توڑ دینا۔

● اور اسی طرح تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ میں ہمزہ کے بعد الف کو اور وَاِنۡ تَلۡوٗا میں واؤ کے بعد ایک اور واؤ کو اور يُحۡيِۦ میں یاء کے بعد ایک اور یاء کو ثابت رکھ کر سانس اور آواز کا توڑ دینا۔

سوال: وقف بالسکون کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقف بالسکون کی تعریف یہ ہے: حرف موقوف علیہ ساکن پر سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: فَحَدِّثۡ ۝ فَانۡصَبۡ ۝ فَارۡغَبۡ ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالاسکان کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اسکان کے لغوی معنٰی ہیں "ساکن کرنا یا آرام دینا اور حرف کو بے حرکت کرنا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: حرف موقوف علیہ متحرک کو ساکن کر کے سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالاسکان کون کونسی حرکت میں ہوتا ہے؟

جواب: وقف بالاسکان ایک زبر ایک زیر دو زیر، ایک پیش دو پیش پر ہوتا ہے ایک زبر کی

مثال رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ایک زیر کی مثال يَوْمِ الدِّيْنِ ○ دو زیر کی مثال مِنْ نَّذِيْرٍ ○ ایک پیش کی مثال نَسْتَعِيْنُ ○ دو پیش کی مثال مُّبِيْنٌ ○ وغیرہ۔

سوال: وقف بالروم کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: روم کے لغوی معنی ہیں قصد کرنا، تلاش کرنا، چاہنا، ارادہ کرنا اور اصطلاحی معنی (یعنی تعریف) یہ ہے: حرف موقوف علیہ مکسور یا مضموم پر آواز کو پست کر کے حرکت کا تہائی حصہ ادا کرنا اور سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: يَوْمِ الدِّيْنِ ○ مِنْ نَّذِيْرٍ ○ نَسْتَعِيْنُ ○ مُّبِيْنٌ ○ وغیرہ۔

سوال: وقف بالروم کون کونسی حرکت میں ہوتا ہے؟

جواب: یہ زبر میں نہیں ہوتا صرف (ایک زیر دو) زیر اور (ایک پیش دو) پیش میں ہوتا ہے جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ (اور تَقْوِيْمٍ ○) کے ختم پر میم پر بہت ذرا سا زیر پڑھ دیا جائے کہ جس کو بہت پاس والا سن سکے یا نَسْتَعِيْنُ ○ (اور مُّبِيْنٌ ○) کے نون پر ایسا ہی ذرا پیش پڑھ دیا جائے اور رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ کے نون ... چونکہ زبر ہے یہاں ایسا نہ کریں گے۔

سوال: وقف بالروم زبر میں کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: اس لئے کہ فتحہ خفیف ترین حرکت ہے جس کو حصوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا جب اسے ادا کیا جاتا ہے تو یہ کامل ہی ادا ہوتا ہے اور روم نام ہے حرکت کا کچھ حصہ ادا کرنے کا۔ نیز نقلاً فتحہ میں روم ثابت نہیں۔

سوال: روم کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: روم کا فائدہ یہ ہے کہ سننے والے کو حرف موقوف علیہ کی حرکت کا پتہ چل جاتا ہے۔

سوال: جس کلمہ کے اخیر میں تنوین ہو وہاں روم جائز ہے یا نہ؟

جواب: جس کلمہ کے اخیر میں تنوین ہو وہاں بھی روم جائز ہے مگر حرکت ظاہر کرنے کے وقت تنوین کا کوئی حصہ ظاہر نہ کیا جائے گا (بلکہ پست آواز میں ایک پیش یا ایک زیر پڑھا جائے گا جیسے مُّبِيْنٌ ○ مِنْ نَّذِيْرٍ ○ وغیرہ)۔

سوال: وقف بالروم میں حرکت ظاہر کرنے کے وقت تنوین کا کوئی حصہ کیوں ظاہر نہ کیا جائے گا؟

جواب: اسلئے کہ نون تنوین کا درجہ حرکت کے کامل ادا ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ نیز اسلئے کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے اور زیر اور پیش کا تنوین لکھنے میں نہیں آتا۔

سوال: وقف بالاشمام کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟

جواب: اشمام کے لغوی معنٰی ہیں "بو دینا، اشارہ کرنا، کسی کو گلاب کا پھول سونگھانا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ ہے: حرف موقوف علیہ مضموم کو ساکن کر کے فوراً ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا اور سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے نَسْتَعِیْنُ ۝ مُبِیْنٌ ۝ وغیرہ۔

سوال: وقف بالاشمام کون کونسی حرکت میں ہوتا ہے؟

جواب: وقف بالاشمام صرف (ایک پیش دو) پیش میں ہوتا ہے اور زبر زیر میں نہیں ہوتا۔

سوال: وقف بالاشمام زبر زیر میں کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: زبر میں تو اس لئے نہیں ہوتا کہ زبر منہ کے سیدھا کھلنے سے ادا ہوتا ہے اور اشمام ہونٹوں کے گول ہونے سے ادا ہوتا ہے اور یہ دونوں (یعنی منہ کا سیدھا کھلنا اور ہونٹوں کا گول ہونا) ضدیں ہیں جو ایک وقت میں جمع نہیں ہوسکتیں اور زیر میں اس لئے نہیں ہوتا کہ کسرہ یاء کے مخرج سے ادا ہوتا ہے اور اشمام ہونٹوں سے لہٰذا ان دونوں میں بھی مناسبت نہیں ہے۔

سوال: اشمام کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: ① اشمام کا فائدہ یہ ہے کہ دیکھنے والے کو حرف موقوف علیہ کی حرکت کا پتہ چل جاتا ہے۔ ② اشمام اسلئے بھی ہے کہ اس میں اسکان کے ساتھ ساتھ اصل اور وصل کی رعایت بھی ہو جاتی ہے۔ ③ اشمام کرنے سے سکون اصلی اور سکون وقفی میں فرق ہو جاتا ہے۔

سوال: وقف بالاشمام کو کون معلوم کر سکتا ہے؟

جواب: اس کو پاس والا بھی نہیں سن سکتا کیونکہ اس میں حرکت زبان سے تو ادا ہوتی نہیں البتہ آنکھوں والا پڑھنے والے کے ہونٹ دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ اس نے اشمام کیا ہے۔

سوال: تائے مُدَوَّرَۃ (یعنی گول تاء) میں روم واشمام جائز ہیں یا نہیں؟
جواب: ایسی تاء پر روم واشمام جائز نہیں اس لئے کہ روم واشمام حرکتِ اصلی اور حرفِ اصلی میں ہوتے ہیں البتہ تائے مَجرُورَۃ (یعنی لمبی تاء) میں وقف بالاسکان، وقف بالاشمام اور وقف بالروم تینوں جائز ہیں۔
سوال: میم جمع (یعنی ھُمْ، کُمْ، تُمْ کے میم) میں روم واشمام جائز ہیں یا نہیں؟
جواب: نہیں! اس لئے کہ گو جمع کا میم اصل کے اعتبار سے ساکن نہیں ہے بلکہ ضمہ والا ہے لیکن اہلِ ادا اس کے سکون کو وقف کی حالت میں سکونِ اصلی شمار کرتے ہیں۔ (وقوف المبتدی)
سوال: روم واشمام حرکتِ عارضی پر ہوتے ہیں یا نہیں؟
جواب: روم اور اشمام حرکتِ عارضی پر نہیں ہوتا جیسے وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ میں کوئی شخص لَقَدْ پر وقف کرنے لگے تو دال کو ساکن پڑھنا چاہئے اس کے زیر میں روم نہ کریں کیونکہ عارضی ہے۔ (تعلیم الوقف)
سوال: روم واشمام حرکتِ عارضی پر کیوں نہیں ہوتے؟
جواب: اس لئے کہ جس دوسرے ساکن کی وجہ سے پہلے ساکن پر حرکت آتی ہے وہ وقف میں پہلے ساکن سے جدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پہلے ساکن کی حرکت زائل ہو جاتی ہے اور سکونِ اصلی لوٹ آتا ہے کیونکہ وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ میں دال کا زیر اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے آیا ہے اور بارھویں لمعہ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوں اور پہلا مدہ نہ ہو تو اس کو اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْکَسْرِ کے مشہور قاعدہ کے موافق کسرہ دیا جاتا ہے پس جب وَلَقَدْ پر وقف کرنے کی وجہ سے دال کا زیر ہی نہ رہا تو روم اور اشمام بھی نہ ہوا۔
سوال: جس کلمہ کے اخیر میں تشدید ہو تو روم واشمام میں تشدید باقی رہے گی یا نہیں؟
جواب: جس کلمہ پر وقف کرو اگر اس کے اخیر حرف پر تشدید ہو تو روم اور اشمام میں تشدید بدستور باقی رہے گی۔

سوال: جس مد (عارض) وقفی (اور مد عارض لین) کا بیان گیارہویں لمعہ میں ہوا ہے اگر (اُس پر) روم کے ساتھ وقف کیا جائے تو اُس وقت وہ مد ہوگا یا نہیں؟

جواب: اُس وقت وہ مد نہ ہوگا مثلاً اَلرَّحِیۡمِ ○ (اور وَالصَّیۡفِ ○) میں یا نَسۡتَعِیۡنُ ○ (اور خَبِیۡرٌ ○) میں اگر پیش یا زیر کا ذرا سا حصہ ظاہر کریں تو پھر مد (یعنی طول یا توسط) نہ کریں گے (اس لئے کہ مد کے واسطے بعد حرف مدہ کے سکون چاہئے اور روم کی حالت میں سکون نہیں ہوتا بلکہ حرف متحرک ہوتا ہے پس اس صورت میں وصل کی طرح فقط مد اصلی یعنی قصر ہی ہوگا نہ کہ طول و توسط بھی)۔

سوال: وقف بالابدال کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقف بالابدال کی تعریف یہ ہے: دو زبر کی تنوین کو الف سے بدل کر اور تائے مُدَوَّرَۃ (یعنی گول تاء) کو ہائے ساکنہ سے بدل کر سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: تَوَّابًا کو تَوَّابَا ○ اور اَلۡبَیِّنَۃُ کو اَلۡبَیِّنَہۡ ○ پڑھنا۔

سوال: وقف بالاظہار کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقف بالاظہار کی تعریف یہ ہے: حرف موقوف علیہ مُنۡفَصِل یا مُتَّصِل پر سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: یَلۡهَثۡ ذٰلِكَ میں ثاء پر اور قُلۡ رَّبِّ میں لام پر اور اسی طرح وَلٰكِنۡ كَانُوۡا اور وَلٰكِنۡ بَعَثۡتُ میں نون ساکن پر اور وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ○ میں میم ساکن پر سانس اور آواز کو توڑ دینا۔

سوال: وقف بالتشدید کی تعریف کیا ہے؟

جواب: وقف بالتشدید کی تعریف یہ ہے: حرف موقوف علیہ مشدد کو ساکن کرتے ہوئے ایک حرف کی مزید تاخیر کر کے سانس اور آواز کا توڑ دینا جیسے: مُسۡتَمِرٌّ ○ وَلَا جَآنٌّ ○ اور اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ○ وغیرہ۔

سوال: وقف بالالحاق کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ہائے سکتہ پر وقف کرنے کو وقف بالالحاق کہتے ہیں جیسے: لَمۡ یَتَسَنَّہۡ ○ مَاهِیَہۡ ○ وغیرہ۔

تتمہ ہائے ضمیر کے بیان میں

سوال: حائے ضمیر میں روم واشمام کے متعلق کیا کیا مذاہب ہیں؟

جواب: حائے ضمیر میں روم واشمام کے متعلق مذاہب معلوم کرنے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ حائے ضمیر کے بارے میں مندرجہ ذیل چار باتیں معلوم کرلی جائیں تاکہ حائے ضمیر کے باب سے مکمل طور سے آگاہی ہوسکے وہ چار باتیں یہ ہیں: ① اولاً حاء کی کتنی قسمیں ہیں؟ ② حائے ضمیر کسے کہتے ہیں؟ ③ حائے ضمیر کہاں کہاں آتی ہے؟ ④ تجوید کی کتابوں میں حائے ضمیر کے متعلق کتنی قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں؟۔

سوال: اولاً حاء کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اولاً حاء کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① حائے اصلیہ ② حائے زائدہ۔

سوال: حائے اصلیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو حاء کلمہ کے اصلی حروف میں سے ہو اُسے حائے اصلیہ کہتے ہیں جیسے: مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا، فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ، لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ، وَلَمَّا تَوَجَّهَ، لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ، غَيْرَ مُتَشَابِهٍ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور لفظِ اَللّٰهُ کی حاء اصلیہ ہے۔

سوال: حائے زائدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو حاء کلمہ کے اصلی حروف میں سے نہ ہو اُسے حائے زائدہ کہتے ہیں۔

سوال: حائے زائدہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جواب: حائے زائدہ کی تین قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ① حائے سکتہ ② حائے تانیث ③ حائے ضمیر۔

سوال: حائے سکتہ کسے کہتے ہیں اور اُس کا حکم کیا ہے؟

جواب: جو حاء کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کو ظاہر کرنے کیلئے لائی جاتی ہے اُسے حائے سکتہ کہتے ہیں اور اِس کا حکم یہ ہے کہ یہ حاء وقف اور وصل دونوں حالتوں میں ساکن پڑھی جاتی ہے۔

سوال: ھائے سکتہ قرآن مجید میں کتنی جگہ آئی ہے؟

جواب: ھائے سکتہ قرآن مجید میں نو جگہ آئی ہے اور وہ نو جگہیں یہ ہیں: ① لَمْ يَتَسَنَّهْ سورۂ بقرۃ کے رکوع نمبر ۳۵ میں ② فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ سورۂ انعام کے رکوع نمبر ۱۰ میں ③ و ④ كِتٰبِيَهْ دو جگہ ⑤ و ⑥ حِسَابِيَهْ دو جگہ ⑦ مَالِيَهْ ⑧ سُلْطٰنِيَهْ یہ چاروں سورۃ الحاقۃ کے رکوع نمبر ا میں ⑨ مَاهِيَهْ سورۃ القارعۃ میں۔

سوال: ھائے تانیث کسے کہتے ہیں؟

جواب: مؤنث کی وہ تاء جو اسم کے آخر میں آتی ہے اور وقف میں ھائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے اُسے ھائے تانیث کہتے ہیں عام ہے کہ وہ ھائے تانیث گول تاء کی شکل میں ہو (جس کو تائے مُدَوَّرَہ، مَرْبُوطَہ کہتے ہیں) جیسے: اَلْجَنَّةُ، وَنِعْمَةُ وغیرہ یا دراز تاء کی شکل میں ہو (جس کو تائے مَجْرُوْرَہ مُطَوَّلَہ اور طَوِیْلَہ کہتے ہیں) جیسے: نِعْمَتَ اللّٰهِ، وَرَحْمَتُ رَبِّكَ وغیرہ۔

سوال: ھائے ضمیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: مفرد مذکر غائب کی منصوب متصل اور مجرور متصل کی ضمیر کو ھائے ضمیر کہتے ہیں نیز اس کو ھائے کنایہ، ھائے اشارہ بھی کہتے ہیں۔

سوال: ھائے ضمیر کہاں کہاں آتی ہے؟

جواب: یہ ھاء کلمہ کی تینوں قسموں (یعنی اسم، فعل، حرف) کے آخر میں آتی ہے اسم کی مثالیں: كِتٰبَهٗ، بَيْتُهٗ، غُلَامُهٗ فعل کی مثالیں: جَعَلَهٗ، اَكَلَهٗ، سَمِعَهٗ حرف کی مثالیں: بِهٖ اِلَيْهِ وغیرہ۔

سوال: یہ ھاء کلام میں کیوں لائی جاتی ہے؟

جواب: کلام میں جب کسی نام کو بیان کرنے کے بعد اگر دوبارہ اُس نام کو بیان کرنا مقصود ہو تو طوالت یعنی کلام کی درازی سے بچنے کیلئے اور کلام کو مختصر اور چھوٹا کرنے کیلئے بجائے اُس نام کے ذکر کرنے کے یہ ھاء لائی جاتی ہے۔

سوال: تجوید کی کتابوں میں ھائے ضمیر سے متعلق کتنی قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں؟

جواب: دو قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں ① حائے ضمیر کی حرکت کے متعلق۔ ②
حائے ضمیر کے اشباع اور عدم اشباع کے متعلق۔

سوال: حائے ضمیر پر کونسی حرکت ہوتی ہے؟

جواب: حائے ضمیر کے ماقبل کسرہ یا یائے ساکنہ (یعنی یائے مدہ یا لین) ہو تو حائے ضمیر مکسور ہوگی جیسے بِهٖ اور اِلَيْهِ کے، مگر دو جگہ مضموم ہوگی ایک وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ سورۂ کہف میں دوسرے عَلَيْهُ اللّٰهَ سورۂ فتح میں اور دو لفظ میں ساکن ہوگی ایک تو اَرْجِهْ دوسرا فَاَلْقِهْ اور جب ضمیر کے ماقبل نہ کسرہ ہو نہ یائے ساکنہ تو مضموم ہوگی جیسے لَهٗ، رَسُوْلُهٗ، مِنْهُ، اٰخَاهُ، رَاَيْتُمُوْهُ مگر وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ میں مکسور ہوگی۔ (فوائد مکیہ)

سوال: حائے ضمیر کے ماقبل جب کسرہ یا یائے ساکنہ (یعنی یائے مدہ یا لین) ہو تو حائے ضمیر مکسور کیوں ہوتی ہے؟

جواب: ماقبل کی مناسبت کی وجہ سے کیونکہ کسرہ یہ چاہتا ہے کہ میرے بعد کسرہ ہو یا یائے ساکنہ ہو جیسے: بِهٖ، اِلَيْهِ اور یاء یہ چاہتی ہے کہ میرے بعد کسرہ ہو جیسے: اِلَيْهِ، فِيْهِ۔

سوال: وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اور عَلَيْهُ اللّٰهَ میں حائے ضمیر قاعدہ کے خلاف مضموم کیوں ہے؟

جواب: اس لئے کہ حائے ضمیر کی اصل حرکت ضمہ ہے۔

سوال: اَرْجِهْ اور فَاَلْقِهْ میں حائے ضمیر قاعدہ کے خلاف ساکن کیوں ہوگی؟

جواب: یائے محذوفہ کی نیابت کی وجہ سے کیونکہ اَرْجِهْ اصل میں اَرْجِيْهِ اور فَاَلْقِهْ اصل میں فَاَلْقِيْهِ تھا۔ حرف علت جب مقام جزم میں واقع ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے اس لئے اس یاء کو حذف کر دیا اور حائے ضمیر کو یاء کے قائم مقام کر دیا اور چونکہ اصل میں یاء ساکن تھی اس لئے حائے ضمیر کو بھی ساکن کر دیا تو اَرْجِهْ اور فَاَلْقِهْ ہو گیا۔

سوال: جب حائے ضمیر کے ماقبل نہ کسرہ ہو نہ یائے ساکنہ تو حائے ضمیر مضموم کیوں ہوگی؟

جواب: اصل کی موافقت کی وجہ سے، کیونکہ اس کی اصل حرکت ضمہ ہے۔

سوال: مگر وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ میں حائے قاعدے کے خلاف مکسور کیوں ہوگی؟

جواب: اصل کی موافقت کی وجہ سے، کیونکہ وَيَتَّقْهِ اصل میں وَيَتَّقِيْهِ تھا یاء مقام جزم

میں واقع ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی تو وَيَتَّقِهِ ہو گیا پھر تخفیفاً قاف کو ساکن کر دیا وَيَتَّقْهِ ہو گیا۔

سوال: ہائے ضمیر مفتوح بھی ہوگی یا نہیں؟

جواب: نہیں! اسلئے کہ یہ ہاء مذکر کیلئے وضع کی گئی ہے اگر ہاء پر زبر دیں گے تو مؤنث کیلئے ہو جائے گی جیسے: وَسِعَتْهَا اور لَهَا کیونکہ واحد مؤنث کی ضمیر پر ہمیشہ فتحہ ہی ہوتا ہے اور اس کا صلہ بھی الف کے ساتھ ہوتا ہے جو کہ لکھنے میں بھی آتا ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے نیز یاد رہے کہ واحد مؤنث کی ضمیر میں عدم صلہ کسی جگہ بھی نہیں ہوتا۔

سوال: ہائے ضمیر کے اشباع کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: جب ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد دونوں متحرک ہوں تو ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ پڑھی جائے گی یعنی اگر ضمیر پر ضمہ ہو تو اس کے مابعد واؤ ساکن زائد ہوگا اور اگر ضمیر پر کسرہ ہے تو اس کے مابعد یائے ساکنہ زائد ہوگی مثلاً مِن رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، وَرَسُوْلُهٗ أَحَقُّ مگر ایک جگہ اشباع نہ ہوگا یعنی وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ اس کا ضمہ غیر موصولہ پڑھا جائے گا۔ (فوائد مکیہ)

سوال: جب ضمیر کے ماقبل اور مابعد دونوں متحرک ہوں تو ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ کیوں پڑھی جائے گی؟

جواب: چونکہ ہاء خفی اور ایک حرفی اسم ہے اسلئے اُس کو قوی کرنے کیلئے اس کے بعد اس کی حرکت کے موافق حرف علت (یعنی واؤ اور یاء) لے آتے ہیں۔ (عنایات رحمانی)

سوال: اشباع کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حرکت کو اتنا دراز کرنا کہ اس سے حرف مدہ پیدا ہو جائے اس کو اشباع کہتے ہیں یعنی زبر کو کھینچ کر الف مدہ کے برابر ادا کرنا، زیر کو کھینچ کر یاء مدہ کے برابر ادا کرنا اور پیش کو کھینچ کر واؤ مدہ کے برابر ادا کرنا اور اس کو صلہ بھی کہتے ہیں۔

سوال: صلہ اور اشباع میں کیا فرق ہے؟

جواب: اشباع تو عام ہے جو ہر حرکت کی درازی کو شامل ہوتا ہے اور صلہ خاص ہے جس کا

اطلاق صرف ہائے ضمیر کی حرکت کے اشباع پر ہی ہوتا ہے۔

سوال: ہائے اصلیہ میں بھی صلہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں! اس لئے کہ ہائے اصلیہ میں صلہ کے کرنے سے صلہ سے پیدا ہونے والے الف، یاء، واؤ کی وجہ سے صیغہ واحد کی بجائے جمع اور تثنیہ کے ہوجانے کا وہم ہوتا ہے۔

سوال: وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ میں قاعدہ کے خلاف صلہ اور اشباع کیوں نہیں ہوگا؟

جواب: اصل کی بناء پر اشباع نہ ہوگا کیونکہ يَرْضَهُ لَكُمْ اصل میں يَرْضَاهُ لَكُمْ تھا الف مقام جزم میں واقع ہونے کی وجہ سے حذف ہوگیا تو يَرْضَهُ لَكُمْ ہوگیا۔

سوال: ہائے ضمیر کے عدم اشباع کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: جب ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد دونوں ساکن ہوں (جیسے: مِنْهُ الْمَاءُ اور وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وغیرہ) یا ماقبل متحرک اور مابعد ساکن ہو (جیسے: وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ اور أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وغیرہ) یا ماقبل ساکن اور مابعد متحرک ہو (جیسے: مِنْهُ آيَاتٌ، فِيهِ آيَاتٌ وغیرہ) تو اشباع نہ ہوگا مگر فِيهِ مُهَانًا جو سورۂ فرقان میں ہے، اس میں اشباع ہوگا۔

سوال: فِيهِ مُهَانًا میں قاعدہ کے خلاف اشباع کیوں ہوگا؟

جواب: حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ نے فِيهِ مُهَانًا میں جَمْعًا بَيْنَ اللُّغَتَيْنِ یعنی دو لغتوں کو جمع کرنے کی غرض سے صلہ اور اشباع کیا ہے۔

سوال: دو لغتوں کو جمع کرنے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: جس طرح ایک لغت یہ ہے کہ جب ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد دونوں متحرک ہوں تو ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ پڑھی جائے گی اسی طرح ایک لغت یہ بھی ہے کہ اگر ضمیر کے ماقبل ساکن اور مابعد متحرک ہو تو بھی ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ پڑھی جائے گی پس حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ نے انہی دو لغتوں کو جمع کرنے کی غرض سے فِيهِ مُهَانًا میں اشباع کیا ہے۔

سوال: حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جَمْعًا بَيْنَ اللُّغَتَيْنِ کی کوئی اور بھی مثال ہے؟

جواب: جی ہاں! حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جَمْعًا بَیْنَ اللُّغَتَیْنِ کی اور بھی مثالیں ہیں چنانچہ ءَاَعْجَمِیٌّ کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل اور مَجْرٖىهَا کے الف میں امالہ بھی جَمْعًا بَیْنَ اللُّغَتَیْنِ کی بناء پر کیا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہائے ضمیر کی پوری بحث ہمیں یاد ہوگئی ہے اب مہربانی کر کے ہائے ضمیر میں روم واشمام کے متعلق مذاہب بھی بتادیں؟

جواب: بہت اچھا! ہم ذیل میں ہائے ضمیر میں روم واشمام کے متعلق قراء کرام کے مذاہب بیان کرتے ہیں غور سے پڑھو، اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہائے ضمیر میں روم اور اشمام کے متعلق تین مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: جب ہائے ضمیر فتحہ یا الف کے بعد ہو جیسے: لَهٗ، لَنْ تُخْلَفَهٗ، اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ وغیرہ۔ یا ہائے ضمیر صحیح ساکن کے بعد ہو جیسے: مِنْهُ وَاسْتَغْفِرْهُ وغیرہ تو محققین کی ایک جماعت کی رائے پر ان دونوں صورتوں میں رَوم اور اشمام دونوں جائز ہیں اور جب ہائے ضمیر کسرہ کے بعد ہو جیسے: بِهٖ یا یائے ساکنہ کے بعد ہو جیسے: اِلَیْهِ یا ضمہ کے بعد ہو جیسے: رَسُوْلُهٗ یا واؤ ساکنہ کے بعد ہو جیسے: قَتَلُوْهُ وغیرہ تو ان سب صورتوں میں روم اور اشمام جائز نہیں کیونکہ ان میں سے بِهٖ اور اِلَیْهِ جیسی مثالوں میں کسرہ کی طرف اور رَسُوْلُهٗ، قَتَلُوْهُ جیسی مثالوں میں ضمہ کی طرف اشارہ کرنا پڑتا ہے جو واؤ اور یائے ساکنہ والی مثالوں میں تین تین ضموں اور کسروں کے جمع ہونے کی بناء پر اور اسی طرح ضمہ اور کسرہ والی مثالوں میں دو دو ضموں اور کسروں کے جمع ہو جانے کی بناء پر باعث ثقل ہے علاوہ ازیں یہ کہ خود ہاء بھی خفی اور بَعِیْدُ الْمَخْرَجِ ہے جس کی وجہ سے قاری کو ہاء کے ظاہر کرنے میں ایک قسم کا تکلف کرنا پڑتا ہے پس جب اس تکلف کو پہلے ثقل سے ملاتے ہیں تو اشارہ کا ثقل دوگنا ہو جاتا ہے لہٰذا مذکورہ بالا تمام صورتوں میں سہولت اور آسانی کی غرض سے روم اور اشمام نہیں کرتے اور یہی مذہب اولیٰ اور بہتر ہے۔ (نہایۃ القول المفید)

دوسرا مذہب: ابوبکر بن مجاہد اور علامہ قسطلانی وغیرہما نے مندرجہ بالا نقل کو کوئی اہمیت نہیں دی اور یہ حضرات کسی تفریق کے بغیر مذکورہ بالا تمام صورتوں میں روم و اشمام جائز بتاتے ہیں کیونکہ ہائے ضمیر میں روم و اشمام کی وجہ عام قاعدے کے موافق عمل کرنا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اسکان و اشمام کی طرح وقف بالروم میں بھی ہائے ضمیر کے صلہ کو حذف کرنا ضروری ہے۔ (نہایۃ القول المفید)

تیسرا مذہب: علامہ جزری رحمہ اللہ کتاب النشر جلد نمبر ۲ میں فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام صورتوں میں روم و اشمام جائز نہیں کیونکہ ہاء کی حرکت عارضی ہے۔ واللہ اعلم

سوال: تیرہویں لمعہ کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ❁ مصنف رحمہ اللہ نے تیرہویں لمعہ میں وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد بیان فرمائے ہیں۔ ❁ وقف کے معنٰی ہیں کلمہ غیر موصول کے آخری حرف پر اور کلمہ موصول کے دوسرے کلمہ کے آخری حرف پر سانس اور آواز کا توڑ دینا۔ ❁ جو شخص معنٰی نہ سمجھتا ہو اس کو چاہئے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے بلا ضرورت بیچ میں نہ ٹھہرے۔ ❁ وقف کی تین قسمیں ہیں ① قاری کے احوال کے اعتبار سے ② کیفیت کے اعتبار سے ③ محل یعنی جگہ کے اعتبار سے۔ ❁ قاری کے احوال کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں وہ یہ ہیں:۔

① وقفِ اِخْتِیَارِی ② وقفِ اِضْطِرَارِی ③ وقفِ اِخْتِبَارِی ④ وقفِ اِنْتِظَارِی۔ ❁ کیفیت کے اعتبار سے وقف کی دس قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① وقف بالحذف ② وقف بالاثبات ③ وقف بالسکون ④ وقف بالاسکان ⑤ وقف بالروم ⑥ وقف بالاشمام ⑦ وقف بالابدال ⑧ وقف بالاظہار ⑨ وقف بالتشدید ⑩ وقف بالالحاق۔ ❁ جو شخص معنٰی نہ سمجھتا ہو وہ تو علاماتِ وقف پر ٹھہرے لیکن جو حضرات عربی میں خوب ماہر ہوں ان کیلئے محل وقف کے لحاظ سے وقف کی چھ قسمیں ہیں ① وقفِ تام ② وقفِ کافی ③ وقفِ حسن ④ وقفِ قبیح ⑤ وقفِ لازم ⑥

وقفِ اَقبح۔ ❁ چونکہ ابتداء وقف کے بعد ہوتی ہے اس لئے مواقع اوقاف کے اعتبار سے ابتداء کی پانچ قسمیں ہیں:۔ ① ابتداءِ اَحسن ② ابتداءِ حسن ③ ابتداءِ قبیح ④ ابتداءِ اَقبح ⑤ ابتداءِ صحیح۔ ❁ جو حضرات معنی وتفسیر اور ترکیب نحوی سے واقف نہ ہوں ان کو چاہئے کہ درمیان میں ٹھہر جانے کی صورت میں اسی جگہ سے لوٹائیں جہاں وقف کا نشان بنا ہوا ہو، البتہ اگر وقف کے نشان سے سانس کی تنگی کی وجہ سے لوٹانا دشوار ہو اور پھر یہی اندیشہ ہو کہ سانس اگلی علامت وقف سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا تو پھر کسی ماہر قاری اور عالم عربی دان سے محلِ اِعادہ کی تعیین کرالیں لیکن جو حضرات معنیٰ وتفسیر اور ترکیب نحوی سے واقف ہوں اُن کیلئے محلِ اِعادہ کی چار قسمیں ہیں:۔ ① اِعادہِ اَحسن ② اِعادہِ حسن ③ اِعادہِ قبیح ④ اِعادہِ اَقبح۔ ❁ کلمہ کے بیچ میں اور اسی طرح کالِ حرکت پر وقف کرنا غلط ہے۔ ❁ جب کسی کلمہ پر وقف کرو تو وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اُس کے موافق وقف کرو۔

❁❁❁❁❁❁

چودھواں لمعہ

فوائدِ مُتَفَرِّقَۂ ضَرُورِیَّہ کے بیان میں

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "چودھویں لمعہ" میں کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "چودھویں لمعہ" میں فوائدِ مُتَفَرِّقَہ ضَرُورِیَّہ کو بیان فرمایا ہے۔

سوال: فوائدِ مُتَفَرِّقَہ کن فوائد کو کہتے ہیں؟

جواب: فوائدِ مُتَفَرِّقَہ ایسے فائدوں کو کہتے ہیں جو کسی ایک مضمون کے ساتھ متعلق نہ ہوں بلکہ اُن کے ضمن میں مختلف قسم کے مسائل بیان کیے گئے ہوں۔

سوال: سورۂ کہف کے پانچویں رکوع میں جو لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ ہے اُس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس میں (نون کے بعد) الف لکھا تو ہے مگر یہ (وصل میں) پڑھا نہیں جاتا البتہ اگر اُس پر کوئی وقف کردے تو اُس وقت پڑھا جائے گا۔

سوال: سورۂ دہر کے شروع میں جو سَلٰسِلَا ہے اُس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اُس کے دوسرے لام کے بعد بھی الف لکھا تو ہے مگر یہ بھی (وصل کی حالت میں) پڑھا نہیں جاتا، البتہ وقف کی حالت میں الف کا پڑھنا (یعنی سَلٰسِلَا) اور نہ پڑھنا (یعنی سَلٰسِل) دونوں طرح درست ہے۔

سوال: سورۂ دہر میں وسط کے قریب قَوَارِیْرَا ۝ قَوَارِیْرَا دو دفعہ ہے اور دونوں کے اخیر میں الف لکھا ہے اُن کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: اُن کا قاعدہ یہ ہے:۔ کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا، خواہ وقف ہو یا نہ ہو، اور پہلی جگہ اگر وقف کرو تو الف پڑھا جائے گا اور وقف نہ کرو تو الف نہیں پڑھا جائے گا، اور زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ وقف کرتے ہیں (کیونکہ یہاں آیت ہے) دوسری جگہ نہیں کرتے (اسلئے کہ یہاں آیت نہیں ہے) تو اس صورت میں پہلی جگہ الف پڑھو دوسری جگہ مت پڑھو۔

سوال: سورۂ ہود علیہ السلام میں جو بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا ہے اُس کو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: اس جگہ چونکہ امالہ ہے اس لئے اس راء کو ایسا پڑھیں گے جیسا لفظِ قطرے کی راء کو پڑھتے ہیں۔

سوال: سورۂ حٰمٓ السَّجْدَة میں جو ءَاَعْجَمِیٌّ ہے اُس کو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: اُس کا دوسرا ہمزہ ذرا نرم کر کے (یعنی الف اور ہمزہ کے درمیان) پڑھو، اس کو تسہیل کہتے ہیں۔

سوال: سورۂ حجرات میں جو بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ ہے اُس کو کیسے پڑھیں گے؟

جواب: اُس کو اس طرح پڑھو کہ بِئْسَ کے سین پر تو زبر پڑھو اور اُس کو بعد کے کسی حرف سے نہ ملاؤ، پھر لام جو اُس کے بعد لکھا ہے اُس کو زیر دے کر بعد کے سین سے ملا دو، پھر میم کو اگلے لام سے ملا دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اَلِاسْمُ کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزے بشکل الف لکھے ہیں اُن کو بالکل مت پڑھو۔

سوال: لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ اور فَرَّطْتُّمْ اور مَا فَرَّطْتُّ کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: لَئِنْ بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ اور مَا فَرَّطْتُّمْ اور مَا فَرَّطْتُّ میں ادغام ناتمام (یعنی ناقص) ہوتا ہے۔

سوال: لَئِنْ بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ اور مَا فَرَّطْتُّمْ اور مَا فَرَّطْتُّ میں ادغام ناتمام (یعنی ناقص) کیوں ہوتا ہے؟

جواب: اسلئے کہ طاء قوی ترین حرف ہے اور تاء اُس کے مقابلے میں ضعیف حرف ہے اور قوی کا ضعیف میں ادغام نہیں ہوتا اور ادغام ناقص میں ادغام واظہار دونوں قاعدوں کی رعایت ہوتی ہے اس طرح کہ ایک قاعدہ تو یہ ہے کہ جب مثلین اور متجانسین میں سے پہلا حرف ساکن ہو تو اس کا دوسرے میں ادغام کرنا ضروری ہے اور دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ قوی کا ضعیف میں ادغام نہیں ہوتا تو پہلے قاعدہ کے موافق ادغام تو ضرور ہوگا لیکن دوسرے قاعدے کی بناء پر تام نہ ہوگا بلکہ ناقص ہوگا۔ فَافْهَمْ وَتَاَمَّلْ

سوال: ادغامِ ناتمام (یعنی ناقص) کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: طاء کو تاء کیساتھ ملا کر مشدد کر کے اس طرح پڑھا جائے کہ طاء اپنی صفت استعلاء و اطباق کے ساتھ بدون (بغیر) قلقلہ کے پُر ادا ہو اور تاء باریک ادا ہو۔

سوال: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں بہتر یہی ہے کہ پورا ادغام کیا جائے یعنی قاف بالکل نہ پڑھا جائے بلکہ قاف کو کاف سے بدل کر اور دونوں کو ملا کر مشدد کر کے پڑھا جائے (اور یہ ادغامِ تام کہلاتا ہے اور یہی اولیٰ ہے کیونکہ یہ آسان ہے اور مدغم یعنی قاف کے قوی ہونے کی وجہ سے ادغامِ ناقص بھی جائز ہے یعنی قاف کی صفتِ اِسْتِعْلَاء کو باقی رکھ کر لَئِنْ بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ وغیرہ کی طرح بدون (بغیر) قلقلہ کے پُر ادا کیا جائے)۔

سوال: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کے ادغامِ تام کی کیفیتِ ادا اور ادغامِ ناقص کی کیفیتِ ادا کیا ہے؟

جواب: (تام کی کیفیتِ ادا تو یہ ہے کہ) قاف بالکل نہ پڑھا جائے بلکہ قاف کو کاف سے بدل کر اور دونوں کو ملا کر مشدد کر کے پڑھا جائے (اور ادغامِ ناقص کی کیفیتِ ادا یہ ہے قاف کی صفتِ اِسْتِعْلَاء کو باقی رکھ کر لَئِنْ بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ وغیرہ کی

طرح بدونِ (بغیر) قلقلہ کے پُرادا کیا جائے)۔
سوال: طاء اور قاف دونوں قوی حرف ہیں تو پھر یہ فرق کیوں ہے کہ طاء کا ادغام تاء میں تو صرف ناقص ہی ہے تام جائز نہیں اور قاف کا ادغام کاف میں تام اور ناقص دونوں طرح جائز ہے؟
جواب: چونکہ طاء کی تمام صفات قوی ہیں جبکہ قاف کی چھ صفتوں میں سے ایک صفت اِنْفِتَاح ضعیف ہے اور باقی پانچ قوی ہیں پس یہ قوی تر ہے اور اِس کے مقابلے میں طاء قوی ترین حرف ہے اس لئے طاء کا ادغام تاء میں صرف ناقص ہے اور قاف کا ادغام کاف میں تام اور ناقص دونوں طرح جائز ہے اور اصل وجہ نقل کی پیروی ہے۔
سوال: نٓ○وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ○وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ○ کا قاعدہ کیا ہے؟
جواب: نٓ○وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ○وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ○ میں نون اور سین کے بعد جو واؤ ہے یَرْمَلُوْنَ کے قاعدہ کے موافق اُس واؤ میں ادغام ہونا چاہئے مگر ادغام نہیں کیا جاتا (اِس لئے کہ شاطبیہ کے طریق سے اظہار ہی منقول ہے البتہ جَزَرِیَّۃ کے طریق سے اظہار اور ادغام دونوں جائز ہیں)۔
سوال: سورۂ یوسف علیہ السلام کے دوسرے رکوع میں جو لَاتَاْمَنَّا ہے اُس کا قاعدہ کیا ہے؟
جواب: لَاتَاْمَنَّا اصل میں لَاتَاْمَنُنَا دونون سے ہے پہلا نون مضموم ہے اور دوسرا مفتوح اور لَا نافیہ ہے اِس میں دو وجوہ ہیں ① ادغام ② اظہار لیکن اِس میں خالص ادغام اور خالص اظہار جائز نہیں بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام ضروری ہے تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہاں اصل میں دونون تھے اور اُن میں سے پہلے پر پیش تھا اور رسم کی پیروی کی بنا پر یہی اولیٰ ہے اور یہی وجہ قراء کے یہاں زیادہ مشہور ہے۔ ۞ اور اظہار کی حالت میں روم ضروری ہے تاکہ اگر کامل ادغام نہیں تو اَقْرَبُ اِلَى الْاِدْغَامِ تو ہو ہی جائے اور اجتماعِ مثلین سے پیدا شدہ ثقل کسی حد تک دور ہو جائے۔
سوال: سکتہ کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) کیا ہے؟
جواب: سکتہ کے لغوی معنٰی ہیں "باز رہنا، خاموش ہونا" اور اصطلاحی معنٰی (یعنی تعریف) یہ

ہے کہ تلاوت کو جاری رکھتے ہوئے کسی کلمہ پر بغیر سانس توڑے تھوڑی دیر کے لیے آواز کو روک لینا اور پھر اُسی سانس میں آگے پڑھنا۔

سوال: سکتہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور کون کونسی ہیں؟

جواب: سکتہ کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ ① سکتہ لفظی ② سکتہ معنوی۔

سوال: سکتہ لفظی کسے کہتے ہیں اور معنوی کسے؟

جواب: جہاں دو کلموں کے اتصال سے معنی میں التباس واقع ہونے کا احتمال ہو اُن مواقع میں جو سکتہ کیا جاتا ہے اُس کو سکتہ معنوی کہتے ہیں اور جو سکتہ تَقْوِيَةً لِلْهَمْزِ یعنی ہمزہ کو صاف اور محقق ادا کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے اُس کو سکتہ لفظی کہتے ہیں۔

سوال: حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں سکتہ معنوی کتنی جگہ ہوتا ہے اور سکتہ لفظی کتنی جگہ؟

جواب: حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں سکتہ معنوی چار جگہ ہے اور وہ چار جگہیں یہ ہیں:۔ ایک سورۂ کہف میں عِوَجًا ۜ قَيِّمًا دوسرا سورۂ قِيٰمَة میں مَنْ ۜ رَاقٍ کے نون ساکن پر تیسرا سورۂ یٰسٓ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا کے الف پر چوتھا سورۂ مطففین میں كَلَّا بَلْ کے لام ساکن پر۔ بس اِن کے سوا سورۂ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ (معنوی) نہیں۔ ❁ اور سکتہ لفظی روایت حفص میں بطریق شاطبی تو کہیں نہیں البتہ جزریہ کے بعض طرق میں اِنَّ الْاِنْسَانَ اور قَدْ اَفْلَحَ جیسے موقعوں میں ہوتا ہے۔

سوال: جن چار موقعوں میں سکتہ معنوی ہوتا ہے وہاں سکتہ کے علاوہ کوئی اور وجہ بھی ہے یا نہ؟

جواب: ان چاروں مواقع میں شاطبیہ کے طریق سے تو سکتہ کرنا ہی واجب ہے البتہ جَزَرِيَّة کے طریق سے سکتہ، ترک سکتہ دونوں وجوہ ثابت ہیں لیکن سکتہ نہ کرنے کی صورت میں مَنْ ۜ رَاقٍ اور كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ میں تو ادغام ہوگا اور عِوَجًا ۜ قَيِّمًا میں اخفاء ہوگا۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ فاتحہ میں سکتہ کی نفی کیوں فرمائی ہے؟

جواب: اس لئے کہ بعض ناواقف اس میں مندرجہ ذیل سات موقعوں پر سکتہ کرتے ہیں:۔ ① اَلْحَمْدُ کے دال پر ② لِلّٰهِ کی ہاء پر ③ مٰلِكِ کے کاف پر ④ اِيَّاكَ کے کاف

پر ⑤ وَاِيَّاكَ کے کاف پر ⑥ اَنْعَمْتَ کی تا پر ⑦ اَلْمَغْضُوبِ کی باء پر۔ مگر یاد رکھو کہ ان موقعوں میں سکتہ کرنا بالکل غلط اور لغو ہے جس کی کوئی اصل نہیں، فن کی کتابوں میں ان سکتوں سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔

سوال: حرکات کسے کہتے ہیں؟

جواب: حرکات حرکت کی جمع ہے اور زبر، زیر، پیش کو عربی میں حرکت کہتے ہیں اور جس حرف پر زبر یا زیر یا پیش ہوتا ہے اس کو متحرک (یعنی حرکت والا) کہتے ہیں نیز یاد رہے کہ عربی میں حرکات کو معروف ادا کیا جاتا ہے۔

سوال: قرآن میں جہاں زیر اور پیش آئیں تو ان کو کس طرح پڑھنا چاہیے؟

جواب: قرآن میں جہاں پیش آئے اُس کو واؤ معروف کی سی بو دے کر پڑھو (جیسے نور، حور وغیرہ) اور جہاں زیر آئے اُس کو یائے معروف کی سی بو دے کر پڑھو (جیسے حسین، جمیل وغیرہ) ہمارے ملک میں پیش کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اُس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ مجہول پیدا ہوتی ہے (جیسے مور، چور وغیرہ) اور زیر کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دو تو یائے مجہول پیدا ہوتی ہے (جیسے درویش وغیرہ) تو یہ بات عربی زبان کے خلاف ہے ایسا مت کرو (کیونکہ عربی زبان میں واؤ مجہول اور یائے مجہول کا تلفظ ہے ہی نہیں) بلکہ پیش کو ایسا پڑھو کہ اگر اُس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ معروف پیدا ہو اور زیر کو ایسا پڑھو کہ اگر اُس کو بڑھا دیا جائے تو یائے معروف پیدا ہو اور زیر اور پیش کے اس طرح ادا ہونے کو ماہر استاد سے سن لو لکھا ہوا دیکھنے سے سمجھ میں شاید نہ آیا ہو۔

سوال: واؤ مشدد اور یاء مشدد پر وقف کیسے کرنا چاہیے؟

جواب: جب واؤ مشدد یا کہ یاء مشدد پر وقف ہو تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھانا چاہیے (یعنی دو حرفوں کے برابر دیر لگانی چاہیے) تا کہ تشدید باقی رہے جیسے عَدُوٌّ ○ اور عَلَى النَّبِيِّ ○ (نیز یاد رہے کہ یہاں سختی سے مراد دو حرفوں کے برابر دیر لگانا ہے سختی بمعنی شدت نہیں کہ آواز کو بند کر دیا جائے)۔

سوال: سورۂ یوسف علیہ السلام کے وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ○ اور سورۂ اقرأ کے

لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝ پر وقف کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب: اگر وَلَيَكُونًا اور لَنَسۡفَعًا پر وقف کرو تو الف سے پڑھو یعنی تنوین مت پڑھو (کیونکہ وقف رسم الخط کے تابع ہوتا ہے)۔

سوال: چار لفظ قرآن مجید میں ہیں کہ لکھے تو جاتے ہیں صاد سے اور اس صاد پر چھوٹا سا سین بھی لکھ دیتے ہیں اُس کا قاعدہ کیا ہے؟

جواب: اس کا قاعدہ سمجھ لو:۔ ایک تو سورۃ بقرۃ میں ہے يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ دوسرا سورۂ اعراف میں فِي الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً ان دونوں جگہ میں (شَاطِبِيَةٌ اور طَيِّبَةٌ دونوں کے طریق سے) سین پڑھو، تیسرا سورۂ طور میں اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَ ۝ اس میں (طَيِّبَةٌ کے طریق سے) چاہے سین پڑھو چاہے صاد پڑھو (اور شَاطِبِيَةٌ کے طریق سے صرف صاد پڑھو)، چوتھا سورۂ غاشیہ میں بِمُصَيۡطِرٍ اس میں (شَاطِبِيَةٌ اور طَيِّبَةٌ دونوں کے طریق سے) صاد پڑھو (اور طَيِّبَةٌ کے طریق سے سین بھی پڑھو)۔

سوال: وہ کلمات کون کونسے ہیں جن کے درمیان میں الف لکھا تو ہے مگر پڑھا نہیں جاتا؟

جواب: کئی مواقع قرآن مجید میں ایسے ہیں کہ لکھا ہوا تو ہے: لَا اور پڑھا جاتا ہے: لَ، پڑھتے وقت اُن کا بہت خیال رکھو (یعنی الف مت پڑھو، کیونکہ ان کلمات میں الف پڑھنے سے لفظ بالکل غلط ہو جاتا ہے):۔ ایک سورۃ آل عمران میں لَاۡاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ، دوسرا سورۃ توبہ میں وَلَاۡاَوۡضَعُوۡا، تیسرا سورۃ نمل میں اَوۡلَاۡاَذۡبَحَنَّهٗ، چوتھا سورۃ وَالصّٰٓفّٰتِ میں لَاۡاِلَى الۡجَحِيۡمِ، پانچواں سورۃ حشر میں لَاۡاَنۡتُمۡ اَشَدُّ۔ اسی طرح سورۃ آل عمران کے پندرھویں رکوع میں لکھا ہوا تو ہے: اَفَا۟ئِنۡ اور پڑھا جاتا ہے: اَفَئِنۡ۔ اور چند مقامات میں لکھا ہوا تو ہے: مَلَا۟ئِهٖ اور پڑھا جاتا ہے مَلَئِهٖ اور سورۃ کہف کے چوتھے رکوع میں لکھا ہوا تو ہے لِشَا۟ىۡءٍ اور پڑھا جاتا ہے لِشَيۡءٍ اور بعض جگہ لکھا ہوا تو ہے: نَّبَا۟ىِٕ اور پڑھا جاتا ہے: نَبَإِ۔

سوال: "جمال القرآن" میں کس کی روایت کے موافق قواعد لکھے گئے ہیں؟

جواب: "جمال القرآن" میں اکثر قاعدے تو وہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں اور جن میں اختلاف ہے (مصنف رحمہ اللہ) نے اُن میں سے امام حفص رحمہ اللہ کے قواعد لکھے ہیں جن کی روایت کے موافق ہم لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔

سوال: روایت حفص رحمہ اللہ کی سند بیان کریں؟

جواب: امام حفص رحمہ اللہ نے قرآن مجید حاصل کیا ہے امام عاصم تابعی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے زِرِّبْنُ حُبَیْشٍ اَسَدِیْ رحمہ اللہ اور عبداللہ بن حَبِیْبْ سُلَمِیْ رحمہ اللہ (اور ابو عمرو سعد بن الیاس شیبانی رحمہ اللہ) سے (پھر ان میں سے زر بن حبیشؒ) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور عبداللہ بن حبیب سُلمیؒ نے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (پانچوں سے، اور ابو عمرو سعید بن الیاس شیبانیؒ نے صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اور ان سب حضرات نے جناب رسول مقبول ﷺ سے۔

روایت حفص کی پوری سند احقر سے لیکر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک

میں نے روایت حفص کی سند حاصل کی اپنے شفیق اور محترم استاذ حضرت استاذ القراء مولانا قاری المقری محمد رمضان صاحب مدظلہ سے، انھوں نے شیخ القراء والمجودین حضرت قاری سید حسن شاہ بخاری رحمہ اللہ سے، انھوں نے امام القراء حضرت قاری عبدالمالک رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ عبدالرحمٰن مکی الہ بادی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ محمد عبداللہ مکی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابراہیم سعد بن علی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ حسن بدیر رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ محمد متولی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ سید احمد رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ التہامی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ احمد سلمونہ رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ سید ابراہیم العبیدی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ عبدالرحمٰن الاجہوری رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ احمد البقری رحمہ اللہ سے، انھوں نے

الشیخ محمد البقری رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ عبدالرحمن الیمنی رحمہ اللہ سے، انھوں نے اپنے والد الشیخ شحاذۃ الیمنی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ الناصر الطبلاوی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابی نعیم رضوان العقبی رحمہ اللہ سے، انھوں نے شیخ القراء والمحدثین شمس الملت والدین محمد بن محمد بن محمد بن یوسف الجزری رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابو محمد عبدالرحمن معالی البغدادی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد المعروف بالصائغ رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابوالحسن علی بن شجاع العباسی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ امام ابوالقاسم الشاطبی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابی الحسن علی بن ہذیل رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ داؤد سلیمان بن نجاح رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ عثمان ابی عمرو دانی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابی الحسن طاہر بن غلبون رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابی الحسن علی بن محمد صالح الہاشمی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ ابی العباس احمد بن سہیل الاشنانی رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ محمد عبید بن الصباح رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ حضرت حفص صاحب روایت رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ الامام عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ سے، انھوں نے الشیخ زِرّ بن حُبَیْش الْاَسَدِی رحمہ اللہ اور عبداللہ بن حبیب سُلَمی رحمہ اللہ اور ابوعمرو سعد بن الیاس شیبانی رحمہ اللہ سے، ان تینوں حضرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے، اور ان سب حضرات نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے، انھوں نے جبرئیل علیہ السلام سے، انھوں نے لوح محفوظ سے، اور وہاں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیض سے آیا۔

سوال: حضرت امام حفص رحمہ اللہ کا مختصر تعارف بیان کریں؟

جواب: آپ کا نام ابوعمرو حفص بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفی بزّاز (دوزا کے ساتھ) ہے ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ نے امام عاصم رحمہ اللہ سے نکاح کر لیا تھا، لہٰذا ان کی پرورش

وتربیت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ شفقت ہوئی۔ (نشر) ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ قراءت عاصم کے اندر اَعْلَمُ النَّاس تھے یعنی قراءت عاصم کی اصح روایت وہ ہے جو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ قراءت عاصم میں ثقہ ضابط اور ثبت تھے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد مرتبہ قرآن پڑھا، نیز متعدد دیگر شیوخ سے علم حاصل کیا، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کپڑے کی تجارت میں شریک تھے، اگرچہ قراءات سبعہ بلکہ عشرہ متواترہ ہیں اور سبعہ کے خلاف تو کبھی کسی نے ایک حرف بھی نہیں کہا بلکہ حرمین اور بصرہ کی قراءات خالص قرشی ہونے کی وجہ سے ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں مگر یہ قبولیت خداداد ہے کہ صدیوں سے مکاتب و مدارس میں صرف روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہے اور روئے زمین پر ایک ہزار حفاظ میں سے تقریباً نوسو ننانوے آدمیوں کو صرف یہی روایت یاد ہے اور ایسا شاید کوئی نہ ہو جس نے یہ روایت نہ پڑھی ہو۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ علی رغم نحات رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قراءت مروج ہی نہ ہونی چاہیے تھی کیونکہ نحات ہمزتین کی تحقیق کی وجہ سے قراءت عاصم پر اعتراض کرتے تھے۔ (مقدمہ شرح سبعہ قراءات از قاری ابومحمد محی الاسلام پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: حضرت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں؟

جواب: آپ کا نام ابوبکر عاصم بن اَبِي النَّجُوْدُ (والد کا نام) اِبْنِ بَهْدَلَة (والدہ کا نام) اسدی کوفی ہے۔ آپ نے شیخ القراء امام ابوعبدالرحمن عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی نابینا شیخ القراء کوفہ اور شیخ القراء امام ابومریم زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس اسدی اور شیخ القراء ابوعمرو سعد بن الیاس شیبانی کوفی سے قرآن پڑھا۔ یہ تینوں حضرات کبار تابعین میں سے ہیں اور بلا واسطہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ نیز آپ خود بھی تابعی ہیں اور حضرت حارث بن حسان رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم سے فیض و برکت حاصل کی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ صاحب قراءت اور حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ صاحب فقہ تھے میں عاصم رحمۃ اللہ علیہ کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ عجلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ صاحب سنّت اور قراءت میں ثقہ اور رئیس القراء تھے۔ ابو اسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ بار بار کہتے تھے کہ میں نے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر قاری نہیں دیکھا امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ قرآن کا عالم کوئی نہیں۔ حضرت امام ابو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوفہ کی ریاستِ قراءت آپ پر منتہی ہوتی ہے۔ آپ فصاحت و بلاغت و اتقان اور تجوید و تحریر کے جامع تھے، طریقہ ادا اور لہجہ عجیب و غریب تھا خوش الحانی کی نظیر نہ تھی عابد و کثیر الصلوٰۃ تھے۔ ۱۲۷ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ پچاس سال کے قریب مسند کوفہ پر رونق افروز رہے آپ کے شاگرد ابو بکر شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وفات کے وقت آیت ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ بار بار پڑھتے تھے اور اِس تحقیق و صفائی سے پڑھتے تھے گویا محراب میں قرآن سنا رہے ہیں۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) باعتبار طبقات و رجال آپ امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اور باقی سب سے مقدم ہیں (مقدمہ شرح سبعہ قراءات صفحہ ۳۷) حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کی قراءت کے راویوں میں عظیم الشان ائمہ و علماء ہوئے ہیں۔ انہیں میں مفضل حماد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ (شرح شاطبیہ ص ۱۴)

سوال: سیدنا امام زِرّ ابْنُ حُبَیْش اَسَدِیّ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات بیان کریں؟

جواب: آپ کا نام زِرّ (بِکَسْرِ زَاوَبِتَشْدِیْدِ راء) بن حُبَیْش اَسَدِیّ ہے اور کنیت ابو مریم ہے یہ بزرگ مخضرمی تھے (یعنی انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا ہے لیکن مشرّف بہ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہوئے) اسی لئے ان کو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت میں استفادہ کا بڑا موقعہ نصیب ہوا، اور اُن کے فیض نے ان کو جلیل القدر تابعی بنا دیا۔ علامہ نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ اکابر تا

بعین میں سے ہوئے ہیں اور اُن کی توثیق وجلالت پر سب کا اتفاق ہے (تہذیب الا سماء جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۱۹۷) قرآن کے ممتاز قراء وعلماء میں سے تھے اور حدیث میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اُن کو ائمہ حفاظ میں سے لکھتے ہیں۔

مشائخ: آپکے مشائخ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، عباد بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

ممتاز شاگرد: آپ کے ممتاز شاگردوں میں سے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ عاصم بن ابی منہال بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ، عیسیٰ بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ، عدی بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اورابواحق رحمۃ اللہ علیہ شہرت رکھتے ہیں (تہذیب جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۱) زرؒ بن حُبَیْش نے طویل عمر پائی باختلاف روایت ۸۱ ہجری میں وفات پائی وفات کے وقت عمر مبارک ۱۲۲ سال تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سوال: حضرت عبداللہ بن حَبِیْبْ سُلَمِی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات بیان کریں؟

جواب: آپ کا شمار کوفہ کے ممتاز قراء میں تھا زندگی کا موضوع کتاب اللہ ہی تھا قراءت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اپنے والد صاحب سے کمال پیدا کیا۔ (ابن سعد جلد نمبر ۶) حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی تعلیم حاصل کی (تذکرۃ الحفاظ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۵۰) حدیث کے حافظ تھے قرآن کا درس دیتے تھے مگر اُس کا کوئی معاوضہ نہ لیتے تھے۔ عمرو بن حُریث کے لڑکے کو انہوں نے فن قراءات میں تکمیل کرائی تو عمرو بن حُریث نے ان کی خدمت میں سواری کا اونٹ مع خوبصورت پالان کے بھیجا مگر انہوں نے ہدیہ قبول نہیں کیا اور صاف کہلا دیا کہ ہم کتاب اللہ پر کوئی اجرت نہیں لیا کرتے۔ (ابن سعد جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۲۰) پکڑے

چالیس سال تک مسجد میں قرآن کا درس دیا اور آپ کے بعد یہ مسند قراءت حضرت امام عاصم کو منتقل ہوئی۔ (تہذیب ج، ص ۱۸۴)

مشائخ: آپ کے مشائخ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں۔

ممتاز شاگرد: آپ کے ممتاز شاگردوں میں سے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ، سعد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اور امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔

وفات: آپ نے عبد الملک کے عہد خلافت میں ۷۳ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔ بحالتِ اعتکاف مسجد میں مستقل قیام فرماتے تھے۔ مَرَضُ الْمَوْت میں بھی مسجد میں ہی تھے، عطاء بن سائبؒ نے جا کر عرض کیا خدا آپ پر رحم کرے آپ اپنے بستر پر منتقل ہوجاتے تو اچھا تھا، فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ جب تک مسجد میں نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو وہ گویا نماز ہی کی حالت میں رہتا ہے اور ملائکہ اس کیلئے دعاء رحمت کرتے رہتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مسجد میں ہی مروں (ابن سعد جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۲۱) (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ) علامہ عبد العظیم زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن حَبِيْب سُلَمِی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کے جلیل القدر استاد ہوئے ہیں۔ (مناھل العرفان جلد نمبر ۱)

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے رضائے مولا کی درخواست کن لوگوں سے کی ہے؟

جواب: طالب علموں سے بالخصوص "بچوں" سے بالخصوص "قدوسیوں" سے۔

سوال: "قدوسیوں" سے کون مراد ہیں؟

جواب: "قدوسیوں" سے برصغیر میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳ جمادی الاخری ۹۴۴ ہجری ۱۵۳۷ء) کے اولاد و اخلاف مراد ہیں، انہیں بعض بزرگوں کی فرمائش پر حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تجوید میں یہ کتاب تصنیف فرمائی تھی۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "جمال القرآن" کس سن ہجری میں تالیف فرمایا تھا؟

جواب: مصنفؒ نے "جمال القرآن" ۵ صفر ۱۳۳۳ یا ۱۳۳۴ ہجری میں تالیف فرمایا تھا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

۲۰ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۸ ستمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب

ابو محمد احمد (قاری) عثمان محمود عفی عنہ

ادارہ کے دیگر شاہکار

تجوید و قراءت کا حسین گلدستہ

مَعَارِفُ التَّجوِیْد

مُصنّف

فضیلۃ الشیخ اُستاذُ القُرّاء جناب

قاری محمد نصر اللہ خان صاحب مدظلہ

صدر مدرس جامعہ عالمگیریہ بادشاہی مسجد لاہور

مَعَارِفِ حَسَنِیَّہ

شرح

فَوَائِدِ مَکِّیَّہ

مُرتّب، فضیلۃ الشیخ اُستاذُ القرّاء جناب

قاری محمد رمضان صاحب مدظلہ

اُستاذ شعبہ تجوید و قراءت جامعہ مدنیہ لاہور

یہ کتاب استاذ القراء حضرت مولانا قاری سیّد حسن شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہٗ کے علمی اور درسی افادات کا حسین گلدستہ ہے اور حلِ متن کے ساتھ ساتھ ہر مقام معارف، نکات اور درسی جواہر سے مزین ہے اور طلباء تجوید اور مبتدی اساتذہ کرام کے لیے انمول تحفہ ہے۔ اندازِ بیان نہایت سادہ اور آسان جو مبتدی طلباءِ تجوید کے ذہنوں کے بالکل قریب ہے اور یہ کتاب نہ بہت مختصر اور نہ بہت طویل بلکہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کے مطابق درمیانے درجہ کی شرح ہے کتاب کی افادیت کا اندازہ اس کے مطالعہ سے ہی ہوگا۔

جَوَاہِرِ عُثْمَانِیَّہ

فِی حَلِّ

فَوَائِدِ مَکِّیَّہ

بِالسُّؤَالِ وَالجَوَاب

مُرتّب، اُستاذُ القُرّاء جناب

قاری عُثمان محمود صاحب مدظلہ

فاضل جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

قِرَاءَۃ اکیڈمی

۲۸۔ الفضل مارکیٹ، ۱۷۔ اُردو بازار، لاہور۔